نجد سے قادیان براستہ دیوبند

ایک تاریخی اور
چشم کشا دستاویز



مصنف کتب کثیرہ مناظر اسلام حضرت مولانا الحاج ابو الداؤد

علامہ محمد ضیاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
قادری اشرفی

قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

نجد سے قادیاں

براستہ

دیوبند

حسب الارشاد

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری

سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مصنفہ

مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار سیالکوٹ

نام کتاب ——— نجد سے قادیاں براستہ دیوبند

تالیف ——— مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

ناشر ——— قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

صفحات ——— ۲۲۴

قیمت ——— روپے

مطبوعہ ———

واحد تقسیم کار

ضیاء القرآن پبلیکیشنز

گنج بخش روڈ ○ لاہور

اِنتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو اعلیحضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملت، علامہ الشاہ

احمد رضا خان بریلوی

قدس سرہ القوی

کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جنہوں نے قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلے قلم اٹھایا۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم قادریہ عبدالحکیمیہ

تحصیل بازار، سیالکوٹ

ماخذ کتاب

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں مندرجہ ذیل کتب و اخبارات سے خاص طور پر استفادہ کیا ہے!

۱۔ قرآن پاک
۲۔ صحیح بخاری شریف از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۳۔ مشکوٰۃ المصابیح از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ
۴۔ تفہیم القرآن از مولوی ابوالاعلےٰ مودودی
۵۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۶۔ تفسیر الہام الرحمٰن از مولوی عبیداللہ سندھی
۷۔ الدرر السنیہ از امام احمد بن زینی علیہ الرحمۃ
۸۔ فتنۃ الوہابیہ 〃 〃 〃 〃 〃
۹۔ الفجر الصادق از علامہ ابو حامد مرزوق علیہ الرحمۃ
۱۰۔ سیف چشتیائی از پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ
۱۱۔ الخیرات الحسان از امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۱۲۔ تقویۃ الایمان از اسماعیل دہلوی قتیل
۱۳۔ صراط مستقیم 〃 〃 〃
۱۴۔ یک روزہ 〃 〃 〃
۱۵۔ تحذیر الناس از مولوی قاسم نانوتوی
۱۶۔ امداد الفتاویٰ از مولوی اشرف علی تھانوی۔
۱۷۔ امداد المشتاق 〃 〃 〃 〃
۱۸۔ ارواح ثلاثہ 〃 〃 〃 〃
۱۹۔ حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن بھوپالی
۲۰۔ روضۃ الخصیب از 〃 〃 〃
۲۱۔ ترجمان وہابیہ از 〃 〃 〃
۲۲۔ موائد العوائد از نواب صدیق حسن بھوپالی
۲۳۔ بدور الاہلۃ از 〃 〃 〃 〃
۲۴۔ حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی
۲۵۔ تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری
۲۶۔ تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی
۲۷۔ کفایت المفتی از مفتی کفایت اللہ دہلوی
۲۸۔ فتاویٰ قادریہ از مولوی محمد لودیانوی
۲۹۔ تاریخ دار العلوم دیوبند از قاری طیب دیوبندی
۳۰۔ ختم النبوۃ از مفتی محمد شفیع دیوبندی
۳۱۔ اشد العذاب از مولوی مرتضےٰ حسن چاندپوری
۳۲۔ حیات جاوید از مولوی الطاف حسین حالی
۳۳۔ حیات وحید الزمان از عبدالحلیم
۳۴۔ مسک الختام از مولوی ادریس کاندھلوی
۳۵۔ وحید اللغات از مولوی وحید الزماں حیدرآبادی
۳۶۔ ہدیۃ المہدی از 〃 〃 〃
۳۷۔ آیات متشابہات از مولوی ثناء اللہ امرتسری
۳۸۔ تفسیر السلف از مولوی فقیر اللہ مدراسی
۳۹۔ درایت تفسیری از حافظ عبداللہ روپڑی
۴۰۔ فتاویٰ اہلحدیث از 〃 〃 〃
۴۱۔ تعریفات اہل سنت از 〃 〃 〃
۴۲۔ فیصلہ مکہ از مولوی عبدالعزیز

۴۳۔ اربعین از مولوی عبدالحق غزنوی
۴۴۔ القول الفاصل از قاضی عبدالاحد خان پوری
۴۵۔ فیصلہ حجازیہ از قاضی عبدالاحد خان پوری
۴۶۔ کتاب التوحید والسنۃ از " " " "
۴۷۔ مجموعۃ الفتاویٰ از مولوی عبدالجبار غزنوی
۴۸۔ الضیاح الادلہ از مولوی محمود الحسن دیوبندی
۴۹۔ ہندوستان میں پہلی تحریک اسلامی از مسعود عالم ندوی
۵۰۔ مکالمۃ الصدرین از شبیر احمد عثمانی
۵۱۔ الحیات بعد الممات از قاضی مظفر حسین
۵۲۔ قیصر التواریخ از کمال الدین حیدر حسنی
۵۳۔ تحریک جماعت اسلامی از ڈاکٹر اسرار احمد
۵۴۔ محمد بن عبدالوہاب از احمد عبدالغفور عطار
۵۵۔ مجموعۃ التوحید از پروفیسر محمد شریف اشرف
۵۶۔ مقالات سرسید از اسماعیل پانی پت
۵۷۔ رئیس قادیاں از مولوی ابوالقاسم دلاوری
۵۸۔ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان
۵۹۔ مشاہیر علماء دیوبند از قاری فیوض الرحمٰن
۶۰۔ احتفال الجمہور از مولوی ابراہیم میر
۶۱۔ نبوی جواہر در ذکر کبائر از مولوی عبدالقادر حصاری
۶۲۔ تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی از محمد طفیل رشیدی
۶۳۔ عیون زمزم از حافظ عنایت اللہ اثری
۶۴۔ الجبر البلیغ از " " " "
۶۵۔ نظر حذیم از " " " "
۶۶۔ تحریک آزادی فکر از اسماعیل کانگریسی
۶۷۔ سیرت ثنائی از عبدالمجید سوہدروی
۶۸۔ مولانا احسن نانوتوی از محمد ایوب قادری
۶۹۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از " " " "
۷۰۔ اہلحدیث اور انگریز از مولوی بشیر احمد دیوبندی
۷۱۔ اعجاز حدیث از حکیم صادق سیالکوٹی
۷۲۔ کاروان احرار از جانباز مرزا
۷۳۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک از عبیداللہ سندھی
۷۴۔ نقش حیات از حسین احمد
۷۵۔ مخزن احمدی از نواب محمد علی
۷۶۔ سیرت سید احمد از مسعود عالم ندوی
۷۷۔ آزادی کی ان کہی کہانی از گل محمد فیضی
۷۸۔ آزادی کہانی اسکی اپنی زبانی
۷۹۔ دو مسئلے از محمد میاں
۸۰۔ تحفہ نجدیہ از ثناء اللہ امرتسری
۸۱۔ موج کوثر از اسلم
۸۲۔ مجدد اعظم از
۸۳۔ تاریخ احمدیت از
۸۴۔ تحدیث نعمت از ظفر اللہ خاں
۸۵۔ براہین احمدیہ از مرزا غلام احمد قادیانی
۸۶۔ ایام الصلح از " " " "
۸۷۔ تریاق القلوب از " " " "
۸۸۔ تذکرۃ الشہادتین از " " " "
۸۹۔ تبلیغ رسالت از " " " "

اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء
" ۲۵ اکتوبر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء
" " ۲۴ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۸ء
" " ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء
" " ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء
" " ۸ اکتوبر ۱۹۰۹ء

۹۶- اخبار اہلحدیث امرتسر ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء
۹۷- 〃 〃 〃 ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء
۹۸- 〃 〃 〃 ۲۸ جون ۱۹۱۲ء
۹۹- 〃 〃 〃 ۶ جون ۱۹۱۳ء
۱۰۰- 〃 〃 〃 جولائی ۱۹۱۳ء
۱۰۱- 〃 〃 〃 ۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء
۱۰۲- 〃 〃 〃 ۹ اکتوبر ۱۹۱۴ء
۱۰۳- 〃 〃 〃 یکم جنوری ۱۹۱۵ء
۱۰۴- 〃 〃 〃 ۲ اپریل ۱۹۱۵ء
۱۰۵- 〃 〃 〃 ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء
۱۰۶- 〃 〃 〃 ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
۱۰۷- 〃 〃 〃 ۱۸ جون ۱۹۳۷ء
۱۰۸- 〃 〃 〃 ۲۵ جون ۱۹۳۷ء
۱۰۹- 〃 〃 〃 ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء
۱۱۰- خدام الدین ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء

۱۱۱- الاعتصام لاہور ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء
۱۱۲- 〃 〃 〃 ۱۹۷۲ء
۱۱۳- 〃 〃 ۱۴ دسمبر ۱۹۷۳ء
۱۱۴- 〃 〃 جولائی ۱۹۷۴ء
۱۱۵- 〃 〃 ۱۲ جولائی ۱۹۷۴ء
۱۱۶- 〃 〃 محرم ۱۳۹۴ھ
۱۱۷- 〃 〃 ۲۹ محرم ۱۳۹۴ھ
۱۱۸- تنظیم اہلحدیث روپڑ یکم جنوری ۱۹۳۳ء
۱۱۹- 〃 〃 〃 ۷ اپریل ۱۹۳۷ء
۱۲۰- تنظیم اہلحدیث لاہور ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء
۱۲۱- صحیفہ اہلحدیث کراچی یکم شعبان ۱۳۸۴ھ
۱۲۲- 〃 〃 〃 ۱۴ صفر ۱۳۸۴ھ
۱۲۳- 〃 〃 〃 یکم ذیقعد ۱۳۸۹ھ
۱۲۴- روئداد اہلحدیث۔
۱۲۵- اشاعۃ السنۃ

وجہ تالیف

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی کے نظریات سے آج ہر ایک مسلمان کہلانے والا اختلاف رکھتا ہے اور اس پر اسکی جماعت اور اس کے نظریات پر کفر کا فتویٰ ہے۔ مرزا قادیانی کے نظریات سے بعض علماء ابتداءً بھانپ گئے کہ یہ عظیم فتنہ ہے اور انہوں نے فوراً اسکی مخالفت کرنی شروع کردی تاکہ مسلمان اس کے فریب میں نہ آئیں۔ لیکن کچھ حضرات نے اس دور میں بھی اس کی معاونت کی اور اس کی کتاب براہین احمدیہ کی تشہیر کی۔ اور اسکی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حتیٰ کہ اس کی معاونت کرنے علماء کے گروہ کے ہی بہت سے لوگوں نے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آج ہر جماعت یہ کہتی ہے کہ مرزا قادیانی کے پیچھے انگریز کا ہاتھ تھا۔ یہ انگریز نے آدمی خریدا اور مرزائیت کا پودا انگریز نے لگایا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ لیکن انگریز نے صرف مرزا قادیاں کو ہی نہیں خریدا بلکہ انہوں نے کچھ اور حضرات کو بھی خریدا۔ جس طرح مرزا قادیانی سے انہوں نے کتابیں لکھوائیں اور سرورِ عالم نورِ مجسم، خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کی شانِ اقدس میں توہین آمیز عبارات لکھوائیں۔ اسی طرح ان حضرات سے بھی کتابیں لکھوا کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان و عظمت کا انکار کیا۔ مرزا قادیاں نے انہیں سے مدد لی۔ انہیں کی وجہ سے دعوٰئے نبوت کی جرأت کی۔

اِس موضوع پر قلم اُٹھانے کو دل تو نہ چاہتا تھا۔ مگر چند سالوں سے دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات نے بیرونی ممالک کی مالی امداد کے بل بوتے پر اہلِ سنت وجماعت کے خلاف تقریری اور تحریری ہر دو محاذ پر طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ مُلک عزیز پاکستان کی فضا مکدر کر رکھی ہے ۔ اپنے نجدی آقاؤں سے مال بٹورنے کی خاطر نجدی ایجنٹوں نے اہلسنت وجماعت کو مرزائیوں کا کاربن پیپر اور چولی دامن کا ساتھ قرار دے کر مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا۔ لہٰذا مجبوراً یہ قدم اُٹھایا کہ تاریخی اور تحقیقی دستاویزات کی روشنی میں یہ سارا کچا چٹھا عوام کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ تاکہ عوام خود فیصلہ کرے۔ کہ مرزائی ساز اور مرزائی نواز کون ہیں ؟

زیرِ نظر کتاب میں ان حضرات کی عبارات مع اصل فوٹو درج کر دی ہیں تاکہ مسلمان ان لوگوں سے بھی باخبر رہیں اور ان کے نظریات سے آگاہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے انگریزی سازش کو ناکام بنا دیں۔ اور اپنے دِلوں کو حُبِّ رسُول اور عشقِ مُصطفےٰ سے سرشار رکھتے ہوئے صحیح العقیدہ رہ کر زندگی گزاریں۔

زیرِ نظر کتاب میں حوالہ جات بڑی احتیاط سے درج کئے ہیں۔ بعض حوالہ جات کی اصل فوٹو بھی دے دی ہے۔ تاہم اگر کسی حوالہ کی ضرورت محسوس ہو تو بذریعہ ڈاک فوٹو سٹیٹ طلب کی جا سکتی ہے۔

خیر اندیش

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ

خطیب مرکزی جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ

تحصیل بازار سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (پ ۲۲ ع ۴)

قادیانی فرقہ کے متعلق ہر ایک گروہ خواہ وہ دیوبندی ہو یا غیر مقلد اہلِ حدیث، جماعت اسلامی کا ہو یا تبلیغی جماعت، شیعہ ہو یا اہلِ سُنّت و جماعت ہر ایک اس کو بُری نگاہ سے دیکھتا ہے اور کُفر کا فتوےٰ لگاتا ہے اور ایسے ہونا بھی چاہیئے کیونکہ غیرت کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

جہاں غیرت کا یہ تقاضہ ہے۔ وہاں اسلام کا یہ بھی حکم ہے۔ کہ

عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

مسلمان اگر تحقیق کریں کہ مرزا قادیانی نے یہ جو جسارت کی ہے آخر اس کے پس پشت کسی نہ کسی کا ضرور ہاتھ ہوگا اور وہ حضرات کون ہیں؟ کیوں کہ اس دین کے رہزن اور ڈاکو نے کن حضرات سے رہنمائی حاصل کی، کن کن سے مدد لی اور اس بے ایمان قادیانی کی اس رہزنی میں کون کون شریک ہیں اور ان کا تعلق کس گروہ سے ہے؟

جب اس کی تحقیق کریں گے تو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا نام سرفہرست ہوگا۔

دنیائے اسلام کی معروف شخصیت مفتی حرم مکہ اور دیوبندی مکتب فکر کی عظیم شخصیت مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کے استاذ[1] احمد بن زینی دحلان مکی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب "الدرر السنیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

وَالظَّاهِرُ مِنْ حَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ اِنَّهُ مُدَّعِیُ النُّبُوَّةِ اِلَّا اَنَّهُ مَا قَدَرَ عَلٰی اِظْهَارِ التَّصْرِیْحِ بِذٰلِكَ وَکَانَ فِیْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ مُوْلِعًا بِمُطَالَعَةِ اَخْبَارِ مَنْ اِدَّعَی النُّبُوَّةَ کَاذِبًا کَمُسَیْلَمَةَ الْکَذَّابِ وَسَجَاحِ وَالْاَسْوَدِ الْعَنْسِیِّ وَطُلَیْحَةَ الْاَسَدِیِّ وَاَضْرَابِهِمْ

اور محمد بن عبدالوہاب کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتا مگر صراحۃً اس کے اظہار پر قادر نہ ہوا۔ ابتدا میں ان لوگوں کی خبریں دیکھنے کا بہت شوق تھا جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا مثلاً مسیلمہ کذاب، سجاح اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ اور اپنے دل میں دعویٰ نبوت کو چھپاتا تھا مگر اظہار اس

[1] مشاہیر علماء دیوبند صفحہ ۱۶۷، ۱۲۰

فَكَانَّهٗ يُضْمِرُ فِیْ نَفْسِہٖ دَعْوَی النُّبُوَّةِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِاَتْبَاعِہٖ اِنِّیْ اَتَيْتُكُمْ بِدِيْنٍ جَدِيْدٍ وَّيُظْهِرُ مِّثْلَ ذٰلِكَ مِنْ اَقْوَالِہٖ وَاَفْعَالِہٖ وَلِهٰذَا كَانَ يَطْعَنُ فِیْ مَذَاهِبِ الْاَئِمَّةِ وَاَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ وَلَمْ يَقْبَلْ مِنْ دِيْنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَيُؤَوِّلُہٗ عَلٰى حَسَبِ مُرَادِہٖ مَعَ اَنَّہٗ اِنَّمَا قَبِلَہٗ ظَاهِرًا فَقَطْ لِئَلَّا يَعْلَمُ النَّاسُ حَقِيْقَةَ اَمْرِہٖ فَيَنْكَشِفُ عَنْهُ [له]

(الدرر السنیہ ص ۴۲)

کے بس میں ہوتا تو ضرور ظاہر کرتا اپنے ماننے والوں کو کہتا تھا کہ میں تمہیں دین جدید بتاتا ہوں اور یہی بات اس کے اقوال اور افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لیے مذاہب آئمہ اور اقوال علماء پر طعن کیا کرتا تھا۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں سے صرف قرآن کو ہی اس نے قبول کیا تھا اور اپنے ذہن اور خواہش کے مطابق اس کی تاویل کرتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہری طور پر تھا تاکہ لوگ حقیقت حال نہ جان جائیں۔

⁂ ⁂ ⁂

مفتی حرم شریف سید احمد دحلان مکی علیہ الرحمۃ کے بعد شہنشاہ ولایت عارف گولڑوی حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا فرمان بھی اس حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے۔ عارف گولڑوی علیہ الرحمۃ وہ شخصیت ہیں جن سے دیوبندی اور احراری طبقہ سے متعلق مولوی عطا اللہ شاہ صاحب بخاری اور شورش کاشمیری اپنی بیعت کا اظہار اور اعلان کیا کرتے تھے اور جن کے علم وفضل اور تردید مرزائیت میں پیش پیش ہونے

يسمونهم الانصار والظاهر من حال محمد بن عبد الوهاب انه يدعي النبوة الا انه
ما قدر على اظهار التصريح بذلك وكان في أول أمره مولعا بمطالعة أخبار من
ادعى النبوة كاذبا كمسيلمة الكذاب وسجاح والاسود العنسي وطليحة
الاسدي واضرابهم فكأنه يضمر في نفسه دعوى النبوة ولو امكنه اظهار هذه
الدعوة لاظهرها وكان يقول لاتباعه اني أتيتكم بدين جديد ويظهر ذلك من
أقواله وأفعاله ولهذا كان يطعن في مذاهب الائمة وأقوال العلماء ولم يقبل
من دين نبينا صلى الله عليه وسلم الا القرآن ويؤوله على حسب مراده مع انه
انما قبله ظاهرا فقط لئلا يعلم الناس حقيقة أمره فينكشفوا عنه بدليل انه
هو واتباعه انما يؤولونه على حسب ما يوافق أهواءهم لا بحسب ما فسره به
النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه والسلف الصالح وائمة التفسير فانه كان
لا يقول بذلك ولا يقول بما عدا القرآن من أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم
وأقاويل الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين ولا بما استنبطه الائمة من
القرآن والحديث ولا يأخذ بالاجماع ولا بالقياس الصحيح وكان يدعي
الانتساب الى مذهب الامام أحمد رضي الله عنه كذبا وتسترا وزورا والامام
أحمد بريء منه ولذلك انتدب كثير من علماء الحنابلة المعاصرين له للرد عليه
وألفوا في الرد عليه رسائل كثيرة حتى أخوه الشيخ سليمان بن عبد الوهاب
ألف رسالة في الرد عليه كما تقدم وتمسك في تكفير المسلمين بآيات نزلت في
المشركين فحملها على الموحدين وقد روى البخاري عن عبد الله بن عمر
رضي الله عنهما في وصف الخوارج انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار
فحملوها في المؤمنين وفي رواية أخرى عن ابن عمر عند غير البخاري انه صلى
الله عليه وسلم قال أخوف ما أخاف على أمتي رجل متأول للقرآن يضعه في غير
موضعه فهذا وما قبله صادق على ابن عبد الوهاب ومن تبعه وأعجب من ذلك
كله انه كان يكتب الى عماله الذين هم من أجهل الجاهلين اجتهدوا بحسب
فهمكم ونظركم واحكموا بما ترونه مناسبا لهذا الدين ولا تلتفتوا لهذه
الكتب فان فيها الحق والباطل وقتل كثيرا من العلماء والصالحين
وعوام المسلمين لكونهم لم يوافقوه على ما ابتدعه وكان يقسم الزكاة على

الدرر السنیہ صفحہ ۴۷ کا اصل فوٹو

کا اعتراف کرتے ہوئے غیر مقلدین اہلِ حدیث حضرات کے سردار اور مقتدر رہنما مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ان کے انتقال کی خبر ان الفاظ میں درج کی ہے۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرحوم

دنیا کو کسی نے بھی دار البقاء نہیں سمجھا مگر عملی طور پر دار البقاء سے کم بھی نہیں جانا گیا۔ واقعات دنیا شب و روز اہلِ دنیا کو ہوشیار کرتے ہیں کہ

یاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے

پیر صاحب مرحوم گولڑہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے آپ صوفی منش اور وحدت الوجود کے معتقد تھے مگر صوفیوں میں ایک ذی علم بزرگ تھے۔ جن کی علالت کی خبریں عرصہ سے آرہی تھیں۔ آخر علالت طویلہ کے بعد آپ اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کو پنجاب میں زیادہ شہرت کا آغاز ۱۹۰۰ء سے حاصل ہوئی۔ جب آپ مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت کے میدان میں کھڑے ہوئے اور سیف چشتیائی وغیرہ کتابیں لکھیں۔ مرزا صاحب کی دعوت پر مقابلے میں تفسیر نویسی کے لئے لاہور تشریف لے گئے مگر مرزا صاحب نہ پہنچے۔ میں بذاتِ خود اس جلسہ میں شریک تھا جو ان کے آنے پر لاہور میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں احناف و اہلحدیث کے اکابر علماء شریک تھے جو باری باری سب رخصت ہو گئے حتیٰ کہ پیر صاحب موصوف بھی تقریباً ستر سال کی عمر پا کر چل بسے۔ غفر اللہ لہٗ

ع واحسرتا یارانِ من تنہا مرا بگذاشتند

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۴، ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء)

ان دلائل اور حقائق سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عارف گولڑوی علیہ الرحمۃ جیسی شخصیت بلا تحقیق کوئی بات اپنی تحریر میں نہ لاتے۔ آپ نے بھی اسی حقیقت کو

بے نقاب کرتے ہوئے مرزا قادیان کے رد میں لاجواب اور بے مثال کتاب "سیف چشتیائی" میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"مرزائے قادیانی کے سلسلہ ابحاث میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے ہم خیال مطلق العنان، لامذہب افراد کا ذکر بھی ضروری تھا کیونکہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔"

(سیف چشتیائی ص ۹۸ ج)

عارف گولڑوی علیہ الرحمۃ نے چند احادیث شریفہ جن میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ زمانہ میں آنے والے لوگوں کے نظریات باطلہ کا ذکر فرمایا ہے) درج کرکے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"پس اگر ان پیشین گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کرکے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد ہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے کو نبی سمجھا۔"

(سیف چشتیائی ص ۹۷، ۹۸)

قارئین کرام! محمد بن عبدالوہاب نجدی کی بے دینی، گمراہی کو اس کے والد ماجد اس کے اساتذہ اور بھائی بھی اپنی فراستِ علمی سے بھانپ گئے تھے اور اس کو ڈانٹتے ایسے خیالاتِ باطلہ سے منع کرتے تھے۔ کیونکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے والد اور بھائی دونوں بہت بڑے عالم تھے جن کا اقرار خود غیر مقلدین اہلِ حدیث حضرات کے مدینہ یونیورسٹی کے پروفیسر محمد شریف صاحب اشرف نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"آپ (محمد بن عبدالوہاب) کے والد ماجد عبدالوہاب بن سلیمان عُیینہ کے قاضی تھے۔ اور بہت بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب کے بڑے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب حریملا کے قاضی اور بہت بڑے عالم تھے (مجموعۃ التوحید ص ۵)

بیان فرمایا ہے۔ حذیفہ بن الیمان کی حدیث صحیحین میں ملحوظ ہو۔ چنانچہ اس مدت تیرہ سو برس تک (۱۳۰۰)
صدہا امور جو احادیث میں مندرج تھے مطابق ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ظہور میں آکر
حجت علی المنکرین ہوئی۔ من جملہ انکے ایک پیشین گوئی یہ بھی ہے جو بروایت مقدام بن معدیکرب
ابن ماجہ اور دارمی وابوداؤد میں مذکور ہے۔ ترجمہ حدیث۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور قرآن کے ساتھ اسکی مثل بھی خبردار ہو قریب ہے۔ کہ ایک پیٹ بھرا (کھاتا
پیا مغرور) شخص اپنے چھپر کٹ پر بیٹھا یہ کہے گا۔ کہ تم صرف قرآن ہی کو لو۔ اور جو اس میں حلال ہو
اسکو حلال سمجھو۔ جو حرام ہو اسکو حرام خیال کرو) تحقیق یہ ہے کہ جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام
فرماتے ہیں وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا نے اسے حرام کیا ہے۔ یہ پیشنگوئی سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں ظاہر ہوئی جیسے
مرزا غلام احمد قادیانی نے احادیث کی صحت کا مدار قرآن مجید کو مطابق اجتہاد و استنباط اپنی کے ٹھہرایا
یعنی پہلے قرآن کریم کا مطلب حسب مدعا اپنے کے ٹھہرایا جاوے گو کہ نصوص کا انکار و تحریف ہی ہو تو
بعد ازاں احادیث کو اگرچہ مع الصحت شہرت بھی رکھتی ہوں پھینک دیا جاوے گا۔ ہاں اگر حدیث کو
بھی پیرایہ تحریف پہنایا جاوے۔ گو کہ صحت ہم ندارد تو البتہ مقبول ہو سکتی ہے۔ قادیانی اور اس کے
تابعین کے بارہ میں عمر رضی اللہ عنہ نے بھی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جو ترجمان غیب تھے۔ عن
ابن عباس قال خطبنا عمر فقال یا ایہا الناس سیکون قوم من ہذہ الامۃ یکذبون بالرجم
ویکذبون بالدجال ویکذبون بطلوع الشمس من مغربہا الخ۔ ترجمہ۔ کہا ابن عباس نے عمر رضی
اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں پیشین گوئی فرمائی کہ اے لوگو اس امت میں سے ایک قوم پیدا ہونے والی
ہے۔ جو رجم کی تکذیب کرے گی اور دجال موعود کا انکار کرے گی۔ اور مغرب کی طرف سے آفتاب کے
طلوع ہونے کو باطل کہے گی الخ۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۸۱۔ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تیس (۳۰)
کذابوں کے وجود سے اطلاع دی۔ جو کہ اپنے کو خدا کا نبی زعم کرینگے۔ سیکون فی امتی کذابون ثلثون
کلہم یزعم انہ نبی اللہ۔ راوی ثوبان۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ اور نیز ان تیس دجالوں کے
حدوث سے آگاہ فرمایا۔ جو اپنے کو خدا کا رسول ہونا زعم کرینگے۔ لا تقوم الساعۃ حتی یبعث
دجالون کذابون قریب من ثلثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ۔ ابوہریرہ۔ صحیح بخاری صحیح مسلم
پس اگر ان پیشین گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جاوے۔ تو مسیلمہ کذاب و اسود عنسی اور

سیف چشتیائی صفحہ ۹۷ کا اصل فوٹو

حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب کے بعد ہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے کو نبی سمجھا۔
اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ میں آیۃ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے تحت لکھا کہ آنیوالے کا
نام جو احمد کہا گیا ہے۔ وہ بھی اسی کے مثیل کی طرف اشارہ ہے۔ اور اشتہار معیار الاخبار میں
شائع کیا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا افھل انتم
مسلمون یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اے قادیانی لوگوں سے کہہ کہ میں تم سب کی طرف خدا کا
رسول ہو کر آیا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ ناظرین پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ امروہی صاحب اپنے
اس قول (واشھد ان محمدا خاتم النبیین لانبی بعدہ) میں تب ہی صادق سمجھے جاویں گے
جبکہ قادیانی صاحب کو نبوت کے دعوے میں کاذب سمجھیں اور مشاہرہ معینہ کی لالچ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ
کو مطلق رزاق جانیں۔ ناظرین کو معلوم ہو کہ قادیانی صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونے پر حدیث
سے استدلال کیا ہے۔ خسوف اور کسوف رمضان مبارک میں جمع ہونا احادیث رسول اللہ میں
نزول مسیح کی علامت فرمائی گئی ہے۔ اور میرے دعوے کے وقت یہ دونوں باتیں جمع ہو گئیں دیکھو
مکتوب عربی صفحہ ۷۷۔ ایسا ہی اس نبی کے مومن امروہی صاحب اپنی کتاب شمس بازغہ صفحہ ۳۰ میں پر رقمطراز
ہیں **قولہ** مثلاً اجتماع سورج گرہن و چاند گرہن کا ماہ مبارک رمضان شریف میں جو نشان صدق مہدی
اسلام کا کتب احادیث میں مندرج تھا جبکہ سال ۱۳۱۱ھ میں واقع ہوا۔ تو تمام دنیا میں پیشتر وقوع ہی سے
اسکا شہرہ ہو گیا تھا۔ ہیئت دانوں اور نجومیوں نے پیشتر وقوع سے ہی اسکو شائع کر دیا تھا۔ اور بعد از
وقوع تو کوئی بستی بھی نہ رہی ہو گی جس میں اس کا چرچا واقع نہ ہوا ہو۔ اب کس کی مجال ہے کہ اسکو
مخفی کرے **اقول** دارقطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی موعود کے ظہور کے لئے
دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتدا پیدائش آسمان و زمین سے کبھی واقع نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں کہ رمضان
کی پہلی رات کو چاند گرہن ہو گا۔ اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہو گا۔ ان لمھدینا آیتین
لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف
الشمس فی النصف منہ۔ لفظ (فی اول لیلۃ من رمضان) کا ترجمہ لڑکے بھی جانتے ہیں۔ کہ رمضان
کی پہلی رات یعنی پہلی رات رمضان میں خسوف ہو گا اور رمضان کے پندرھویں دن کو کسوف
انقلاب زمانہ کی وجہ سے چونکہ ہلال کو بھی قمر کی طرح خسوف عارض ہو گا تو گویا ہلال قمر ہوا لہذا

سیف چشتیائی صفحہ ۹۸ کا اصل فوٹو

پروفیسر محمد شریف اشرف کے بعد ایک اور نجدی عالم احمد عبد الغفور عطار نے بھی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے والد ماجد کے متعلق جو تحریر کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں کہ :-

"عبد الوہاب باوقار، پُر رعب اور متواضع عالم تھے عقیدۃً سلفی مذہباً حنبلی تھے۔ فقہ و حدیث، تفسیر، علوم قرآن اور علوم عربیہ میں ممتاز تھے اور ان علوم میں طالب علموں کو اپنے مکان پر اور مسجد میں درس بھی دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کے علم و خلق سے توشہ جمع کرنے کے لیے بہت بڑی تعداد میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ شیخ عبد الوہاب نے بھی فقہ وغیرہ میں چند رسائل تالیف کئے ہیں۔ اور فقہ حنبلی اور تفسیر میں چند کتابیں یادگار چھوڑی ہیں"

(محمد بن عبد الوہاب ص ۳۵)

مندرجہ بالا تحریرات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے والد ماجد کا ایک خاصہ حلقہ اثر تھا۔ اور لوگ دور دراز سے آکر ان سے علمی استفادہ کرتے تھے اور اپنے دور کے علماء میں آپ ایک جیّد عالم بھی تھے۔ اور عہدہ قضا پر فائز تھے۔ یہ ظاہر ہے کہ جو عہدہ قضا پر فائز ہوگا، عدل و انصاف کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹا نہیں ہوگا

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے والد کی گواہی -!

اب انہیں کی شہادت اور گواہی پیش کی جاتی ہے کیونکہ یہ گواہی اور شہادت حقیقت کو آشکارا کرنے کیلئے فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اس شہادت کو دیوبندی مکتب فکر کی ایک نامور شخصیت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے استاذ مفتی حرم مکہ علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں درج فرمایا ہے۔

كَانَ اَبُوْهُ وَاَخُوْهُ وَمَشَائِخُهٗ   اس کے باپ، بھائی، استاد اس

يَنْفَرِسُوْنَ فِيْهِ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْهُ زَيْغٌ وَضَلَالٌ لِمَا يُشَاهِدُوْنَهُ مِنْ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَنَزْعَاتِهِ فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمَسَائِلِ وَكَانُوْا يُوَبِّخُوْنَهُ وَيُحَذِّرُوْنَ النَّاسَ مِنْهُ فَحَقَّقَ اللّٰهُ فِرَاسَتَهُمْ فِيْهِ ۝

میں فراست سے معلوم کرتے تھے کہ عنقریب اس سے گمراہی وکج روی کا ظہور ہوگا جو کہ انہوں نے اس کے اقوال، افعال اور کثیر مسائل میں جھگڑا کرنے کی بناء پر مشاہدہ فرمایا تھا وہ اس کو ڈانٹتے تھے اور لوگوں کو اس کی گمراہی اور بے دینی سے ڈرتے تھے۔ انہوں نے اپنی فراست سے جو کچھ معلوم کیا تھا اللہ تعالی نے اسی طرح ثابت کردیا۔

(فتنۃ الوہابیہ ص ۶۶ مطبوعہ استنبول)

باپ کی گواہی کے بعد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بڑے بھائی کی گواہی بھی پڑھنے کے قابل ہے اور اس گواہی کو بھی دیوبندی حضرات کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے منظور نظر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے استاذ علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے ہی درج فرمایا ہے اور ان کے علاوہ شیخ مصطفے اکرمی نے بھی اپنے رسالہ میں اس گواہی کا اندراج فرمایا ہے۔ اس گواہی سے بھی " نجد سے قادیان تک چلنے والی رہزنوں کی ٹرین کا سراغ لگانے میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے ملاحظہ فرمائیں اور سراغ لگائیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بھائی سلیمان کی گواہی

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بڑے بھائی سلیمان نے محمد بن عبدالوہاب سے بالمشافہ گفتگو کرتے ہوئے اس سے پوچھا

كَمْ أَرْكَانُ الْإِسْلَامِ فَقَالَ خَمْسَةٌ فَقَالَ أَنْتَ جَعَلْتَهَا

اسلام کے کتنے ارکان ہیں؟ اس نے کہا پانچ تو انہوں نے فرمایا تو نے

سِتَّۃَ السَّادِسِ مَنْ لَمْ یَتَّبِعْکَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ هٰذَا عِنْدَکَ رُکْنٌ سَادِسٌ لِلْاِسْلَامِ ٥

چھ کر دیے ہیں۔ جو شخص تیرا اتباع نہ کرے وہ مسلمان نہیں یہ تیرے نزدیک اسلام کا چھٹا رکن ہے۔

(الدرر السنیہ ص ۳۹ رسالہ السنیین فی الرد علی المبتدعین ص ۴۲ مطبوعہ مصر، نور الیقین فی مبحث التلقین ص ۱۷ مطبوعہ استنبول)

قارئین کرام! حضرت مفتی حرم مکہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ کے اس بیان پر غور و خوض فرمائیں۔

لَمْ یَقْبَلْ مِنْ دِیْنِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَیُؤَوِّلُہٗ عَلٰی حَسْبِ مُرَادِہٖ

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے صرف قرآن کو قبول کیا تھا اور اپنے ذہن اور خواہش کے مطابق اس کی تاویل کرتا تھا۔

علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:-

وَکَانَ یَمْنَعُ اَتْبَاعَہٗ مِنْ مُطَالَعَۃِ کُتُبِ الْفِقْہِ وَالتَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَاَحْرَقَ کَثِیْرًا مِنْھَا وَاَذِنَ لِکُلِّ مَنِ اتَّبَعَہٗ اَنْ یُّفَسِّرَ الْقُرْاٰنَ بِحَسْبِ فَھْمِہٖ حَتَّی الْھَمَجَ الْھَمَجَ مِنْ اَتْبَاعِہٖ فَکَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ یَفْعَلُ ذٰلِکَ وَلَوْ کَانَ یَحْفَظُ الْقُرْاٰنَ وَلَا شَیْئًا مِّنْہُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ

اپنے پیروکاروں کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ بہت سی کتابیں جلا بھی دیں۔ اپنے پیروکار کو اجازت دے دی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے یہاں تک کہ اس نے اپنے متبعین کو بے انگیختہ کر دیا ان میں سے ہر ایک ایسا ہی کرتا تھا اگرچہ قرآن اسے بالکل یاد نہ ہو جیسے یاد نہ ہوتا وہ کسی دوسرے کو کہتا کہ تم قرآن

لا يقرأ منهم أحد إلا يقرأ على حتى أفسر لك فإذا قرأ عليه يفسره له برأيه ‌‌

پڑھو میں اس کی تفسیر بتاتا ہوں، جب وہ پڑھتا تھا تو یہ اپنی رائے سے تفسیر کر دیتا تھا۔

(الدرر السنیہ ص۴۲ مطبوعہ استنبول)

علامہ آفندی علیہ الرحمۃ بھی اپنی کتاب "الفجر الصادق" میں رقمطراز ہیں کہ:-

انه هو اتباعه كانوا يأولون القرآن بحسب أهوائهم لا بحسب ما فسره النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه والسلف الصالح وائمة التفسير

(محمد بن عبدالوہاب نجدی) اور اس کے پیروکار قرآن پاک کی تاویلیں اپنی خواہشوں کے مطابق کرتے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان، سلف صالحین اور ائمہ مفسرین علیہم الرحمۃ کی تفسیر کے مطابق تفسیر نہیں کرتے تھے۔

(الفجر الصادق ص۱۹ مطبوعہ استنبول)

مسلمانو! اپنے خود ساختہ اصولوں کے تحت وہ اپنے اور اپنے ماننے والوں کے سوا سب کو مشرک قرار دیتا تھا جیسا کہ علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے کہ:-

ويثبت في قلوبهم ان جميع من هو تحت السماء مشرك بلا مراء

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی تھی کہ آسمان کے نیچے جس قدر لوگ ہیں علی الاطلاق مشرک ہیں۔

(الفجر الصادق ص۲)

الدرر السنية في الرد على الوهابية

ويليه

رسالة النصر فى ذكر وقت صلوة العصر

كلاهما لشيخ الاسلام السيد احمد بن زيني دخلان

ويليهما

مجموعة على ثلاث رسائل

قد اعتنى بطبعه

حسين حلمى بن سعيد استنبولى

يطلب من المكتبة ايشيق بشارع دار الشفقة بفاتح ٢٢
استانبول - تركيه
[illegible]

الدرر سنیہ کا ٹائیٹل صفحہ

مما يحكى أنه لما منع الناس من زيارة النبي صلى الله عليه وسلم خرج ناس من
الاحساء وزاروا النبي صلى الله عليه وسلم فبلغه خبرهم فلما مروا عليه
بالدرعية أمر بحلق لحاهم ثم أركبهم مقلوبين من الدرعية الى الاحساء وبلغه
مرة أن جماعة من الذين لم يتابعوه من الآفاق البعيدة قصدوا الزيارة والحج
وعبروا على الدرعية فسمعه بعضهم يقول لمن اتبعه خلوا المشركين
يسيرون طريق المدينة والمسلمين يعني اتباعه يتخلفون معنا وكان ينهى عن
الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ويتأذى من سماعها وينهى عن
الاتيان بها ليلة الجمعة وعن الجهر بها على المنائر ويؤذي من يفعل ذلك
ويعاقبه أشد العقاب حتى أنه قتل رجلا أعمى كان مؤذنا صالحا ذا صوت حسن
نهاه عن الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم في المنارة بعد الأذان فلم ينته
وأتى بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم فأمر بقتله فقتل ثم قال ان الربابة في
بيت الخاطئة يعني الزانية أقل اثما ممن ينادي بالصلاة على النبي صلى الله عليه
وسلم في المنائر ويلبس على أصحابه بأن ذلك كله محافظة على التوحيد فما أفظع
قوله وما أشنع فعله وأحرق دلائل الخيرات وغيرها من كتب الصلاة على النبي
صلى الله عليه وسلم ويتستر بقوله ان ذلك بدعة وانه يريد المحافظة على التوحيد
وكان يمنع اتباعه من مطالعة كتب الفقه والتفسير والحديث وأحرق كثيرا
منها وأذن لكل من اتبعه أن يفسر القرآن بحسب فهمه حتى همج الهمج من
اتباعه فكان كل واحد منهم يفعل ذلك ولو كان لا يحفظ القرآن ولا شيئا منه
فيقول الذي لا يقرأ منهم لآخر يقرأ اقرأ علي حتى أفسر لك فاذا قرأ عليه
يفسر له برأيه وأمرهم أن يعملوا ويحكموا بما يفهمونه وجعل ذلك مقدما
على كتب العلم ونصوص العلماء وكان يقول في كثير من أقوال الائمة الاربعة
ليست بشيء وتارة يتستر ويقول ان الائمة على حق ويقدح في اتباعهم من
العلماء الذين ألفوا في المذاهب الاربعة وحرروها ويقول انهم ضلوا وأضلوا
وتارة يقول ان الشريعة واحدة فما لهؤلاء جعلوها مذاهب أربعة هذا كتاب
الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم لا نعمل الا بهما ولا نقتدي بقول مصري
وشامي وهندي يعني بذلك أكابر علماء الحنابلة وغيرهم ممن لهم تأليف في الرد

الدرر سنیہ صفحہ ۴۱ کا اصل فوٹو

مرزا قادیان نے بھی اُسی کے اس اصول کو اپنایا اور اس کی تعلیم یہ چلا اس کے نزدیک بھی سوائے اس کے ماننے والوں کے سب کافر ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اپنے ماننے والے وہابیوں کو یہ بھی تعلیم دی تھی کہ جو میرے نہ ماننے والوں کو جس کو وہ مشرک گردانتا تھا کو قتل کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

مَنْ قَتَلَ مُشْرِكٌ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ — جو مشرک کو قتل کرے گا اس کے لیے جنت لازم ہے۔

(الفجر الصادق ص ۲۰)

تاریخ اور حالات شاہد ہیں اخبار اہل حدیث امرتسر میں درج ہے کہ مسلمانوں کو جب کبھی ہزیمت ہوئی اور کچھ پریشانی ہوئی تو قادیانیوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا جیسا کہ جمعیت اہل حدیث کے ترجمان اخبار الاعتصام میں اس کی تصدیق بحوالہ رپورٹ انگریزی ص۱۹۶ ان الفاظ میں درج ہے کہ

"پہلی جنگ عظیم کے دوران میں جب ہیں ترکی نے شکست کھائی جب سنہ ۱۹۱۸ء میں انگریزوں نے بغداد فتح کیا تو قادیان میں جشن فتح منایا گیا۔ اس بات نے مسلمانوں کے قلوب میں سخت رنج اور تلخی پیدا کردی اور وہ احمدیت کو برطانیہ کی لونڈی خیال کرنے لگے۔

(الاعتصام ص۱۶، ۲۷ اگست، ۳ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء)

قارئین کرام! جس طرح قادیانی انگریز کے آلہ کار تھے اسی طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کو اپنا امام اور مجدد ماننے والے حضرات بھی انگریز کے آلہ کار تھے۔ ان دونوں حضرات کے مداح گروہ کے ایک رکن سے جو کہ دیوبند مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں ان کی تحریر پیش خدمت ہے۔

مولوی بشیر صاحب دیوبندی کی تحریر

دیوبندی حضرات کے بھی مولوی بشیر صاحب آف

فیروالی ضلع بھاولنگر غیر مقلد حضرات کو ہندوپاک میں انگریز کا آلہ کار قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :-

"گویا کہ غیر مقلدین انگریز کی عطا کردہ آزادی مذہب کے نتیجہ میں پیدا ہوئے اور انگریز کے اغراض ومقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لیے آگے بڑھے اور باطل کے مختلف محاذوں سے شجرِ اسلام پر خشت باری اور قلعہ اسلام پر گولہ باری کے لئے انہوں نے بہ رضا ورغبت اپنی خدمات پیش کیں۔ اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا کہ ہم قادیانی آنجناب کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ صرف جناب کے اشارۂ ابرو کی ضرورت ہے۔"

چنانچہ انگریز کے اشارہ سے یہ لوگ باطل کے تین محاذوں پر ڈٹ گئے اور انگریز کی خواہشات کی تکمیل میں ہر امکانی سعی بروئے کار لائے ان تین محاذوں کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) تقلید کی برکت سے جو جھوٹے فرقے اور باطل گروہ زیر زمین دفن ہو گئے تھے ان میں ایک اہم فرقہ معتزلہ کا تھا۔ یہ فرقہ قرآن وحدیث کی تحریف میں سب سے نمایاں تھا۔ انگریز نے ہندوستان میں اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے اور مسلمانوں میں خلفشار پیدا کرنے کیلئے اس فرقہ کے احیاء کی ضرورت محسوس کی۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے احناف میں تو اس کو کوئی موزوں آدمی نہ ملا تو اس کی عقابی نگاہوں نے غیر مقلدین میں سے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو اس کام کے لیے نہایت موزوں ومناسب تھا۔ وہ آدمی کون تھا؟ "سرسیّد بانی علی گڑھ کالج" سرسیّد نے کہا کہ حضور یہ فدوی بڑا خوش بخت ہے کہ جناب والا کی نظر انتخاب اس حقیر پر تقصیر پر پڑی ہے۔ چنانچہ سرسیّد نے نیچریت کے نام سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ جس نے فرقہ معتزلہ کی تحریفات کو نئے انداز نئے اسلوب اور نئے عنوان سے خوش نما اور دلکش الفاظ میں امت کے معدے میں اتارنے کی

سعیِ نامشکور کی اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی بنا پر "سر" کے خطاب سے نوازے گئے۔

(۲) قرآن کریم کے صحیح مفہوم کو متعین کرنے کیلئے احادیث سے بڑی مدد ملتی ہے بلکہ احادیث کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا ناممکن ہے انگریز اس کا متمنی تھا کہ ہندوستان میں کوئی ایسا فرقہ وجود میں آئے جو احادیث کے بغیر قرآن کریم کو سمجھنے کا دعویدار ہو۔ اور احادیث کی ضرورت و اہمیت سے انکاری ہو اور اس سلسلہ میں نہایت لگن، محنت اور کوشش و کاوش سے خدمات سرانجام دے۔ اہل سنت والجماعت سے تو اس کو کوئی ایسا فرد نہ مل سکا جو اس کی توقعات پہ پورا اترتا اور اس کے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کوشاں اور مساعی ہوتا۔ اس مقصد کے لیے بھی غیر مقلدین نے اس کو چند نہایت موزوں افراد[۱] فراہم کیے۔ یہ تھے لاہور کی چینیاں والی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی[۲]، احمد دین بگوی، اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری اور ان کے اتباع و اذناب، یہ اشخاص انگریز کی آرزوؤں، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور فرقہ انکارِ حدیث کی بنیاد رکھی اور انکارِ حدیث پر جھوٹے دلائل تراشے اور غلط براہین کرنے میں انہوں نے اپنی عمریں کھپا دیں اور بہت سے سادہ لوح افراد کو صراطِ مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ہو گئے۔

(۳) اس کے بعد انگریز اس کا خواہاں اور متمنی تھا کہ ہیر پرستوں کے علاقہ پنجاب سے کوئی نبی کھڑا کیا جائے۔ جو لوگوں کو اپنے دامِ نبوت میں پھنسا کر گمراہ کرے اور امتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرے اور اس کا شیرازہ منتشر کر کے ان کو باہم

۱۔ انہیں افراد میں سے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب بھی تھے جن کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن آیات متشابہات اور ترکِ اسلام کتابیں شاہد ہیں (فقیر محمد ضیاء اللہ قادری غفرلہٗ)

۲۔ عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد تھا (موجِ کوثر صہ ۵۲، اسلم جیراج پوری بھی ابتداً غیر مقلد تھا مولوی عبداللہ چکڑالوی جب مرا تو ثناء اللہ امرتسری نے اس کی موت کی سرخی میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کا انتقال بھی لکھا اور دعائیہ لفظ مرحوم بھی لکھا ہے (دیکھیے اخبار اہل حدیث صہ ۱۲ ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء)

دست و گریبان کرے۔

اگرچہ پنجاب میں بیشمار گدیاں تھیں۔ اور ان میں بعض خامیاں بھی تھیں لیکن تقلید کی تکمیل اور بہار انگریز کے رستہ میں سدِ سکندری بن کر حائل تھی۔ اس گندے مقصد اور غلیظ کام کے لیے بھی انگریز کو موزوں آدمی ملا تو غیر مقلدین کی گندی کان سے یہ شخص تھا مرزا غلام احمد قادیانی جس نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ کر اُمتِ مسلمہ کی کمر میں خنجر پیوست کیا۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی[۱] چونکہ پورا عالم اور کامل العقل نہیں تھا اس میں علمی اور عقلی خامیاں تھیں۔ اس کو سہارا دینے کے لیے کسی پختہ کار عالم اور ہوشیار شاطر اور گھاگ قسم کے سیاست دان کی ضرورت تھی۔ اس کو سہارا دینے کے لیے بھی انگریز نے ادھر اُدھر نظر دوڑائی۔ اور ملک کی تمام جماعتوں کا بنظرِ غائر جائزہ لیا۔ مگر کسی جماعت میں اس کو کوئی موزوں آدمی نظر نہ آیا۔ مرزا صاحب کو سہارا دینے کے لیے انگریز نے غیر مقلدیت کے بطن سے ایک نہایت مناسب شخص کا سراغ لگا لیا۔

یہ تھا بھیرہ کا مشہور غیر مقلد[۲] عالم حکیم نور الدین بھیروی جو مرزا صاحب کی تائید کیلئے انگریز کے اشارہ سے آگے بڑھا اور اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مرزا صاحب کا دست و بازو بنا، احمدی جماعت کی ترقی و استحکام کے لیے پالیسیاں وضع کرنے میں اس کا عیار ذہن کارفرما تھا۔

(اہلحدیث اور انگریز ص ۹ تا ص ۱۳)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیم کو ہندوستان میں عام کرنیوالے محمد اسمٰعیل دہلوی ہیں جن کو دیوبندی اور اہل حدیث حضرات شہید کہتے ہیں اور مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

---

[۱] مرزا غلام احمد قادیانی ابتداً غیر مقلد تھا (مجدد اعظم صفحہ ۱۳۲ جلد ۲)

[۲] حکیم نور دین بھیروی بھی پہلے غیر مقلد تھا (تاریخ احمدیت صفحہ ۶۹ تا ۷۰) مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کی موت کو باعزت لفظ انتقال لکھا ہے (اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء)

انہوں نے بھی اپنی کتاب "تقویتہ الایمان" میں یہی تعلیم دی ہے کہ قرآن پاک سمجھنے اور پڑھانے اور درس وتدریس اور تفسیر کرنے کیلئے علم کی ضرورت نہیں ہے اور یہی نہیں کہ عالم ہی قرآن کی تفسیر کرسکتا ہے بلکہ علوم دینیہ سے ناواقف بھی اس کی تفسیر اور تشریح کرسکتا ہے اس کے شواہد میں تقویتہ الایمان کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ پڑھیں اور نجدی کی تعلیم کیا ہے دیوبند قادیان جس طریقہ سے پہنچی اس کے سنسنی خیز حقائق کو بھی ذہن نشین رکھیں

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل رقمطراز ہیں :-

تقویتہ الایمان کا اقتباس

اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے، ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے۔ سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں۔ سو یہ بات غلط ہے اس واسطے دل سے ایک گمراہی کی بات نکالی اور اس کو قرآن پاک کی طرف منسوب کردیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ واضح طور پر لکھ دیا کہ :-

"اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔"

(تقویتہ الایمان ص ۳ مطبوعہ دہلی)

یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔ قرآن کریم پر بہتان ہے اس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریعت کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرأت نہیں دلائی۔ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں اس کے بعد جو آیت انہوں نے پیش کی ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی رقمطراز ہیں کہ :-

چنانچہ سورۃ البقرہ میں فرمایا ہے :-

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ○

اور بیشک اتاریں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

(ف) یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا کر کچھ آگے فرماتے ہیں

اور اللہ رسول کے کلام کو سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے

(تقویۃ الایمان ص ۳ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! قطع نظر اس کے کہ کلام شان ادب سے دور ہے۔ یہ دعویٰ کہ "اللہ و رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے۔" یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے۔ بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے۔

آیات کا بیّنات کیساتھ موصوف ہونا یہ معنے نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی بعد ازیں لکھتے ہیں کہ :-

"جو کوئی یہ آیت سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اُس نے اِس آیت کا انکار کیا۔

(تقویۃ الایمان ص ۳ مطبوعہ دہلی)

دوستو! عوام کا تعلق علماء کرام سے قطع کرانے میں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں۔ یہاں تک لکھ گئے کہ :-

"جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی اور سمجھ نہیں سکتا۔ اس نے اس آیت کا انکار کیا۔"

آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کو سمجھنے کے لیے عالم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے۔

ناظرین کرام! مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے یہ خود ساختہ اصول صرف اور صرف اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لیے بنائے تھے اور "تقویۃ الایمان" میں جو کفریات اس نے لکھنے تھے ان کے لیے یہ زمین ہموار کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی اسی طرز کو اپنا کر جو کچھ جی میں آیا کہہ دیا، لکھ دیا اور دعویٰ کر دیا۔

اگر مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اصول ٹھیک ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ کیوں فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے یہ دعا کی:-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ

ترجمہ:- اے ہمارے رب انہیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے (پ۱ ع ۱۵)

دوسرے مقام پہ فرمایا۔

يُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پ۲ ع۲)

اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے

سورۃ جمعہ میں فرمایا

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پ ۲۸ ع ۱۱)

اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں

ان تمام آیات طیبات میں قرآن حکیم کی تعلیم کا بیان ہے اور حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس صفت کا ذکر ہے۔ آپ اپنی امت کو

قرآن پاک کی تعلیم فرماتے ہیں. تو اگر قرآن پاک ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھنا اور اس سے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا اور قرآن پاک میں یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت نہ قرار دیا جاتا۔

بیسویں پارہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (پ ۲۰ ع ۱۶)

اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم ؛

اس آیۂ شریفہ سے بھی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا یہ دعویٰ کہ قرآن پاک کے سمجھنے کیلئے علماء کی ضرورت نہیں، قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی مزید کئی آیات طیبات ہیں۔ مگر بخوفِ طوالت اس قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ حدیثِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی اس کی روگردانی عیاں ہو جائے۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

مشکوٰۃ شریف ص ۳۵ ترمذی شریف

ترجمہ :- جس نے قرآن کے معنے بغیر علم کے بیان کئے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے ؛

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

ترجمہ :- جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ میں وہ قول صحیح بھی ہوا جب بھی وہ خطا کار ہے ؛

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ

والتسلیمات نے بغیر علم کے قرآن مجید کے معنے بیان کرنیوالے کیلئے فرمایا کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی قرآن و حدیث کے خلاف خدا ورسول کے مخالف یہ اصول بتارہے ہیں۔

تفسیر بالرائے کرنے کی عام اجازت اور تعلیم محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اور اس کے بعد دیوبندی اور غیر مقلد اہل حدیث حضرات کے شہید اور مجدد اسماعیل دہلوی نے ار دو میں تقویۃ الایمان میں اس کی تشہیر کی اور ہندوستان میں ان کے ماننے والوں نے اس پر عمل کیا اور فرقہ واریت کا بازار گرم کیا اور مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کرنی شروع کردی اور اسلام کے مسلمہ عقائد کو جن پر تمام عمر اغواث، اقطاب، اولیاء اللہ علیہم الرضوان کا عمل رہا ان عقائد کو شرکیہ قرار دے دیا اس کی بنیاد تفسیر بالرائے ہے جس کی انہوں نے حکماً عام اجازت دی ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی قتیل کو ماننے والے حضرتیں سے ایک شخصیت مولوی وحید الزمان صاحب جو کہ اہل حدیث غیر مقلدین سے متعلق ہیں انہوں نے بھی اپنی جماعت کے اکابر کی تفسیر بالرائے کرنے اور حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جو تفسیر قرآن کریم کی بیان فرمائی اس کو نظر انداز اور قبول نہ کرنے کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ جس سے اس گروہ کی اسلام دشمنی اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرنے کی رذیل حرکت آشکارا ہوئی۔

مولوی وحید الزمان حیدرآبادی کی گواہی پیش خدمت ہے

مولوی وحید الزّمان کا بیان

غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں ایسی آزادی اختیار کی ہے۔ کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔

(جناب وحید الزمان صہ ۱۰۲ سطر ۸ تا ۱۰) وحید اللغات)

نکتہ چینی کی ہے اُنکے خاتمہ پر لکھتے ہیں:۔

"ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکہ دار بنا رکھا ہے جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے برا بھلا کہنے لگے، بھائیو ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔"[1]

ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں:

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انھوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے ہیں۔"[2]

مولانا وحید الزماں عقائد میں بھی پورے پورے سلفی تھے، صفات باری تعالیٰ کے متعلق جو الفاظ قرآن اور حدیث میں آئے ہیں ان کے ظاہری معنی مراد لیتے ہیں اور تاویل کے قائل نہیں چنانچہ "عقیدہ اہل سنت" میں لکھتے ہیں:۔

"اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس عرش کے اوپر ہے مگر یہ اوپر ہونا ایسا نہیں ہے جیسے ایک جسم دوسرے جسم کے اوپر ہوتا ہے بلکہ اس کی کیفیت خداوند کریم خوب جانتا ہے جیسے خداوند کریم دیکھتا ہے سنتا ہے، چڑھتا ہے، اترتا ہے، بیٹھتا ہے، سنتا ہے، تعجب کرتا ہے، رحم کرتا ہے، غصہ کرتا ہے اس کے ہاتھ ہیں، آنکھ ہے، منہ ہے، قدم ہے، ساق ہے، پر ان چیزوں کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں [illegible] ذات مقدس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، قرآن کی آیتوں اور صحیح صحیح حدیثوں سے [illegible] صفات اور جہات کا ثبوت ہوتا ہے، پھر جتنے سلف صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ عظام اور اہل حدیث گذرے ہیں ان سبھوں نے ان صفات اور جہات کو تسلیم کیا ہے اور ان میں تاویل و تحریف کو جائز نہیں کہا، [illegible] کے ظاہر معنی کو قبول کر کے اس کی کیفیت اور حقیقت کو خدا کے سپرد کیا ہے۔"[3]

افسوس حیدرآباد میں [illegible] کی صحبت [illegible] دراسات اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ بالحبیب مؤلفہ ملا معین ٹھٹھوی

[1] [illegible]
[2] [illegible]
[3] [illegible]

حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ کا اصل فوٹو

نواب صدیق حسن بھوپالی کی تعلیم

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بعد اس گروہ کے نواب صدیق حسن بھوپالوی نے بھی اسی قسم کی تعلیم اور ترغیب دی ہے۔ نواب صدیق حسن بھوپالوی ان حضرات کے مجدد ہیں۔ وہ واضح الفاظ میں اپنی جماعت اور اپنے ماننے والوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ

حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تفسیر معتبر نہیں ہے۔

(بدور الاھلہ نورتی صد ۱۳۹ مطبوعہ بھوپال)

مولوی عبداللہ غازیپوری کی تعلیم

نواب صدیق حسن بھوپالوی کے بعد مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری کا بھی یہی انداز ہے چنانچہ غزنوی خاندان کے امام عبدالجبار غزنوی کے شاگرد رشید مولوی فیض اللہ مدراسی نے اپنی جماعت کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں حافظ صاحب کے نظریہ اور عقیدہ کے تذکرے کیساتھ ساتھ اپنی قوم کے لیے جو الحاد و کفر اور آزادی کا دروازہ کھولا ہے اس آزادی سے مرزائیت نے جنم لیا ہے۔ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"جناب حافظ صاحب اتباع سلف کے صاف منکر ہیں بلکہ حدیث مرفوع صحیح کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی رائے و قیاس کو اقوال صحابہ خیار و فتاوی سابقین اولین من المھاجرین والانصار پہ بلکہ حدیث صحیح پہ بھی مقدم کرتے ہیں۔" (اہلحدیث امرتسر صہ کالم ۳ ۶ جون ۱۹۱۳ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تعلیم

مولوی عبداللہ غازی پوری کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی شخصیت ہے جو محتاج تعارف نہیں جن کو سردار اہل حدیث کہا جاتا ہے اور مدرسہ دیوبند سے فیض یافتہ ہیں اور دیوبندی حضرات کے مداح بھی ہیں۔ مدرسہ دیوبند کے رسم نہ نجدی ترین ہوتا دیوبن پہنچے

اس ٹرین کے گارڈ ہیں۔ انہوں نے بھی ایک ایسے مشن کو فروغ دیا جس کی تکمیل مرزا قادیانی نے عملی طور پر کر دی۔ انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھی۔ آریہ حضرات کے رد میں بھی کتابیں لکھیں لیکن ان کی تفسیر سے مسلمانوں نے استفادہ نہیں کیا، ہاں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں نے ضرور کیا ہے۔ آریہ حضرات میں سے راہ راست پر تو کوئی نہ آیا البتہ "ترک اسلام" کے مطالعہ سے مرزائیوں اور نیچریوں کو ضرور فائدہ پہنچا۔ امرتسری کے معاملہ میں سب سے پہلے گواہ امرتسری کے دادا استاذ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پیش کئے جاتے ہیں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی گواہی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنے گروہ کے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی کتاب آیات متشابہات کی عبارت اور ان کے عقیدہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

اس (ثناء اللہ) کا صفحہ ۵ آیات متشابہات میں حدیث **لا تنقضی عجائبہ** کو پیش کر کے یہ کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے معانی اور تفسیر کی کوئی حد نہیں ہو سکتی، ہر ایک زمانہ کے لوگ اس کے عجائبات کو حسب استعداد علمی سمجھتے رہیں گے۔ اور یہ بعینہ وہی بات ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اور اس سے پہلے سرسید نے کہہ رکھی ہے اور اس پر ان کی تفسیر مخالف سلف کی بنا رہے۔ مرزا نے "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۳۰۵ میں کہا ہے۔

> "کھلا کھلا اعجاز قرآن وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتی جاتی ہیں۔ اگر وہ حقائق دقائق ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ کام نہ ٹھہر سکتا۔ اس بیان کی صفحہ ۳۲۳ تک تفصیل کر کے اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سلف صالح کے برخلاف معنی کرنے سے انسان ملحد نہیں ہوتا اور یہی مفسر جدید (مولوی ثناء اللہ) کا ادعا و مدعا ہے۔"

پھر ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۸ میں کہا ہے کہ جبکہ یہ ممکن ہے کہ بعض وغیرہ میں کوئی ایسی خاصیت ثابت ہو جائے جو پہلوں پر نہیں کھلی تو کیا ممکن نہیں کہ قرآن مجید کے بعض عجیب حقائق و معارف اب ایسے کھل جائیں جو پہلوں پر نہیں کھلے۔ اسی اصول پر سرسید کی تفسیر و تہذیب الاخلاق کی نئی باتوں کی بنا ہے اور جا بجا اس پر تصریح ہے۔ ان عبارات ازالہ اوہام سے منصفین فیصلہ آرا اور عام ناظرین پر یہ بات تو ظاہر و واضح ہو گئی ہو گی کہ جو بات مفسر جدید نے کہی ہے۔ یہ بعینہ مرزا کی تجویز ہے

(اشاعۃ السنۃ ص۳ جلد ۲۱ نمبر ۱۰)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ صفحہ ۲۵۵ نمبر ۸ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ :-

"وہ چھپا معتزلی، مرزائی، چکڑالوی اور چھپا ہوا نیچری ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ ص۲۵۵ جلد ۲۱ نمبر ۸)

(مولوی ثناء اللہ امرتسری) کے کلام سے اب تک اس کا چھپا ہوا معتزلی، مرزائی، چکڑالوی اور چھپا ہوا نیچری ہونا ثابت ہوتا ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ ص۱۲۷، جلد ۲۱ نمبر ۴)

مدرسہ دیوبند کے فاضل اور اہل حدیث حضرات کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک تفسیر عربی میں لکھی جس کا نام "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" کہ وہ تفسیر کیا ہے بلکہ تحریف ہے اور مرزا قادیانی کے مشن کی پوری پوری تقلید کی گئی ہے۔ بٹالوی صاحب خود اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

" اس تفسیر کا مصنف (مولوی ثناء اللہ امرتسری) اس تفسیر سراپا الحاد و تحریف میں پورا مرزائی، چکڑالوی اور چھپا ہوا نیچری ہے"   تفسیر السلف ص۳ اربعین ص۴۳

---

[1] مولوی ثناء اللہ امرتسری نے خود بھی ان دونوں مضمون میں بٹالوی صاحب اس کو مرزائی بچنے کا تذکرہ اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں کیا ہے (فقیر ابو الحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

دوسری دلیل جس سے مفسر جدید نے محدثات معتزلہ وغیرہ مجتہدین کا لائق قبول و اعتبار ہونا بزعم خود ثابت کیا ہے اسکا صفحہ ۵- آیات متشابہات ہیں حدیث لاتنقضی عجائبہ کو پیش کر کے یہ کہنا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے معانی اور تفسیر کی کوئی حد نہیں ہو سکتی ہر ایک زمانہ کے لوگ اس کے عجائبات کو حسب استعداد علمی سمجھتے رہیں گے۔ اور یہ بعینہ وہی بات ہے جو مرزا غلام احمد نے اور اس سے پہلے سرسید نے کہہ رکھی ہے۔ اور اسی پر انکی تفسیر مخالف سلف کی بنا ہے مرزا نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۶ میں کہا ہے "کھلا کھلا اعجاز قرآن وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اگر وہ حقائق و دقائق ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ہو سکتا" اس بیان کی صفحہ ۳۰۷ تک تفصیل کر کے اس نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ معارف سلف کے برخلاف معنی کرنے سے انسان ملحد نہیں ہوتا" اور یہی مفسر جدید کا ادعا و مدعا ہے۔

پھر ازالہ کے صفحہ ۳۰۰ میں کہا ہے کہ جبکہ یہ ممکن ہے کہ بعض نباتات وغیرہ میں کوئی ایسی خاصیت ثابت ہو جائے جو پہلوں پر مخفی رہی ہو تو کیا ممکن نہیں کہ قرآن مجید کے بعض عجیب حقائق و معارف ہم پر کھلیں جو پہلوں پر مخفی رہ گئے

یہی اصول سرسید کی تفسیر و تہذیب الاخلاق کی تمام باتوں کی بنا ہے اور جا بجا اس پر تصریح کی ہے۔ ان عبارات ازالہ اوہام سے منصفین فیصلہ آرہ اور عامہ ناظرین پر یہ بات تو ظاہر ہو گئی ہو گی کہ جو عبارات مفسر جدید نے لکھی ہے یہ بعینہ مرزا کی تحریر ہے لب ان سب کا ایک ہے"

بیشک قرآن مجید کے عجائبات محدود نہیں ہیں جو قیامت تک کبھی ختم نہ ہوں گے ہر زمانہ کے اہل علم و فضل پر کھلتے رہیں گے۔ مگر ان عجائبات سے قرآن مجید کی اعجازی عظمت اور بیان کرنے والوں کی علمی فضیلت و لیاقت ثابت ہوگی۔ مگر اسمیں شرط انصاف جسمیں کوئی اہل عقل و اہل دین اختلاف نہ

اشاعۃ السنۃ صفحہ ۳۰۰ کا اصل فوٹو

قائل ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

کتبہ احقر العباد ابوالقاسم محمد الموعو بحسین الحافظ آبادی عفی عنہ۔

رجوع بخطاب ثنائی پارٹی و نقل اپیل فیصلہ آرہ

تمہید

ہماری پارٹی سے خطاب۔ بالفعل ختم کیا جاتا ہے جسقدر ہو چکا ہے اس پارٹی کا ضرر اٹھانے کے لئے اس قدر بس ہے۔ پھر کوئی کچھ بولے گا تو اسکا جواب پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب پھر ثنائی پارٹی سے خطاب ہوتا ہے۔ کیونکہ انکا ضرر اسلام میں۔ اُن سے بڑھکر پہنچ رہا ہے۔ لہذا اسکے دفعیہ میں زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔

خط خاکسار۔ [illegible] حافظ عبد اللہ صاحب جو نمبرہ جلد ۱۱ کے صفحہ ۲۰۰ میں ختم ہوا ہے۔ ہنوز طبع نہ ہوا تھا کہ جلسہ سالانہ مدرسہ احمدیہ آرہ کا موقعہ پیش آگیا اور اس جلسہ کا نوید (نوٹس) خاکسار کے نام حسب معمول پہنچا۔ خاکسار نے اسکے نوید کا یہ جواب دیا کہ اگر اس موقعہ پر ثناء اللہ امرتسری کے اہلحدیث ہونے پر [illegible] پر آپ لوگ مجھ سے بحث کریں۔ اپنا خیال (اور اہلحدیث ہونے) [illegible] خیال اکر وہ چھپا معتزلی مرزائی چکڑالوی اور چھپا ہوا نیچری ہے، مجھ سے بحث لیں تو میں جلسہ میں شریک ہونگا ورنہ اس خیال سے کہ یہ جلسہ اہلحدیث کا جلسہ نہیں ہے

(بقیہ حاشیہ [illegible]) [illegible]
نیچری، چکڑالوی، [illegible] مرزائی [illegible]
جزاہ اللہ تعالیٰ [illegible]

مذہب اہلحدیث کو خاک سیاہ کرنا چاہتی ہے. آپ ایک فضول امر سمجھ رہے ہیں۔ ایک سال تک تو آپنے اس نائرہ فساد کو مٹانے کے متعلق میری تحریرات وسعروضات (۱) وصیت نامہ نمبر اول (۲) ابلاغ الوفا کی بیوفائی (۳) اہلحدیث کا مذہب ۴ تتمہ مذہب اہلحدیث اور خطوط متعددہ) کو توجہ سے نہ سنا۔ پھر جب میں آپ کے دولت خانہ پر (بموقعہ جلسہ سالانہ مدرسہ آرہ پر) پہنچا اور آپ لوگوں سوتے ہوؤں کو جگا کر فصول تتمۃ الکلام المبین اور آیات متشابہات کی طرف کی طرف متوجہ کیا۔ تو پھر بھی آپ نے چند منٹ کے کام کو دو مہینوں میں کیا۔ سو بھی ادھورا اور ناتمام۔ صرف لا تسلم کہدیا۔ آپنے منع کی سند یا مقوی سند کا اظہار نظر مایا۔ باوجودیکہ آپ کو صدرا وشمس بازغہ حفظ ہو گئے ہدایہ۔ صحیح بخاری مسلم الثبوت ازبر ہو گی۔ آپ ان اردو رسائل کی عبارات کا مطلب نہیں سمجھے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ عبارات ان رسائل میں ہماری مدعا پر دلالت کی وجہ کیا ہے اور نہ آپ سے یہ ہو سکا۔ کہ رسائل مذکورہ کی جن صریح اور صاف الفاظ میں احادیث صحیحہ صریحہ نبویہ کے مفسر قرآن ہونے کی نفی پائی جاتی ہے اور اقوال معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کی پیروی واخذ کی اجازت و ترغیب پائی جاتی ہے۔ اسمیں کوئی تاویل کرکے میری مدعا کے خلاف پر انکی دلالت کی وجہ بیان کرتے۔

وجہ دوم۔ آپ خود تو اس جلتی آگ پر کیروسین آئیل (مٹی کا تیل) ڈالتے جاتے ہیں پہلے آپ نے فیصلہ آرہ میں ان رسائل کے مؤلف کو (جسکی کلام سے ابتک اس کا چھپا ہوا معتزلی۔ مرزائی۔ چکڑالوی اور چھپا ہوا نیچری ہونا ثابت ہوتا ہے) اہلحدیث بنا کر بیچارے نادان اہلحدیث کے لیے ایک گمراہی کا امام پیدا کردیا۔ پھر وقتاً فوقتاً خطوط کے ذریعہ اسکی حمایت و تائید کرتے رہے۔ چنانچہ ایک کارڈ آپکا ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کے اخبار اہلحدیث میں لسنے مشتہر کردیا ہے۔ اور

اشاعۃ السنۃ صفحہ ۱۲۷ کا اصل فوٹو

وکانہ ھو ، وان کان فیہ فرق فہو ان
تفسیر النیچری فی لسان اردو وھذا مرز
وکانہ یتیقن انہ کتب ھذا التفسیر علی
حضور تفسیر النیچری ویثبت ھذا کلہ
انشاء اللہ تعالیٰ فی ضمن الجدول الذی
ینقل فیہ عبارۃ المأخذ والماخوذ بحوالہ
الصفحات والمجلدات کما اثبت فی رسالۃ
اشاعۃ السنۃ فی المجلد الرابع عشر من
صفحۃ ۱۷۰ الی صفحۃ ۱۹۲ - ان احداث مرزا
ماخوذۃ من تفسیر نیچری فبھذا التوافق
ان قیل لھذا التفسیر انہ تفسیر مرزا فہو
صواب وان لقب بتفسیر چکڑالوی
فجائز وان قیل لہ تفسیر النیچری فلہ
کمال مناسبۃ ومصنف ھذا التفسیر
نذق من راسہ الی آخرہ الحاد و تحریف
مرزا ئی چکڑالوی نیچری خالص ودعویٰ
کونہ من اہل السنۃ او اہل الحدیث نحو کما کان
دعوی السید فی زمن تالیف جواب الکتر
ھنتر انہ من اہل الحدیث ودعوی چکڑالو
انہ من اہل الحدیث الی ان صنف تفسیرہ
فادعاؤہ انہ من اہل الحدیث وتسمیۃ
رسالۃ عقائد اہل الحدیث ومطبعۃ اہل
الحدیث وجریدۃ اہل الحدیث ھو
مکر محض وخداع للجہال وغرضہ ان
یقتنص جہلاء اہل الحدیث ویاخذ اموالہم

تفسیر میں فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ اردو
میں ہے اور یہ عربی۔ اس امر کو ایک نقشہ کے
ضمن میں ثابت کیا جائیگا جس میں ماخذ (تفسیر نیچری)
اور ماخوذ (تفسیر مرزائی) کی عبارت کو بحوالہ
جلد، صفحات نقل کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔
جیسے کہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ نمبر ۶ و ۷ کے صفحہ ۱۷۰
غایت صفحہ ۱۹۲ بنقل عبارات تصانیف سید
و مرزا غلام احمد ثابت کیا گیا تھا کہ مرزا نے جو کچھ
اپنی تصانیف میں احداث و الحاد کیا ہے وہ پیر
نیچری سے لیا ہے۔ اس توافق کی نظر سے تفسیر مرزائی
کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے۔ تفسیر چکڑالوی
کا خطاب دیا جائے تو روا ہے اور اسکو تفسیر
نیچری کہنا تو کمال زیبا ہے اور حق بحقدار رسید
کا مصداق۔ اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد
و تحریف میں پورا مرزائی پورا چکڑالوی اور
چھپا ہوا نیچری ہے۔ اس کا اہل سنت یا اہل حدیث
ہونا جس کا اسکو دعویٰ ہے ایسا ہے جیسے سید کا
زمانہ تالیف جواب ڈاکٹر ہنٹر میں اہل حدیث
ہونا یا چکڑالوی کا زمانہ تفسیر چکڑالوی تک اہل حدیث
کہلاتا تھا۔ اس کا اہلحدیث کہلانا اور اپنی مطبع کا
اور رسالہ عقائد کا اور اخبار کا نام اہل حدیث
رکھنا محض ایک فریب ہے اور دھوکہ دہی جس کی
غرض و مقصود جہلاء اہل حدیث کو اپنے دام میں
لانا اور اس ذریعہ سے اُن کا مال مارنا اور ٹھگنے کا نام ہے۔
حدیث نبوی کا یہ شخص ورد ، وہ منکر ہے اور حدیث کو

تنظیم اہل حدیث روپڑ ص۴، ۷، اپریل ۱۹۳۷ء

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بعد اب ثناء اللہ امرتسری کے دست راست اور جن کو آج اہل حدیث حضرات امام العصر کہتے ہیں ان کی گواہی پیش کی جاتی ہے جن کا نام مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی ہے یاد رہے کہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی دوستی ان کی جماعت میں مثالی تھی چنانچہ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا لڑکا عطاء اللہ بیمار ہو گیا تو مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے نذر مانی تھی جو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے اخبار اہل حدیث میں ان الفاظ میں درج ہے۔

ابراہیم میر اپنے مضمون میں لکھتے ہیں :-

" اس عرصہ میں برخوردار عطاء اللہ بن مولانا شیر پنجاب صاحب کی طبیعت ناساز ہو گئی جس پر نذر مانی کہ اپنے سابق ارادہ کے ساتھ اس کی صحت کے شکریہ پر بھی کچھ کتابیں ہی تقسیم کر دوں گا۔ "

(اہل حدیث امرتسر ص۴ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء)

اتنی دوستی اور تعلقات کے ہوتے ہوئے پھر بھی مولوی ابراہیم صاحب میر کو یہ گواہی دینی پڑی

ابراہیم میر سیالکوٹی کی گواہی

مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند نے اپنے رسالہ فیصلہ مکہ میں اس گواہی کو درج کیا ہے کہ :-

" مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جو حضرت امام عبد الجبار صاحب غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر (عربی) کو جماعت اہلحدیث کے لیے ایک فتنہ قرار دیا اور کہا کہ مرزائی فتنہ سے زیادہ یہ فتنہ ہے۔ " لہ

(فیصلہ مکہ ص ۱)

قارئین کرام! وہابیوں کے امام العصر کا یہ کہنا کہ تفسیر مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

جماعت اہل حدیث میں مدت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کی وجہ سے شدید اختلاف موجود ہے، جسکو شاید ہی کوئی اہلحدیث بطیب خاطر قبول کرتا ہو اور شاید ہی کوئی دل ہو جو اس پر غمگین نہ ہو۔ مگر افسوس کہ اس نزاع کو دور کرنے کے لئے جس قدر کوشش کیگئی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

سب سے زیادہ نقصان جماعت اہلحدیث کو یہ پہنچا کہ عام طور پر مذہبی پابندی، مذہبی گرفت اور مذہبی اقتدار جو مسلمانوں کے دلوں سے کم ہو رہا تھا۔ اس اختلاف، دھڑا بندی اور پارٹی بازی کی وجہ سے اہلحدیث بھی اس میں مبتلا ہو گئے، دینی غیرت و حمیت، عقائد کی پختگی اور مضبوطی جو جماعت کا طرۂ امتیاز تھی، آہستہ آہستہ آپس کے مقابلہ کی وجہ سے رخصت ہونے لگی۔ بڑے بڑے مخلص کارکن اس رو میں بہ گئے، جن حضرات سے بڑی بڑی توقعات وابستہ تھیں وہ بھی دنیا کی سنہری اور روپہلی مصلحتوں کے شکار ہو گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فتنہ کی ابتدا

جس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن شائع ہوئی تو علمائے خاندان غزنویہ قطعی اس سے ناآشنا تھے کہ اس میں کیا ہے کیا نہیں۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی جو ایک بڑے بزرگ ہیں جو حضرت امام مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر (عربی) جماعت اہل حدیث کے لئے ایک فتنہ قرار دیا اور کہا کہ مرزائی فتنہ سے یہ زیادہ فتنہ ہے اگر آپ حضرات نے کوئی اصلاحی قدم نہ اٹھایا تو پھر کس سے اس کی توقع کیجا سکتی ہے؟ اور اگر اس سے بے توجہی کیگئی

فیصلہ مکہ صفحہ ۱ کا اصل فوٹو

ان الفاظ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی اور اس کے متبع مرزائیوں کے رد میں کتب لکھیں۔ اور مرزا قادیانی کی کتب کا انہوں نے مطالعہ بھی کیا اور اس تفسیر کا بھی مطالعہ کیا۔ بعد ازیں ان کا یہ کہنا ہے کہ

"یہ تفسیر مرزائی فتنہ سے بھی زیادہ فتنہ ہے"

معلوم ہوا کہ ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی سے بھی بڑھ کر پارٹ پلے کیا ہے۔ کئی وہابیوں کے دل میں یہ بات بھی ہو گی کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی تردید میں بہت کتابیں لکھیں مناظرے کیے۔

یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر یہ امرتسری کا ایک فراڈ اور دھوکہ بلکہ دکانداری تھی اس کا مقصد صرف اور صرف ایسا کر کے روپے کمانا اور مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنا تھا۔ اگر واقعی وہ مرزا قادیانی اور ان کے متبع مرزائیوں کے خلاف تھا۔ تو کبھی بھی مرزائی امام کے پیچھے اقتداء کو جائز قرار نہ دیتا۔ اور نہ ہی اس پر مصر ہوتا۔ اس کا تذکرہ باحوالہ آئندہ صفحات پر آئے گا

مولوی ابراہیم صاحب میر جو کہ ان کے ہمراز اور دستِ راست تھے ان کو بھی تو اس کا علم ہی تھا اور انہوں نے بھی تو مرزا قادیانی کے رد میں امرتسری کتب کا مطالعہ کیا ہی تھا کیونکہ امرتسری کی کتاب۔ مارکیٹ یا کسی غیر مقلد کو بعد میں ملتی تھی۔ مولوی ابراہیم صاحب میر کو سب سے پہلے وہ ارسال کرتے تھے جس کا کوئی آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کا یہ لکھنا کہ "مرزائی فتنہ سے بھی زیادہ فتنہ ہے" غلط نہیں۔ اب کوئی مولوی ثناء اللہ امرتسری کو فاتح قادیان کہے یا کچھ کہے مگر ہمارے پاس ایسے شواہد اور گواہیاں موجود ہیں اور وہ بھی ان کے ہی گھر کی ہیں جن کو کوئی وہابی خواہ وہ روپڑی ہو یا بھوجیانوی، شیخوپوری ہو یا یزدانی، ظہیر ہو یا ندیم، لکھوی ہو یا جھنگوی، قاسمی ہو یا بخاری جھٹلا نہیں سکتا۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اب غزنوی خاندان کے امام مولوی عبد الجبار غزنوی جس کو غیر مقلد اہل حدیث حضرات امام کے لقب سے یاد کرتے ہیں اِن کی گواہی بھی ملاحظہ فرمالیں۔

امام عبدالجبار غزنوی کی گواہی

غزنوی صاحب کی گواہی کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی اکثر عاجز کی نظر سے گزری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفاسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت وجماعت کو چھوڑ کر تفسیر جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرقہ ضالہ کو اختیار کیا۔ میرے فہم میں اس نے کچھ معتزلہ کچھ جہمیہ کچھ فلاسفہ کچھ قدریہ سے اخذ کر کے اپنے مذہب کو ایک معجون مرکب بنایا۔" (اربعین ص ۲۷)

امام عبدالجبار غزنوی کے بعد اب مولوی ثناء اللہ امرتسری کے استاذ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کی گواہی تو از حد مفید ہے۔ جو کہ مولوی عبداللہ غزنوی کے شاگرد مولوی عبدالحق غزنوی نے اپنی کتاب اربعین میں ان الفاظ میں درج کی ہے۔

حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کی گواہی

"میں نے تفسیر عربی مصنفہ ثناء اللہ امرتسری کی مواضع متعددہ سے سنی۔ اکثر تفسیر سلف صالحین اور خیر القرون کے خلاف ہے بلکہ اکثر مواقع پر تفسیر بالرائے ہے جس کے حق میں حدیثوں میں وعید شدید آتا ہے۔ بیشک اہل حدیث کے مذہب کے مطابق یہ تفسیر نہیں۔ اہل حدیث کو اس تفسیر پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ (اربعین ص ۳۲)

آں دور میں روپڑی خاندان جو کہ دیوبندی اور غیر مقلد اہل حدیث حضرات میں[ا]

ا؎ دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں نے مشترکہ ایک نام نہاد مذہبی تنظیم بنائی تھی جس کا نام انہوں نے تنظیم سواد اعظم اہل سنت وجماعت رکھا ہے جس کے صدر مولوی غلام خان راولپنڈی والے اور جنرل سیکرٹری حافظ عبدالقادر روپڑی تھے

ومن يكتب [illegible]
[illegible] عبد الحق
غزنوی [illegible]
[illegible]

[illegible] نہیں اور اس کی تفسیر خلاف [illegible] سنت وجماعت
[illegible] یا نہیں [illegible]
[illegible]

راقم عبد الحق غزنوی شاگرد مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی

الجواب

[illegible] تفسير مولوی ثناء الله [illegible] المولوی المذكور [illegible] في كثير من المواضع من تفسيره التفسير النبوي وتفسير خير القرون وترك تفاسير أهل السنة والجماعة واختار تفسير الجهمية والمعتزلة وغيرهما من الفرق الضالة وعندي انه اخذ شيئا من المعتزلة وشيئا من الجهمية وشيئا من الفلاسفة وشيئا من [illegible] معجون مركب [illegible] من [illegible] [illegible] السنة [illegible] على جميع [illegible] ان يجتنبوا صحبته [illegible] المستقيم صراط الذين انعمت عليهم

مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی اکثر عاجز کی نظر سے گذری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر القرون اور تفاسیر اہل سنت وجماعت کو چھوڑ کر تفسیر جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کو اختیار کیا۔ میرے فہم میں اس نے کچھ معتزلہ کچھ جہمیہ کچھ فلاسفہ کچھ قدریہ سے اخذ کر کے اپنے مذہب کو ایک معجون مرکب بنایا۔ باایں ہمہ اہل سنت وجماعت پھر اہل سنت میں فرقہ اہل حدیث کا دعویٰ کرنا اسکی دھوکا دہی اور ابلہ فریبی ہے بلکہ اہلحدیث تو در کنار اہل سنت وجماعت سے خارج ہے کل اہل سنت علی الخصوص اہل حدیث اوس کی صحبت اور مجالست سے بچیں ایسا نہو کہ اپنی بدعت میں ان کو بھی پھنساوے۔ [illegible] الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین

عبد الجبار غزنوی عفی عنہ

اربعین صفحہ ۲۷ کا اصل فوٹو

معروف خاندان ہے اس کے روح رواں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی ہیں جو کہ حافظ عبدالقادر روپڑی کے چچا بھی ہیں اور سسر بھی ہیں۔ ان کی گواہی درج کی جاتی ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی کی گواہی

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری من گھڑت اور حدیث کے خلاف تفسیر کرتے ہیں۔"

(درایت تفسیری ص ۵۵، ۵۶)

مولوی عبداللہ صاحب روپڑی سردار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"آپ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کو آپ ہی تفسیر کہتے ہوں گے ورنہ دنیا تو اس کو تحریف کہتی ہے۔"

(حاشیہ فتاویٰ اہل حدیث ص ۷۵ جلد اوّل)

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی اپنی کتاب تعریفات اہل سنت پر فیصلہ کے ص۲۴۳ پر امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ مولوی

مولوی ثناء اللہ کا مذہب بھی وہی نیچری والا ہوا۔ مگر رسالہ "اتباع السلف" اور "آیات متشابہات" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا مذہب مرزائیوں والا ہے۔

(تعریفات اہل سنت ص۲۴۳)

مولوی محمد علی لکھوی کی گواہی

غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کے موجودہ امیر جمعیت اہل حدیث لکھوی صاحب کے غالباً دادا جان مولوی محمد علی صاحب لکھوی نے بھی حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے تنظیم اہل حدیث روپڑ کے شمارہ ۲۳ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے

"مولوی ثناء اللہ صاحب کا خیال ہے کہ قرآن آپ ہی اپنی شرح ہے

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن پیش کی ہے تو گویا مطلب ان کا یہ ہے کہ یہ تفسیر بغیر حدیث کے لکھی ہے اور اس سے ثابت کر دکھایا ہے کہ تفسیر میں حدیث کی ضرورت نہیں اگر ہوتی تو میں ایسی تفسیر نہ لکھ سکتا۔

تو گویا اس عبارت کے رو سے مولوی ثناء اللہ کا مذہب بھی وہی نیچری ہوا مگر رسالہ "اتباع السلف" اور "آیات متشابہات" کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب مرزائیوں والا ہے۔ چنانچہ رسالہ درایت تفسیری کے ص ۶۲ میں بھی ہم تفصیل کر چکے ہیں۔

حدیث کے بعد تفسیر صحابہ کا مرتبہ ہے۔ اس سے بھی نیچریوں مرزائیوں وغیرہ نے انکار کر دیا۔ نیچری وغیرہ جب حدیث سے انکار کر چکے تو تفسیر صحابہ کو وہ کیا سمجھتے تھے۔ اور مرزائیوں نے کہا تفسیر صحابہ کو ماننا تقلید ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ یعنی جب تمہارا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو فیصلہ اللہ اور رسول کے پاس لاؤ۔

اب صحابہ کا خواہ اتفاق ہو یا اختلاف ان کی کوئی بات حجت نہیں اور حجت ماننے کا مطلب گویا خدا رسول کے سوا اور کے کلام کو حجت ماننا ہے یہی تقلید ہے جس سے ائمہ دین بلکہ سلف منع کرتے چلے آئے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ نے بھی یہی کہا ہے کہ متشابہات میں حجت خدا رسول کا کلام ہے سلف کے کلام کو بطور حجت پیش کرنا تقلید ہے خواہ ایک کی بات پیش کی جائے یا سب کی۔

اب جو لوگ حدیث کے ساتھ تفسیر سلف کے بھی قائل ہیں انہوں نے چکڑالویوں کے جواب میں تو حدیث کا وحی ہونا اور پیغمبر کے بیان و حکم کے ہونا ثابت کیا چنانچہ ص ۲۶۹ وغیرہ میں گذر چکا ہے۔

اور نیچریوں وغیرہ کے جواب میں یہ کہا کہ قواعد عربیہ میں بھی بہت اختلاف اور جھگڑے ہیں اور ہر فرقہ نے انہیں حصہ لیا ہے خاصکر معانی بیان جن کی زیادہ ضرورت ہے یہ ایجاد بھی بہت مدت کے بعد ہوئے ہیں۔ تو آنحضرت اختلافات

تعریفات اہل سنت صفحہ ۲۴۲ کا اصل فوٹو

اسی بنا پر انہوں نے ایک تفسیر "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" لکھی ہے جس نے جماعت کو ٹکڑے کر دیا ہے اس سے انہوں نے بتلایا ہے کہ قرآن کو باہر کی ضرورت نہیں اب وہ آزاد ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ کو مروڑ تروڑ کر حسب عندیہ پر چاہیں چسپاں کر لیں۔

(تنظیم اہل حدیث ص۹ کالم ۱ یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

ناظرین کرام! مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جب تفسیر کے معاملہ میں آزادی دے دی اور عملاً لکھ بھی دیا۔ تو مولوی عبداللہ روپڑی کو ایک کتاب درایت تفسیری لکھنی پڑی جس کا اشتہار حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے اخبار "تنظیم اہلحدیث روپڑ" میں ان الفاظ میں شائع ہوتا رہا۔

"آج کل خصوصیت کیساتھ کچھ ایسی آزادی ہو گئی ہے کہ ہر فرقہ قرآن سے استدلال کرتا ہے اور توڑ مروڑ کر اپنے موافق کر لیتا ہے اس رسالہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کن اصولوں پر تفسیر کرنی چاہیئے اور صحیح تفسیر کون سی ہو گی۔"

اب آپ خود اندازہ لگائیے کہ مرزا قادیانی نے "خاتم النبیین" کا معنی تحریف کر کے اور تروڑ مروڑ کر جو پیش کرنے کی جرأت کی ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے دلائل ہیں جو وہ خود ساختہ تفسیر بیان کرتا ہے یہ جرأت مرزا قادیانی کو کن حضرات کی وجہ سے ہوئی ہے آخر اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

حافظ عبداللہ روپڑی کی شہادت کے بعد اب دیوبندی اور غیر مقلدین کی جائے پناہ نجد کے ایک مفتی کی بھی گواہی ملاحظہ فرمالیں جو کہ امرتسری کی تفسیر کے متعلق ہے

سلیمان بن محمد بن جمہور نجدی کی گواہی

مولوی عبدالعزیز صاحب سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہل حدیث ہند نے اپنی کتاب "فیصلہ مکہ" میں ان کی گواہی ان الفاظ میں درج کی ہے:-

نظرت فی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن تصنیف ثناء اللہ المولوی فرایتہ مخالفا لما علیہ السلف وائمۃ الخلف و المفسر للآیات التی نظرت فی التفسیر المذکور ضال مضل ولاریب انہ جہمی قد خاب سعیہ فی مصنفہ وباء باثم من تبعہ علی مبتدعہ فھو ساقط اللہ تعالٰی شرعا من کل وجہ فیجب علی المسلمین ھجرہ وعلی ولاۃ الامور زجرہ فان لم یتب فلا یسلم علیہ ولا یجالس ولا یصلی خلفہ ولا یقوم علی قبرہ عیاذا باللہ من عذاب بہ والیہ عقابہ ؛

میں نے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن دیکھی۔ میں نے اس کو سلف صالحین اور آئمہ خلف کے مسلک کے خلاف پایا۔ پس تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں جن آیات کی تفسیر میں نے دیکھی ہے اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے اس کی تمام کوششیں اس تصنیف میں ضائع ہو گئی اور اٹھا ان سب لوگوں کا گناہ سمیٹ لیا جنہوں نے اس کی مبتدعات کی اتباع کی پس مولوی ثناء اللہ شرعاً ہر طرح ہا بہ عدالت سے ساقط یعنی ان کی شہادت نامقبول ہے۔ پس مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اس کو زجر و توبیخ کریں اگر باایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ تو اس کو سلام کہا جائے اور نہ اس کے ساتھ نشست برخاست کی جائے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہو

سلیمان بن محمد بن جمہور النجدی (فیصلہ مکہ ص ۱۹، ۲۰)

قارئین کرام! اب بھی اگر مرزا قادیانی کے ممد و معاون کا اور نجد سے قادیان کی طرف جو ٹرین چلی اس کے گارڈ کا پتہ نہ چلے تو پھر سراسر یہ ...... ہے۔

اور شیطان جس کی بدعت اور خواہشات نفس کا رفیق بن چکا ہو۔ کیا اس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب نہیں سنا جب ان سے آیت "وفاکھۃ وابا" کا معنے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اگر میں نے قرآن کریم میں بغیر علم کے کچھ کہا تو کونسا آسمان مجھے اپنے سایہ میں لیگا۔ اور کونسی زمین مجھے اٹھائیگی۔ کیا مولوی ثناء اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں میں اسکا شمار ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر کیا ہے "کہ اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے جو کتاب (تورات) پڑھتے وقت اپنی زبان کو مروڑتے (توڑ توڑ کے کچھ کا کچھ پڑھ دیتے) ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب الٰہی کا جزو ہے۔ حالانکہ وہ کتاب الٰہی کا جزو نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ (جو کچھ ہم پڑھ رہے ہیں) اللہ کے ہاں سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں اترا۔ یا ان لوگوں میں شمار کرنا چاہیے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے "کیا تو دیکھتا ہے اس شخص کو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے" یا ان لوگوں میں اپنے آپ کو شمار کرانا چاہتا ہے جن کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو قرآن مجید کی متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فساد پیدا کریں" اللھم اعصمنا بطاعتک واسعدنا بتوفیقک واکرمنا بمتابعۃ نبیک صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور استاذ عبدالحق غزنوی (مرحوم) نے اربعین میں جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح ہے اور یہی مسلک سلف صالحین اور متاخرین اور جمہور علماء کا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح احادیث اور تفاسیر صحابہ کے مخالف ہے اور سلف صالحین اور قرون ثلاثہ کے اجماع کے خلاف ہے۔

خادم العلم والعلماء
حسن بن یوسف زکریا الدمشقی

سلیمان بن محمد بن جمہور النجدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرت فی تفسیر القرآن بکلام الرحمان تصنیف ثناء اللہ المولوی فرأیتہ مخالفا لما علیہ السلف وائمۃ الخلف فالمفسر للآیات التی نظرت فی التفسیر المذکور ضال مضل ولا ریب انہ جمعی قد خاب سعیہ فی مصنفہ وباء باثم من تبعہ علی مبتدعہ

فیصلہ مکہ صفحہ ١٩ کا اصل فوٹو

فهو ساقط الله الله شرعا من كل وجه فيجب على المسلمين هجره وعلى ولاة الامور زجره فان لم يتب فلا يسلم عليه ولا يجالس ولا يصلى خلفه ولا يقم على قبره عياذا بالله من عذابه واليم عقابه۔ کتبہ العبد الفقیر سلیمان بن محمد بن جمهور

ترجمہ۔ میں نے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" دیکھی۔ میں نے اسکو سلف صالحین اور ائمہ خلف کے مسلک کے خلاف پایا پس تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں جن آیات کی تفسیر میں نے دیکھی ہے اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے۔ اس کی تمام کوششیں اس تصنیف میں ضائع ہو گئیں۔ اور اس نے ان سب لوگوں کا گناہ سمیٹ لیا جنہوں نے اس کی مبتدعات کی اتباع کی پس مولوی ثناء اللہ شرعا ہر طرح پایہ عدالت سے ساقط (یعنی انکی شہادت نامقبول) ہے۔ پس مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اس کو زجر و توبیخ کریں۔ اگر باایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ تو اسکو سلام کہا جائے اور نہ اسکو ساتھ نشست برخواست کیجائے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پہ دعاء کے لئے کھڑا ہو۔ عیاذا باللہ من عذابہ والیم عقابہ۔

سلیمان بن محمد بن جمہور

شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل بشر

الحمد لله الذى حرم القول عليه بلا علم وجعله من اكبر المحرمات وصلى الله وسلم على سيدنا محمد واله واصحابه اولى المفاخر والكرامات وبعد فانى امعنت النظر فيما ذكر ثناء الله فى تفسيره لآيات الاستواء وما تاوله فى كثير من تفسيره فانه تفسير مجانب لمعنى كلام الرب وما جبى فى الاخبار النبوية ومجانب لتفاسير اهل الحديث وما فسره عصابة الاسلام حديران يهجر هذا التفسير بل يحرم النظر فيه الا لمن يريد رد انكد اهذا المفسر هذا ونسئل الله لنا ولاخواننا المسلمين ان ياخذ بنواصينا الى ما يحب ويرضى۔

حرره الفقير الى الله عبد العزيز بن عبد الرحمان ال بشر وصلى الله على محمد واله وصحبه

(مہر)

کوئی دیوبندی اور اہلِ حدیث جو کہ نام نہاد تنظیم سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت میں شامل ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا توبہ نامہ نہیں دکھا سکتا۔ رجوع پیش نہیں کر سکتا۔

اب جو اس رہزن اور بے دین شخص کو شیخ الاسلام، سردارِ اہلحدیث اور مجدد کے معزز القاب سے یاد کرے اس کے بے غیرت ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

روپڑی کی گواہی

مولوی حافظ عبداللہ روپڑی کے فتاویٰ اہلحدیث جلد اوّل کے دیباچہ میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ :-

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ محدث روپڑی کا اختلاف ذاتی اور دنیاوی رنجش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک دینی اختلاف تھا۔ مولانا امرتسری نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس میں قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنے کا التزام کیا اور اس کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن رکھا۔ مولانا کی یہ طرز ایک بدعت تھی جس کی وجہ سے بعض مقامات پر تفسیر کرتے ہوئے سلف کی راہ سے انحراف کیا۔ اس وقت کے علماء مثلاً امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی، مولانا احمد اللہ امرتسری و دیگر اکابر معاصر علماء نے شدید احتجاج کیا اور رجوع کا مشورہ دیا مگر یہ ناصحانہ مشورہ کارگر ثابت نہ ہوا، جماعت تفریق کا شکار ہوگئی اور یہ لوگ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت محدث روپڑی بھی مولانا امرتسری سے نبرد آزما ہوئے مگر معاصر علماء کا اکثر طبقہ مصلحت کا شکار ہوگیا اور ان کی یہ سعی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی اور مولانا اپنی اغلاط پر مصر رہے۔ حتیٰ کہ یہ دونوں بزرگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(دیباچہ فتاویٰ اہلحدیث ص ۱۹ جلد اوّل)

دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا اور جماعت اہل حدیث روپڑی دامن عقیدت و محبت کے پیش نظر ان سے جدا ہونا پسند نہ کیا البتہ منتظمین کی خواہش اور تمنا پر دارالحدیث رحمانیہ کا سالانہ امتحان اپنے ذمہ لے لیا۔ قریباً ۱۰ برس تک اس عظیم الشان دینی درس گاہ کے ممتحن رہے اور سینکڑوں علماء نے ان کے مبارک ہاتھوں سے دستارِ فضیلت باندھی ۱۹۴۷ء میں تبادلۂ آبادی کی وجہ سے دہلی کی اس عظیم الشان دینی درس گاہ کا وجود ختم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مدرسہ دارالحدیث: جب آپ روپڑ تشریف لائے تو وہاں آپ نے دارالحدیث کی بنیاد رکھی ۱۳۳۰ھ میں۔ دارالحدیث کا افتتاح ہوا نمازِ عید کے بعد بخاری شریف شروع کی گئی۔ شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی المعروف عرب صاحب مولوی محمد بن عبدالعلیم پسروری، مولوی دین محمد ستاری مرحوم درس بخاری میں شریک ہوئے۔ مولوی نور محمد ساکن ڈوگری نے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد مدرسہ کا یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور درس و تدریس کا یہ سلسلہ ۱۳۶۶ھ تک روپڑ میں رہا۔

مولانا امرتسریؒ سے اختلاف

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ محدث روپڑیؒ کا اختلاف ذاتی اور بنیادی رنجش کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک دینی اختلاف تھا۔ مولانا امرتسریؒ نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی جس میں قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے کرنے کا التزام کیا۔ اور اس کا نام تفسیر القرآن بکلام الرحمن رکھا مولانا کی یہ طرز ایک جدت تھی جس کی وجہ سے بعض مقامات پر تفسیر کرتے ہوئے سلف کی راہ سے انحراف کیا۔ اس وقت کے علماء مثلاً امام عبدالجبار غزنوی، مولانا عبدالواحد غزنوی، مولانا احمد اللہ امرتسری، و دیگر اکابر معاصر علماء نے شدید احتجاج کیا اور رجوع کا مشورہ دیا مگر یہ ناصحانہ مشورہ کارگر ثابت نہ ہوا۔ جماعت تفریق کا شکار ہو گئی اور یہ لوگ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت محدث روپڑیؒ بھی مولانا امرتسریؒ سے نبرد آزما ہوئے۔ مگر معاصر علماء کا اکثر طبقہ مصلحت کا شکار ہو گیا اور ان کی یہ سعی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی اور مولانا اپنی اغلاط پر مصر رہے۔ حتی کہ یہ دونوں بزرگ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے۔

انہی اغلاط کی بنا پر محدث روپڑیؒ، مولانا امرتسریؒ کو راہ سلف سے برگشتہ تصور فرماتے تھے۔ بایں ہمہ مولانا مرحوم کی بے شمار جماعتی اور ملی خدمات ہیں جن کی بنا پر جماعت کیا پوری ملت اسلامیہ کو اس کا اعتراف ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ لغزشوں کو معاف فرمائے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

گوجرانوالہ کے مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے تفسیر ثنائی قرآن مجید کا مقدمہ لکھتے ہوئے مولانا امرتسریؒ کی ان اغلاط کا ذکر فرمایا ہے اور اس فتاویٰ میں بھی بعض ان سے ذکر ہوا ہے تاکہ کوئی شخص یہ تصور نہ کرے کہ مولانا امرتسری کی تفسیر تمام و مکمل

ؔ اے وہابیو! تم میں ہے اگر شرم وحیا باقی
تو بتلاؤ کہ امرتسری کا کیا اب رہ گیا باقی

حرمِ مکہ کے ایک مدرس کی بھی گواہی پیش کی جاتی ہے تاکہ کوئی کسر باقی نہ رہے۔

حسن بن یوسف دمشقی مدرسِ حرمِ مکہ کی گواہی

یہ گواہی بھی مولوی عبد العزیز صاحب سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند نے نقل کی ہے

ماذکرہ الاستاذ عبدالحق الغزنوی فی الاربعین ھوالحق الذی علیہ جمھور العلماء وسلف الامۃ وخلفھا وما قالہ ثناء اللہ مخالف لتفاسیر الصحابۃ والاحادیث الصحیحۃ وخارق لاجماع سلف الامۃ القرون الثلاثۃ الاول المشھود لھم بالخیریۃ

استاذ عبد الحق غزنوی نے اربعین میں جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح ہے۔ اور یہی مسلک سلف صالحین اور متاخرین اور جمہور علماء کا ہے اور مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح احادیث اور تفاسیرِ صحابہ کے مخالف ہے اور سلف صالحین اور قرون ثلاثہ کے اجماع کے خلاف ہے

(فیصلہ مکہ ص ۱۸، ۱۹)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے استاذ بھائی قاضی عبد الاحد خانپوری کی گواہی فائدہ سے خالی نہیں ہوگی۔ وہ بھی پڑھیے۔

قاضی عبد الاحد خانپوری کی گواہی

"قاضی عبد الاحد خان پوری اپنی کتاب "الفیصلۃ الحجازیۃ" کے آخر میں لکھی حقیقی

جو کہ جماعت اہل حدیث جودھپور راجپوتانہ نے لکھی ہے وہ شائع کی ہے جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کو لکھا ہے کہ:۔

"آپ نے ازحد زیادہ اپنی تفسیر عربی میں تحریف قرآن کی گئی ہے اور عقائد آپ کے اہل اسلام کے عقائد سے مباین اور مخالف ہیں۔"

(الفیصلۃ الحجازیہ ص ۳۲)

قارئین کرام! مولوی ثناء اللہ امرتسری نے یہ سارا فیض مدرسہ دیوبند سے حاصل کیا ہے اور مدرسہ دیوبند کے موجودہ دور میں جو مہتمم ہیں ان کا نام قاری محمد طیب ہے انہوں نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیری خدمات کو سراہا ہے چنانچہ قاری محمد طیب صاحب "تاریخ دار العلوم دیوبند" میں لکھتے ہیں کہ:۔

قاری طیب مدرسہ دیوبند کے مہتمم کا تعریفی سرٹیفکیٹ!

"حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری آپ بھی حضرت شیخ الہند کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث و قرآن پر اچھی اور وسیع نظر رکھتے ہیں۔"

("تاریخ دار العلوم دیوبند ص ۱")

اب اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ امرتسری کو یہ سارا فیض دیوبند سے ملا تھا۔ تب ہی تو وہ تعریفی سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔

گھر کی شہادت

شاید کسی دیوبندی یا اہل حدیث کے دل میں یہ خیال آتا ہو کہ مذہبی تعصب سے ہی مرد اہلحدیث کی تفسیر کو مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق لکھ رہا ہے ان کے اس شبہ اور خام خیال کی تردید اور اپنے دعویٰ کی تائید میں ان کے گھر کی گواہی پیش کرتا ہوں اور گواہی بھی اس شخصیت کی جو ان کے ہاں مسلمہ عالم اور بزرگ عالم ہیں جن کا نام محمد حسین بٹالوی ہے۔ پڑھیے اور فتنہ قادیانی کے معاونین کو جانیے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی غیر مقلد وہابی اپنے گروہ کے اکابر حضرات

مشاہیر دارالعلوم اور جو خدمات انجام دیں

فرد تسلیم کئے جاتے ہیں۔ موجودہ اساتذۂ دارالعلوم و دیگر مدارس دینیہ اکثریت کے ساتھ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ درس حدیث میں آپ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ مختلف مدارس دینیہ، فتحپوری دہلی، مدرسہ امدادیہ دربھنگہ، مدرسہ ہاٹ ہزاری چاٹگام وغیرہ میں صدارت تدریس کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کے اساتذہ نے بالآخر آپ کو دارالعلوم کے لئے انتخاب فرمایا۔ اور بہت اونچے طبقہ کے اساتذہ میں شمار ہوتا رہا۔ ۱۳۷۷ھ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ دارالعلوم کے صدر مدرس، ناظم تعلیمات اور مجلس شوریٰ کے ممبر بنائے گئے۔ آپ کے زمانہ صدر مدرسی میں ۱۳۷۷ھ سے ۱۳۹۲ھ تک ۱۱۶۱ طلبہ دورۂ حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔

(۳۳) حضرت مولانا ماجد علی صاحب رح

آپ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پرنسپل رہے۔ اور اس نواح کے مشاہیر علم و فضل میں سے تھے۔

(۳۴) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رح

آپ بھی حضرت شیخ الہند رح کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث و قرآن پر اچھی اور وسیع نظر رکھتے تھے۔ آریوں اور قادیانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور متعدد مناظرے کئے۔ آپ کا لقب شیر پنجاب تھا۔ میلان عدم تقلید کی طرف تھا۔ آزادئ ملک کی تحریک میں جمعیۃ العلماء ہند کے ساتھ رہے۔ اور باوجود اختلاف مسلک کے اکابر و اسلاف دیوبند کے بہت زیادہ گرویدہ اور اخلاقی طور پر اُن سے غیر معمولی انداز سے وابستہ رہے۔ اس احقر سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ ہمیشہ ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ ہی پر قناعت نہ کرتے تھے بلکہ پیشانی بھی چومتے تھے اور بعض اوقات آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے۔

(۳۵) حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی رح

آپ بھی مشاہیر فضلاء دیوبند میں سے تھے، صاحب طرز مصنف، نیز ذہن و

جن میں مولوی کو مخاطب کرتے ہوئے مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر اور اس کے سٹائل کو مرزا غلام احمد قادیانی کے دستور العمل کے مطابق قرار دیتے ہوئے واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ :-

" یہ بات بھی آپ لوگوں کے غور و فکر کے قابل ہے کہ تفسیر قرآن کے باب میں جو آپ کے موکل مفسر کا عمل و دستور العمل ہے یہی بعینہٖ سرسید و مرزا غلام احمد اور چکڑالوی کا دستور العمل ہے وہ لوگ بھی بمجرد لغت تفسیر قرآن کرتے ہیں اور جس قول کو معتزلہ کا ہو خواہ کسی اور کا ہو اپنے خیال کے موافق پاتے ہیں اس سے استشہاد کرتے ہیں (تفسیر نیچری، تہذیب الاخلاق، ازالہ اوہام قادیانی، تفسیر چکڑالوی ملاحظہ ہوں۔ " لہ (اشاعۃ السنۃ ص ۲۹۶ جلد ۲۱ نمبر ۱۰)

بٹالوی صاحب نے واضح الفاظ میں اپنے احباب کو غور و فکر کی اس معاملہ میں دعوت دی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جو تفسیر کی ہے اور جو نظریہ قائم کر کے لکھی ہے اور جس نظریہ کی تشہیر کی ہے بعینہٖ یہی نظریہ سرسید، مرزا غلام احمد قادیانی اور چکڑالوی (عبد اللہ) کا ہے۔

دوستو ! اب یہ بھی دیکھنا ہے کہ جن تین حضرات کا تذکرہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کیا ہے وہ کس نظریہ اور کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے تاکہ یہ بھی اظہر من الشمس ہو جائے کہ یہ گندے انڈے کس مشینری سے تیار ہوتے ہیں سب سے پہلے سرسید صاحب کو لیجئے اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جن کو اہلحدیث حضرات سردار اہل حدیث کہتے ہیں ان سے ہی پوچھتے ہیں کہ سرسید کون ہے ؟

سرسید کون تھے؟ امرتسری کا بیان

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر کے اداریہ میں لکھا ہے کہ :-

تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ آپکا موکل مفسر جو باوجود اس عمل و التزام کی وجہ سے کہ وہ تفسیر قرآن کو بمجرد لغت بلا لحاظ توافق تفسیر نبویؐ جائز رکھتا ہے اور سلف صالحین کے اقوال چھوڑ کر جبائی و جاحظ وغیرہ معتزلہ کے اقوال کو تفسیر میں قبول کرنے پر اصرار کرتا ہے اور سمجھانے اور متنبہ کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اہلحدیث و اہل سنت سے خارج اور اہل بدعت میں داخل ہے اور آپکا سابق فیصلہ اس کے حق میں قابل نسخ ہے

یہ بات بھی آپ لوگوں کے غور و فکر کے قابل ہے کہ تفسیر قرآن کے باب میں جو آپ کے موکل مفسر کا عمل و دستور العمل ہے یہی بعینہ سرسید و مرزا غلام احمد و چکڑالوی کا دستور العمل ہے۔ وہ لوگ بھی بمجرد لغت تفسیر قرآن کرتے ہیں اور جس قول کو معتزلہ کا ہو خواہ کسی اور کا اپنے خیال کے موافق پاتے ہیں۔ اس سے استشہاد کرتے ہیں (تفسیر نیچری۔ تہذیب الاخلاق ازالہ اوہام قادیانی۔ تفسیر چکڑالوی ملاحظہ ہوں آپ کے پاس یہ کتابیں نہ ہوں تو میں ارسال خدمت کروں)

آپ کے موکل مفسر نے جو رسالہ آیات متشابہات کے صفحہ ۰ میں ہمارے اس بیان کے برخلاف کہا ہے کہ یہ لوگ محاورہ عرب کو چھوڑ کر ٹیڑھے جاتے ہیں اسمیں وہ محض جھوٹھ بولا ہے۔ اور آپ جیسے سادہ حضرات کو اسنے دھوکہ دینا چاہا ہے۔ اگر آپ لوگوں پر اسکے اس دھوکہ نے کچھ اثر کیا ہو تو آپ اس کی اسکی کوئی مثال پوچھیں جسمیں انہوں نے لغت عرب کو چھوڑا ہو۔ میں اسکے مقابلہ میں دو چار یا سو مثالیں ایسی پیش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ جن میں انہوں نے اپنے خیال میں لغت و محاورہ عرب سے استشہاد کیا ہے۔ اور جبکہ اس عمل و اصول میں وہ سب یکساں ہیں تو پھر کیا انصاف ہے کہ آپ کے موکل مفسر اس عمل و اصول کے ساتھ خاص جیسے اہلحدیث کہلاویں۔ اور وہ بیچارے نیچری وغیرہ ناموں سے یاد کئے جاویں اس تفصیل سے جبکہ خاکسار نے بنقل اقوال مندرجہ تفسیر اتقان ثابت کر دیا ہے

"تحریک اہل حدیث کے ابتدائی زمانے میں ڈاکٹر ہنٹر (انگریز) نے ایک کتاب لکھی تھی جو تحریک اہل حدیث کے حق میں گویا زہر ہلاہل تھی اس کے جواب میں سرسید احمد خاں علی گڑھی مرحوم نے ایک کتاب لکھ کر انگلستان میں شائع کرائی اس میں مرحوم اہل حدیث کی طرف سے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے اور یہاں تک لکھ گئے کہ میں وہابی اور میرا باپ وہابی اس کا دوسرا جواب مولانا محمد حسین بٹالوی نے لکھا تھا۔ تیسرا جواب مرزا سلطان احمد (ولد اکبر) مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل حدیث کی حمایت میں لکھا تھا

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۴ ۱۸ جون ۱۹۳۶ء)

نواب صدیق حسن بھوپالی بھی تحریر کرتے ہیں۔ کہ

سید احمد خاں سی۔ ایس۔ آئی دعوے وہابیت کا کرتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص۵)

امرتسری کی تحریر سے عیاں ہے سرسید وہابی تھا۔ یاد ہے کہ سرسید ہی وہ شخص ہے جس کو خرید کر انگریزوں نے ہندوستان میں مرزائیت کا بیج ڈالا۔ اور قادیانی کو دعویٰ نبوت کرنے پر اکسایا ہے۔ یہ سب وہابیت کا ہی فیض ہے اس کا ثبوت بھی دیوبندی حضرات کے جانباز مرزا کی تحریر سے پیش کیا جاتا ہے تا کہ کوئی آدمی گلہ شکوہ نہ کر سکے۔

قارئین کرام! جانباز مرزا کی کتاب کاروان احرار کا اقتباس آپ نے پڑھ لیا اس کو مزید غور سے پڑھیے اور ایک جملہ پر غور و خوض کیجئے تو ہمارا دعویٰ سچا ثابت ہوگا۔ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے جانباز مرزا دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب ایک اور دیوبندی شخصیت کی تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس شخصیت کا نام ابوالقاسم رفیق دلاوری ہے۔ وہ اپنی کتاب "رئیس قادیان" کے باب ۵۵ میں "سرسید احمد خاں علی گڑھی کی شاگردی" کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ:-

مولوی رفیق صاحب دلاوری کا بیان

مرزا غلام احمد نے یہود، نصاریٰ، آریہ دھرم، مشبّہ، اہل سفر، اہل نجوم، باطنی فرقہ، مہدویہ، بابیہ، بہائیہ اور نیچریہ کے کون کون سے اصول و عقائد اپنے مسلک میں داخل کئے؟ جن ملحدانہ مسائل میں الہامی صاحب نے نیچری مذہب کے بانی سر سید احمد خاں علی گڑھی کی شاگردی اختیار کی، ان میں ایک مسئلہ وفات مسیح علیہ السلام بھی ہے۔ سر سید ہی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے وفات مسیح علیہ السلام کی رٹ لگائی تھی۔

خود مرزائی جریدہ "الفضل" قادیاں کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ سب سے پہلے سر سید نے وفات مسیح کا اعلان کیا۔ چنانچہ "الفضل" نے ۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۶ کی اشاعت میں لکھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آکر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ان کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سر سید وہی کچھ کر گئے ہیں۔ (رئیس قادیاں ص ۱۷۶ جلد ۱)

مولوی عبید اللہ سندھی کا حال

انہوں نے بھی اپنی تفسیر الہام الرحمن میں حیات عیسےٰ کو یہودی کہانی قرار دیا ہے۔ (الہام الرحمن صفحہ ۲۴۰)

مولوی رفیق صاحب دلاوری کا بیان اور مرزائیوں کے جریدہ "الفضل" کی تائید سے اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی کے رہنما سر سید تھا اور سر سید کا کس عقیدہ سے تعلق تھا وہ سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے مذکورہ بیان سے عیاں ہے کہ وہابی تھا۔

مولوی الطاف حسین حالی کی گواہی

مشہور شاعر الطاف حسین صاحب حالی بھی اپنی کتاب "حیات جاوید" میں درج کیا ہے کہ سر سید احمد خاں نے لکھا کہ:- "میں خود وہابی ہوں وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ کی بدخواہی جرم ہے" (حیات جاوید ص ۱۴۰)

ناظرین حضرات! سرسید کو انگریزوں نے خرید کر مسلمانوں کے ذہن میں اس کے ذریعہ یہ بٹھانا چاہا کہ انگریز کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ انگریز نوازی اختیار کی جائے مسلمان انگریز کا ساتھ دیں۔ جانباز مرزا کی تحریر سے انگریز کی یہ چال اور یہ سکیم مرزائیت کی بنیاد ہے کیونکہ مسلمان انگریز نواز ہو جائیں گے ان کو اپنا خیر خواہ سمجھیں گے تو وہ جہاد ترک کر دیں گے۔

جانباز مرزا نے یہ لکھا ہے کہ اس کیلئے انگریزوں نے سرسید احمد خان کو منتخب کیا۔

شاید مرزا صاحب کو ذہول ہو گیا ہے یا ان کے مطالعہ سے نہیں گزرا ہو گا درحقیقت ہندوستان کی سرزمین میں انگریز کی حمایت میں بولنے والے اور منبر رسول پر انگریز کے خلاف جہاد کی مخالفت کا فتویٰ دینے والے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی تھے جن کو دیوبندی حضرات شہید کہتے ہیں اور دیوبندی حضرات نے جن کی کتاب تقویۃ الایمان کو اپنے مسلک کی بنیاد بنایا ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ وہ کتاب انگریز نے ہی لکھوائی تھی تاکہ مسلمانوں میں انتشار اور افتراق برپا ہو۔ کیونکہ پاک و ہند میں انتشار اور افتراق کا باعث وہی کتاب ہے۔

جہاد کے خلاف فتویٰ

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کا فتویٰ خود مرزا حیرت دہلوی نے اپنی کتاب "حیات طیبہ"[1] میں درج کیا ہے۔

کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے

---

[1] حیات طیبہ مولانا اسماعیل .... کی مکمل سوانح عمری مع مختصر سوانح امیر المسلمین سید احمد رائے بریلی مولانا صاحب کے حسب و نسب اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں درج ہیں۔ توحید و سنت کی اشاعت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہے۔ آخر میں سکھوں کے ساتھ مذہبی جہاد اور لڑائیوں کا حال اور انکی کیفیت درج ہے مردہ قلوب کو حرکت میں لانا چاہئے سو تو مطالعہ فرمائیں (الحدیث امرتسر جلد ۲ ۲۹ مارچ ۱۹۳۰ء)

مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا۔ آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ :-

" ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں اور دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں " ۔

(حیاتِ طیبہ ص ۲۹۶ مطبوعہ دہلی تواریخ عجیبہ ص ۷۳ مطبوعہ دہلی)

مولوی جعفر تھانیسری کی کتاب تاریخ عجیبہ کی عبارت

" ہم سرکارِ انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں ۔ " (تاریخ عجیبہ ص ۹۱)

اسمٰعیل دہلوی کی انگریز نوازی اور ان سے جہاد کی مخالفت اور اس کے جواز کے لیے جو استدلات دہلوی نے دیئے اس سے عیاں ہے کہ دہلوی صاحب کو انگریز نے خرید لیا تھا ۔

جانباز مرزا نے کمیشن کے سربراہ سر ولیم ہنٹر کی رپورٹ ان الفاظ میں پیش کی ہے

" مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ ہے وہ جہاد کیلئے ہر لمحہ تیار رہتے ہیں ان کی کیفیت کسی وقت بھی انہیں غیر ملکی حکومت کے خلاف اُبھار سکتی ہے ۔ " (کاروانِ احرار ص ۳۷۸ جلد ۱)

پادری صاحبان نے اپنی رپورٹ میں یہ کہا کہ :-

" یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے

رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوجائیں جو ظلی نبوت کا دعوی کرنے کو تیار ہوجاتے تو اس حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہوجائیں گے لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعوے کے لیے کسی کو تیار کرنا بنیادی کام ہے یہ مشکل اگر حل ہوجائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

(کاروانِ احرار ص ۳۷۸، ۳۷۹ جلد ۱)

سر ولیم ہنٹر کی رپورٹ اور تجویز اور پادری صاحبان کی تجویز دونوں کو ذہن نشین رکھ کر اور بعد ازیں سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے نام نہاد جو تحریک چلائی اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انگریزوں نے سب سے پہلے ان دو حضرات کو اپنے مشن میں کامیابی کے لیے چنا۔

دہلی کی جامع مسجد میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے اسماعیل دہلوی تھے۔ پادریوں کی پیری مریدی کے سلسلہ والی تجویز اسی اسماعیل دہلوی نے سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ کیونکہ اسماعیل دہلوی نے اپنے آپ کو سید احمد کا مرید ظاہر کرنا شروع کردیا اور پیری مریدی کا چکر چلایا۔ اس سلسلہ میں ایک کتاب صراط مستقیم کے نام سے بھی لکھ دی۔ تاکہ انگریز کو پورا پورا یقین ہوجائے۔

جس اسماعیل دہلوی کے نزدیک قادری نقشبندی چشتی سہروردی کہلانا بدعت تھا اور دین میں نئی راہ نکالنا تھا۔ اسی اسماعیل نے صراط مستقیم میں ان سلاسل کے طریقے اور وظائف درج کیے اور اپنے پیر سید احمد کو قادری نقشبندی اور چشتی ظاہر کیا اور اپنے پیر سید احمد کی تعریف و توصیف میں بہت کچھ لکھا۔ چند ایک عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے سید احمد کی کمالی مشابہت

"ازبسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت

نے مسلمان کا ساتھ کیوں دیا ۔ ؟

۲۔ ہندو مذہب میں جہاد کا وجود نہیں جبکہ اسلام کا یہ ایک اہم جزو ہے ۔ پھر جہاد کے عنوان سے ۱۸۵۷ء کی جنگ میں ہندو کیوں شریک ہوا ۔ ؟

۳۔ ہندو اور مسلمانوں کی تہذیب میں بھی اختلاف ہے پھر یہ اتحاد کیسا ۔ ؟

۴۔ اگر اس کے محرکات محض انگریز دشمنی پر مبنی ہیں تو پھر انگریز قوم کو بھی سوچنا پڑے گا ۔ ورنہ ہندوستان میں اس کا مستقبل روشن نہیں ۔

فرنگی دانشوروں کی یہ سوچ برطانوی سیاستدانوں کی میز سے ایوان حکومت تک پہنچی اور اس بنیاد پر ۱۸۶۹ء کو انگریزوں نے ایک کمیشن ہندوستان بھیجا کہ وہ انگریزوں کے خلاف خاص کر مسلمانوں کا مزاج معلوم کرے ۔ نیز آئندہ کیلئے ہندوستانی مسلمانوں کو رام کرنے کی تجاویز مرتب کرے ۔

اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان رہ کر مسلمانوں کے حالات معلوم کیے اور واپسی پر ۱۸۷۰ء کو لندن وائٹ ہاؤس میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس میں کمیشن مذکور کے نمائندوں کے علاوہ ہندوستان میں متعین عیسائی مشنری کے پادری بھی خاص دعوت پر شریک ہوئے ۔ کمیشن کے نمائندوں اور پادریوں نے اپنی اپنی رپورٹ پیش کی ۔ کمیشن کے سربراہ سر ولیم ہنٹر کی رپورٹ

" مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے ۔ اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ ہے ۔ وہ جہاد کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے ہیں ۔ ان کی کیفیت کسی وقت بھی انہیں غیر ملکی حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے ۔"

رپورٹ پادری صاحبان ۔

" یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے ۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے ۔ لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعویٰ کے لیے کسی کو تیار کرنا بنیادی کام ہے ۔ یہ مشکل اگر حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت

کاروانِ احرار صفحہ ۳۷۸ کا اصل فوٹو

کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔

ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ لیکن وہ مرحلہ دار تھا۔ کیونکہ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔ مگر اب جبکہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبہ پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔"

اقتباس مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہاؤس منعقدہ ۱۸۷۰ء۔

(دی ارائیول آف برٹش ایمپائر آف انڈیا)

انہی دنوں برطانوی پارلیمنٹ میں وزیر اعظم انگلستان مسٹر گلیڈسٹون نے تقریر کے دوران قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا کہ "جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود ہے ہم اطمینان سے حکومت نہیں کر سکتے"۔ یہ فقرہ کہتے ہوئے وزیر اعظم برطانیہ نے کلام الٰہی کو زمین پر دے مارا۔ اسی اجلاس میں لارڈ میکالے وزیر ہند نے کہا کہ اس ہاؤس میں میری تجویز ہے۔

"ہندوستان میں ایسی تعلیم رائج کی جائے، جس کے ذریعے ہر ہندوستانی لباس بول چال، رہن سہن اور طرز تمدن میں انگریز معلوم ہونے لگے۔ چاہے وہ عیسائی نہ بھی ہو، مگر زندگی کے ہر شعبے میں انگریز دکھائی دے۔"

ہندوستان کی سلطنت مسلمانوں سے چھینی گئی تھی۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ بھی مسلمان علماء نے دیا تھا۔ نیز مسلمانوں نے بہادر شاہ ظفر کو دہلی کے تخت پر دوبارہ بٹھانے کے لیے ہندوؤں کو ساتھ ملا کر انہیں مسلح بغاوت پر آمادہ کیا۔ بدیں حالات انگریزوں کے نزدیک اصل مجرم مسلمان تھا اور آئندہ بھی برطانوی راج کو ہندوستان میں اگر کوئی خدشہ ہو سکتا تھا تو وہ بھی مسلمان سے۔ ان حالات میں وائٹ ہاؤس لندن کے مجوزہ فیصلے، وزیر اعظم برطانیہ کی رائے اور لارڈ میکالے کی تجاویز کا زیادہ وزن ہندی مسلمانوں پر ڈالا گیا۔

سر سید اور مرزا غلام احمد	لارڈ میکالے اور ہندوستانی پادریوں کی تجویز کے تحت ہندوستان سے ایسے آدمیوں کی تلاش ہونے لگی جن کے ذریعے ہندوستان

رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ"

آپ (سید احمد بریلوی) کی ذات والا صفات ابتداء فطرت سے جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی (صراط مستقیم فارسی ص ۲)

سلوکِ نبوت

اسمٰعیل دہلوی نے اپنے پیر کے متعلق ان کو سلوک عاصل ہونے کا اظہار بھی کیا ہے۔ اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

"حصول بیعت کے بعد اور آنجناب کی توجہات کی برکت سے آپ کو نہایت عجیب عجیب معاملات ظاہر ہوئے کہ انہیں وقائع عجیبہ کے سبب طریق نبوت کے کمالات جو ابتدائے فطرت میں مجملاً مندرج تھے۔ ان کی اب تفصیل اور شرح کی نوبت پہنچی اور مقاماتِ طریق ولایت بھی اچھی وجہ پر جلوہ گر ہوئے۔ ان سب معاملات سے اوّل اور بہتر یہ ہے کہ آپ نے جناب رسالتمآب صلوات اللہ و سلام علیہ کو خواب میں دیکھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عدد چھوہارے اپنے ہاتھ مبارک سے لیکر حضرت سید صاحب کے منہ میں رکھے تھے اور بعد ازاں کہ آپ بیدار ہوئے۔ اس رویائے حقہ کا اثر ظاہر اپنے نفس میں پاتے تھے اور اس خواب کی بدولت ابتدائے سلوک نبوت حاصل ہوگیا۔"

(صراط مستقیم فارسی ص ۱۶۴ اردو ص ۱۸۹)

در اصل مولوی اسمٰعیل دہلوی انگریز کی عیاری اور مکاری کے دام میں آ گئے تھے اور اپنے پیر کو بھی اسی راہ پر گامزن کیا کیونکہ دونوں پیر مرید روحانیت سے خالی تھے کیونکہ حقیقت تو یہ ہوتی ہے پیر مرید کو سیدھی راہ کی طرف لاتا ہے، اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے مگر یہاں معاملہ اُلٹ تھا مرید اپنے پیر کو گمراہی

اور ضلالت کی طرف لے آیا۔

سید احمد کا انگریزوں کے خلاف جہاد سے روکنا

اپنے مرید اسماعیل کی اتباع کرتے ہوئے سید احمد بریلوی نے بھی انگریزوں کی حمایت کرنی شروع کر دی۔ سید احمد نے بھی انگریز کے خلاف کرنے سے روکنا شروع کر دیا جس کا تذکرہ مولوی عبدالرحیم صادق پوری نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

" اتباع سید احمد کی یہ روش رہی کہ وہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے خلاف آمادہ جہاد کرتے اور دوسری طرف حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو انگریزوں کے مقابلہ سے روکتے تھے "

(مقالات سرسید ص ۲۵۲)

سید احمد بریلوی کے مرید جعفر تھانیسری کا بیان

سید احمد بریلوی کے خصوصی مرید اور ان کے کارواں کے خاص مہر جعفر تھانیسری رقمطراز ہیں کہ :-

" آپ (سید احمد بریلوی) کے سوانح عمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ (تواریخ عجیبہ ص ۱۳۶)

اسمٰعیل پانی پتی کی گواہی

مولوی اسمٰعیل پانی پتی کی گواہی درج کی جاتی ہے جو کہ مقالاتِ سرسید کے حاشیہ پر درج ہے

مولوی اسمٰعیل صاحب پانی پتی لکھتے ہیں کہ :-

" سید احمد بریلوی کا کوئی ہمعصر مورخ اس بات کا اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا کہ وہ (سید احمد) انگریزوں کا بھی دشمن تھا اور ان کے خلاف جہاد کرنا یا جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ ان ہم عصر موٴرخوں کے واضح بیانات

کی موجودگی میں اب ۱۱۷ برس کے بعد یہ کہنا کہ نہیں حضرت شہید انگریزوں کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے[1] ایک ایسا دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا لفظی دلیل نہیں رکھتا۔

(حاشیہ مقالات سرسید حصہ نہم صفحہ ۲۴۹)

ان تاریخی حقائق اور حوالہ جات کی روشنی میں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسمٰعیل دہلوی اور ان کے نام نہاد شہید احمد انگریزوں کے دشمن نہ تھے بلکہ انگریزوں کے وفادار اور نیازمند تھے۔ ہندوستان کی سرزمین سے انگریزوں نے سب سے پہلے ان کو چنا اور اپنے تحفظ کے لیے ان کی ہر طرح سے مدد کی۔ چنانچہ دیوبندی حضرات کی اپنی ہی کتابوں کی عبارات اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں۔

مولوی جعفر تھانیسری کا بیان

اسمٰعیل دہلوی کے پیر بھائی اور سید احمد بریلوی کے مرید مولوی جعفر تھانیسری سید احمد کے مکتوبات اور سوانح بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں

"اس سوانحہ اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا وہ اس آزاد عمل داری کو اپنی ہی عمل داری سمجھتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ دہلی)

مرزا حیرت دہلوی کا بیان

مرزا حیرت دہلوی انگریزوں کی مدد کی گواہی ان الفاظ میں دے رہے ہیں۔

"جب مجاہدین سرحد میں مصروف جہاد تھے تو انگریزوں کو اس کا مکمل طور پر علم تھا اور انہوں نے اسی لیے اس تحریک میں مزاحمت نہ

---

[1] جیسا کہ مولوی غلام رسول صاحب مہر نے حقائق کو ٹھکراتے ہوئے لکھا ہے۔

کی۔ انگریزی سلطنت سے چندہ جمع ہو کر مجاہدین کو برابر پہنچتا رہا۔

(حیاتِ طیبہ صے)

حسین احمد کانگریسی کا بیان

دیوبندی حضرات کے مولوی حسین احمد صاحب کانگریسی المعروف مدنی نے بھی سید احمد کو انگریزوں سے مدد ملنے کا ذکر اپنی خود نوشت سوانح حیات میں ان الفاظ میں کیا ہے :۔

" جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔ (نقشِ حیات صـ۱۲ جلد ۲)

حج پر جاتے وقت سید احمد کو انگریز کا کھانا پیش کرنا

جعفر تھانیسری اور اس کے علاوہ دیگر حضرات نے اپنی کتابوں میں سید احمد بریلوی کے حج پر جاتے وقت راستہ میں ایک انگریز کا سارے قافلے کو کھانا پیش کرنے کا واقعہ درج کیا ہے کہ :۔

" ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا بہنگیوں میں رکھوائے ہوئے چلا آتا ہے۔ اس نے کشتی کے نزدیک آکر پوچھا کہ پادری صاحب (سید احمد بریلوی) کہاں ہیں۔ جب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اتار کر بہت ادب سے کشتی میں آیا۔ اور بعد سلام و مزاج پرسی کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکر واسطے لانے خبر تشریف آوری حضور تعینات کر رکھے تھے۔ آج انہوں نے مجھ کو خبر دی سو یہ ماحضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوں براہ بندہ نوازی اس کو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ

کھانا اپنے برتنوں میں لیکر قافلے میں تقسیم کردو. قریب دو گھڑی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر رخصت لے کر مع اپنے آدمیوں کے واپس چلا گیا.

(تواریخ عجیبہ صفحہ ۶۲ سیرت سید احمد صفحہ ۱۹۰ جلد ۱ مخزن احمدی فارسی صفحہ ۶۷)

قارئین عظام! انگریز نے لندن وائٹ ہاؤس میں جو سکیمیں تیار کی تھیں ان دونوں سکیموں پر مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد پورے اترے. لہذا ہندوستان میں سب سے پہلے انگریز نے ان دونوں کو خریدا اور یہ دونوں حضرات بک گئے۔ انگریز نے ان کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنی عورتوں کو بھی سید احمد کا مرید کرایا تاکہ یہ بد دل نہ ہوں اور جو ہمارا پروگرام ہے کہ یہ پیری مریدی کے سلسلہ میں کوئی نیا دعویٰ کردیں۔

گل محمد صاحب فیض مورخ۔ مٹے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے.

گل محمد فیضی کا بیان

انگریزوں نے سیّد صاحب کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی عورتوں کو سید صاحب کا مرید کرایا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس وقت تک بہت ہی کم انگریز عورتیں ہندوستان آئی تھیں یہ دیسی عورتیں تھیں جو انگریزوں کے یہاں پیشہ ور عورتوں کی حیثیت میں رہتی تھیں۔ منڈرو فرنگی کی بیوی کا بیعت ہونا ناقابلِ تردید واقعہ ہے. بیعت کے بعد اس عورت نے سیّد صاحب کو مال و زر بطور نذرانہ بھی دیا.

(آزادی کی ان کہی کہانی صفحہ ۴۷)

مرزا قادیانی نے تو انگریزوں کی وفاداری اور حمایت بعد میں کی ہے. انگریزوں کے خلاف جہاد کی ممانعت بعد میں کی ہے. سیّد احمد اور اسماعیل دہلوی ہر دو حضرات نے ہندوستان میں اس کی بنیاد ڈالی. لہذا یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے اس معاملہ میں سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی ہر دو مرزا غلام احمد قادیانی کے استاد اور رہنما ہیں اور یہ دونوں حضرات دیوبندی اور اہل حدیث حضرات کے مقتدا اور

پیشوا ہیں۔ اعلحضرت عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے نیاز مند حضرات ان ہر دو کو اپنا اکابر نہیں سمجھتے۔

جب اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی انگریزوں کی حمایت میں سرگرم تھے ان سے جہاد کی مخالفت میں فتویٰ دے رہے تھے اور انگریزوں سے نذرانے وصول کر رہے تھے تو اس وقت تحریک آزادی کے نامور رہبر و علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ و انگریز کے سخت ترین دشمن تھے اور انگریزوں کے ساتھ برسرپیکار تھے۔ اہل سنت و جماعت حضرات آج بھی ان کے نیاز مند اور عقیدتمند ہیں یوم فضل حق خیرآبادی مناتے ہیں ان کو خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں اور ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب بھی کرتے ہیں۔

ناظرین کرام۔ قادیانیوں کے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے لڑکے کے فتووں کو اور دیوبندی، غیر مقلد، تبلیغی اور مودودی وہابی حضرات کے اکابر پیشوا بلکہ مجددین سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی کے فتووں کو بار بار پڑھیں اور نفصت کو بالائے طاق رکھ کر فیصلہ دیں کہ کیا مرزا قادیانی اور اسماعیل دہلوی اور سید احمد کے فتوے میں مطابقت ہے یا کہ نہیں۔ کیا انگریز کے متعلق جو نظریات مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں۔ وہی نظریات ان دونوں حضرات کے ہیں یا کہ نہیں؟ یقیناً فتوے اور نظریات میں بالکل برابر ہیں۔ اگر انگریز کو مرزا قادیانی نے خریدا تھا تو اسماعیل دہلوی اور سید احمد بھی انگریز کے زرخرید غلام تھے۔ اگر یہ کہا جاتا ہے کہ قادیانیت کا بیج انگریز نے بویا تھا۔ قادیانیت کے لیے مرزا غلام احمد کو خریدا۔ وہابیت کے لیے سید احمد اور اسماعیل دہلوی کو خریدا کوئی بھی ذی شعور اور انصاف پسند اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ ہر دو گروہ کے اکابر کی کتب اور ان کی تحریریں اس کی شاہد ہیں۔

اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کے بعد اب مدرسہ دیوبند کے متعلق

بھی پڑھ لیں جس پر دیوبندی ناز کرتے ہیں جس کا جشن دیوبندیوں نے
منایا۔ ان کی بدباطنی اور رسول دشمنی کا اندازہ اس سے بخوبی ہو جاتا ہے
"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میلاد شریف کا جشن ان کے نزدیک
بدعت اور حرام ہے مگر دیوبند کا جشن پھر اس جشن میں اندرا گاندھی کی صدارت
یہ دیوبندیوں کے نزدیک ثواب اور مستحسن ہے۔"

دیوبندی مدرسہ کی بنیاد مولوی قاسم نانوتوی نے رکھی۔ اسی نانوتوی خاندان
کے ایک لیڈر مولوی احسن نانوتوی کی سیرت لکھتے ہوئے مشہور مورخ اور
سوانح نگار جو کہ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ مدرسہ دیوبند کے
متعلق رقمطراز ہیں کہ

مدرسہ دیوبند موافق سرکار بلکہ ممد و معاون سرکار ہے

اس مدرسہ (دیوبند) نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمیٰ پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

"جو کام بڑے بڑے کالجوں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے، جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لیکر کرتا ہے یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے۔ (مولوی محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! دیوبند دیوبندی حضرات کی آماجگاہ ہے جس مدرسہ کو انگریز نے خلاف سرکار نہیں کہا۔ بلکہ ممد و معاون سرکار حتیٰ کہ موافق سرکار قرار دے تو اس کے بعد اس کے انگریز نواز ہونے میں کیا شک و شبہ ہوگا۔ یہ دیوبندیوں کے ماتھے پر ایسا بدنما داغ ہے جو کبھی بھی نہیں اُتر سکتا۔

دُنیا بھر کے دیوبندی ایسا بیان کسی مرزائی یا مرزا قادیانی کے متعلق نہیں

دکھا سکتے کہ کسی مرزائی یا مرزا قادیانی یا ان کے مرکز قادیاں کے متعلق ہو۔ ہاں اگر ہے تو دیوبندیوں کے مرکز دارالعلوم دیوبند کے متعلق ہے۔

"اس مدرسہ کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے ہی مرزا قادیانی کو راستہ دکھایا ہے جس کا ثبوت نانوتوی صاحب کی کتاب "تحذیر الناس" کی عبارات ہیں آج مرزائی بھی جب مولوی قاسم نانوتوی کا نام لکھتے ہیں تو اس کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، آخر میں کچھ تو راز ہے جبکہ مرزا قادیان کی تعلیمات میں غیر احمدی کے جنازہ میں شرکت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کے جنازہ میں ظفر اللہ خاں (جو کہ قادیانی تھا) نے شرکت نہیں کی۔ ۱۹۷۳ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی بحث شروع ہوئی اور مرزا ناصر احمد اور اس کے معاونین کو بھی اپنے دلائل دینے کے لیے وہاں موقع فراہم کیا۔ اس وقت دیوبندی حضرات کے مفتی محمود صاحب بھی اسمبلی کے ممبر تھے تو ان کی موجودگی میں مرزا ناصر احمد نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی عبارات پیش کیں اور بار بار پیش کیں جس کا مفتی محمود کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس وقت اگر مرزا ناصر اور دیگر اس کے حواریوں کا منہ توڑ جواب دینے اور ان کے دلائل کا قلع قمع کرنے والے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی تھے۔

"مولوی قاسم نانوتوی کے بعد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی شخصیت ہے۔ جنکو دیوبندی حکیم الامت کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے متعلق خود انہی حضرات کی معتمد شخصیت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی بیان کرتے ہیں

تھانوی صاحب کو انگریز کی طرف سے ماہانہ وظیفہ ملنا

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے

آپ کے مسلّم بزرگ اور پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔

(مکالمۃ الصدرین ص۹)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب بھی انگریز کے وظیفہ خوار تھے

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کو بھی اپنی اس تبلیغی تحریک کے لیے انگریز سے وظیفہ ملتا تھا جس کا تذکرہ "مکالمۃ الصدرین" (جو کہ دیوبندیوں کے دو صدر رہنماؤں کے مکالمہ پہ مشتمل ہے) میں ان الفاظ میں کیا ہے"

"مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔

(مکالمۃ الصدرین ص۸)

"قارئین کرام! جس تبلیغی تحریک کے لیے انگریز وظیفہ دیتا تھا کیا وہ تبلیغی جماعت انگریز کے خلاف تحریک چلا سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت نے ملک پاکستان میں مختلف تحریکیں چلیں مگر کسی میں حصہ نہیں لیا۔"

تحریک نظام مصطفےٰ، تحریک ختم نبوّت تو ابھی حال ہی کی بات ہے۔ کسی بھی تبلیغی جماعت کے امیر نے ان تحریکوں میں کوئی حصہ نہیں لیا، جبکہ یہ حضرات گروہ در گروہ گاؤں گاؤں شہر شہر۔ قریہ قریہ بلکہ ملک ملک پھرتے ہیں، لیکن ان کے یہ گروہ تحریک ختم نبوّت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ دراصل یہ جماعت انگریز کی نمک خوار ہے۔ انگریز نہ ہی نظام مصطفےٰ چاہتا ہے اور نہ ہی اپنے خود

کاشتہ پودا " مرزائیت " کا خاتمہ چاہتا ہے ، اس لیے اس جماعت کا ان تحریکوں میں کوئی کردار نہیں ۔

جمعیت علماء اسلام انگریزوں کے ایماء پر بنائی گئی دیوبندی حضرات کے

مولوی حفیظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ دیوبندی حضرات کے دارالاشاعت دیوبند ضلع " سہارن پور " کے شائع کردہ رسالہ " مکالمۃ الصدرین " میں ان الفاظ میں درج ہے ۔

" مولانا حفظ الرحمن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ۔ "

(مکالمۃ الصدرین ص۲)

حکومت برطانیہ سے بغاوت خلاف قانون ہے

مشہور سوانح نگار محمد ایوب صاحب دیوبندی مولوی احسن نانوتوی کی بریلی میں ایک تقریر کا تذکرہ کیا ہے جس میں نانوتوی صاحب نے حکومت برطانیہ سے بغاوت کرنا خلاف " قانون " قرار دیا ہے ۔ اصل عبارت پیش خدمت ہے ۔

" ۲۲ مئی کو نمازِ جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اسمیں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف " قانون " ہے ۔ "

(مولانا احسن نانوتوی ص۵۰)

" ایوب قادری نے اس تقریر کا ردعمل بھی درج کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے ۔ "

"اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگادی اور تمام مسلمان مولانا احسن صاحب نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوتوالِ شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔"

(مولانا محمد احسن نانوتوی ص۸۵)

ناظرین حضرات! دیوبندی اکابر کا کردار ملاحظہ فرمایا کہ اپنی جان خطرے میں ڈالنا ان کو منظور ہے مگر حکومتِ برطانیہ کی مخالفت کرنا ان کو منظور نہیں ہے۔

"یہ ہے دیوبندی اکابر کی انگریز نوازی۔"

قارئین کرام! دیوبندیوں کی تاریخ کتنی تاریک ہے۔ تبلیغی جماعت کے امیر کو اس تحریک کے لیے انگریز نے ابتدا میں امداد دی۔ پھر جمعیت علماء اسلام بھی اس کے ایما پر بنائی گئی۔ جس کا وجود آج بھی پاکستان میں موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر مرکز دیوبند کے لیے موافق سرکار اور ممد و معاون سرکار کا لیبل ان کی اس تاریکی کا بیّن ثبوت ہے۔

"آج کل کے دیوبندی اپنے ان ہنوں اداروں کو دینِ اسلام کا بہت بڑا گہوارہ قرار دیتے ہیں۔"

یاد رہے کہ انگریز کبھی کسی ملک میں علم دین کے فروغ کا خواہاں نہیں انگریز کی حکومت میں عربی اور دینی تعلیم کی عظمت لوگوں کے لیے ذہنوں سے ختم کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی جیسا کہ "مقالاتِ سر سیّد" میں بھی اس حقیقت کا تذکرہ ان الفاظ میں درج ہے۔

"قدر عربی کی بہت کم ہو گئی اور فقہ اور حدیث کی تعلیم یکسر جاتی رہی۔ فارسی بھی چنداں قابلِ لحاظ نہ رہی۔ تعلیم کی صورت اور کتابوں کے رواج نے بالکلیہ تغیر پکڑا۔ اردو اور انگریزی کا رواج بہت زیادہ ہوا۔ جس کے سبب سے وہی شبہ کہ گورنمنٹ

کو ہندوستان کے مذہبی علوم کا معدوم کرنا منظور ہے قائم ہوگیا۔ (مقالات سر سید ص۳۳ حصہ نہم)

دیوبندی حضرات کی انگریز نوازی اور وفاداری آپ نے ملاحظہ فرمائی اب ان کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین جو اپنے تئیں اہلحدیث کہلاتے ہیں، ان کے کارنامے ملاحظہ فرمائیں، وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ انہوں نے بھی حکومت برطانیہ کی خوب حمایت کی، مرزا قادیانی کو بھی مات کر دیا۔ ان کی حمایت میں فتوے دیئے، خطبے پڑھے، انہیں پر اکتفا نہ کیا ان کی حمایت میں کتابیں بھی لکھ دیں اور اپنی ذات کو والنیٹری پیش کر دیا۔

"مثل مشہور ہے۔ "گرو جنہاندے ٹپنے چیلے جان چھڑپ"

غیر مقلدین اہلحدیث کی حکومتِ برطانیہ سے وفاداری

"نام نہاد اہلحدیث اکابر نے مرزا قادیانی کا ریکارڈ توڑ دیا سب سے پہلے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کا کردار پیش کیا جاتا ہے" کیونکہ تمام اہل حدیثانِ ہند کے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی استاذ اعلیٰ ہیں۔ ان کے استاذ اعلیٰ کے کردار سے ان کے شاگردانِ رشید کا بھی پتہ چل جائے گا

میاں نذیر حسین دہلوی

اہلحدیث کہلانے والوں کی مقتدر شخصیت میاں نذیر حسین صاحب دہلوی بھی ہیں، وہ بھی انگریز کے بہت ہی زیادہ وفادار تھے۔ خود ان کے معتقد اور ہم عقیدہ قاضی مظفر حسین صاحب ان کی سوانحیات میں رقمطراز ہیں کہ

یہ بتا دینا ضروری ہے کہ میاں (نذیر حسین) صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بشتر معمولی مولویوں نے انگریز سے جہاد

کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اُس پر دستخط کیئے نہ مہر، وہ
خود فرماتے تھے کہ میاں دلّی غدر تھا، بہادر شاہ ہی نہ تھی۔ وہ بیچارہ
بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں
سے لڑنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی
ہو رہے تھے۔ کرتے تو کیا کرتے

(الحیات بعد الممات صہ ۱۲۵)

میاں نذیر حسین دہلوی کی انگریز نوازی کی حکومت برطانیہ سے تائید"

قاضی مظفر حسین صاحب رقمطراز ہیں کہ

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے حج کا ۱۳۰۰ ہجر میں
ارادہ کر لیا۔ کمشنر دہلی سے ملاقات کر کے حج پر جانے کی
خواہش کا اظہار کیا تو کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی مورخہ ۱۰
اگست ۱۸۸۳ء کو دی جس کا ترجمہ پڑھیئے۔

سفارشی چٹھی کا ترجمہ

مولوی نذیر حسین دہلی
کے ایک بڑے مقتدر عالم
ہیں جنہوں نے نازک وقت میں اپنی وفاداری گورنمنٹ
برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے، وہ اپنے فرض زیارت کعبہ
کے ادا کرنے مکہ جاتے ہیں، میں اُمید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش
گورنمنٹ کے افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کی مدد کرے گا
کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط جے۔ ڈی ٹریمیلٹ بنگال سروس کمشنر دہلی و
سپرنٹنڈنٹ ۱۸۸۳ء

(الحیات بعد الممات)

شمس العلماء کا خطاب

انگریزوں کی وفاداری کے سلسلہ میں ہی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو شمس العلماء کا خطاب ملا تھا جس کو اکثر وہابی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے نام کے ساتھ لکھتے ہیں، مگر ان کو شرم نہیں آتی، اس خطاب کے متعلق قاضی مظفر حسین لکھتے ہیں کہ

شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲ جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بروز سہ شنبہ کو ملا

(الحیات بعد الممات ص ۱۸۰)

قارئین کرام! میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اہلحدیث کہلانے والوں کے نزدیک بہت مقتدر شخصیت ہیں، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی، حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی یہ سب کے سب مولوی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگرد تھے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ میں زخمی ہونے والی ایک میم کی بھی بہت خدمت کی، اور اسکی خدمت کے صلہ میں بھی انگریز سے مالی اعانت ہوئی جیسا کہ خود قاضی مظفر حسین صاحب نے لکھا ہے کہ

میم کی خدمت اور انگریز سے مالی اعانت

عین حالتِ غدر میں جبکہ ایک بچہ انگریزوں کا دشمن رہا تھا، مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے آئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے، اُس وقت اگر

خائن باغیوں کو ذرا برابر خبر ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں دیر نہ لگتی مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں آدمی ہے تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست اور توانا تھی، انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایکہزار تین سو روپیہ اور سارٹیفکیٹس ملیں۔

(الحیات بعد الممات صد ۱۲۷)

میم کے صلہ میں سرٹیفکیٹ

میم کو چھپائے رکھنے اور اس کی خدمت کے صلہ میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کو ایک سرٹیفکیٹ ملا، اس کا تذکرہ محمد ایوب صاحب قادری مشہور سوانح نگار نے اپنی کتاب "جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء" میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

دہلی مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۷۷ء

ڈبلیو۔ جی۔ واٹر فیلڈ، قائم مقام کمشنر دہلی

مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین اور ان کے دوسرے گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیبنن کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے، حالتِ مجروحی میں انہوں نے ان کا علاج کیا، ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں ان کو پہنچایا۔

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صد ۴۱۰)

مولوی بشیر احمد صاحب دیوبندی کا بیان

اہلحدیث کہلانے والوں کے بڑے بھائی مولوی بشیر صاحب دیوبندی کی تحریر بھی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ جو کہ ہمارے دعوے کے مضبوط ہونے میں ممد و معاون ہے۔ مولوی بشیر صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نہ صرف یہ کہ میاں صاحب نے قطعاً کوئی حصّہ لیا اس کو غدر اور ہلڑ سے تعبیر کر کے مجاہدین کرام اور نمازیان عظام کے جذبات کو پامال اور مجروح کیا۔ اس دور کے مشاہیر و اکابر اور جیّد علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتوےٰ تیار کیا۔ میاں صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ پھر عین حالتِ جنگ میں مجاہدین سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک زخمی میم کو گھر اُٹھوا لائے اس کا علاج معالجہ کر کے اس کو انگریز کے سپرد کر کے اس سے اپنی وفاداری کے سرٹیفکیٹ حاصل کیے۔ (اہلحدیث اور انگریز ص ۲۲-۲۳)

اس انگریز میم کی خدمت میں اہلحدیث کہلانے والوں کی دو مقتدر شخصیتیں بھی شامل تھیں۔ جن کے نام مولوی عبداللہ غزنوی اور مولوی صدیق پشاوری ہیں۔

میم کی خدمت میں مولوی عبداللہ غزنوی اور صدیق پشاوری کا حصہ

ممتاز سوانح نگار محمد ایوب قادری نے اس کی خدمت کرنے میں جن دو حضرات کا تعاون تھا ان کے نام بھی درج کئے ہیں۔ "قادری صاحب کی تحریر درج ذیل ہے۔

مولوی حفیظ اللہ خاں اور مولوی نذیر حسین اور ان کے بیٹے مولوی شریف حسین اور ان کے شاگرداں مولوی محمّد صدیق پشاوری اور مولوی عبداللہ غزنوی نے ایک میم کو زخمی پا کر

امن دیا اور اپنے گھر میں لے جاکر اس کے زخموں کا علاج کر کے جب موقع پایا سرکاری کیمپ میں پہنچا دیا جس پر اُن کو سرکار کی طرف سے انعام واکرام بھی ہُوا

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء صد ۱۵م)

محمد ایوب قادری

"انگریز نوازی کے صلہ میں نوکری کا خواب" ہی لکھتے ہیں کہ

"مسز لیسن کی جان بچانے میں شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد بھی شامل تھے۔ اور بقول افتخار عالم مارہروی اس انگریز خاتون کو وہی اٹھا کر لائے تھے اور جنگ آزادی کے بعد جب ڈپٹی نذیر احمد دہلی کے ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہوئے تو میاں نذیر حسین کے صاحبزادے مولوی شریف حسین نے اس کو باپ کا حق سمجھا۔ مولوی افتخار علم مارہروی کا بیان ہے۔ مولوی شریف حسین نے دعوٰے کیا کہ مولوی نذیر احمد صاحب کو جو نوکری مل گئی ہے وہ میرے باپ مولوی نذیر حسین صاحب کا حق ہے۔

(جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء صد ۱۱م)

مولوی نذیر حسین عبداللہ غزنوی، ڈپٹی نذیر احمد اور مولوی شریف حسین صاحب کے بعد اہلحدیث کہلانے والوں کی مقتدر شخصیت نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی بھی انگریز نوازی ملاحظہ فرمایئے نواب صاحب نے خود اپنی کتاب "ترجمانِ وہابیہ" میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

نواب صدیق

نواب صدیق حسن بھوپالی کی انگریز نوازی حسن کا اقراری بیان پیش کیا جاتا ہے نواب صاحب لکھتے ہیں کہ

بیس تیس سال تک کامل متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال

کا ہوں اور ہمیشہ معزز و مکرم رہا۔ رئیسہ معظمہ (بھوپال) نے زوجیت سے مجھے عزت بخشی، اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ و حسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب معتمد المہامی سے سرفرازی ہوئی۔ حکام عالی منزلت یعنی کارپردازان دولت انگلشیہ کو تجربہ اس ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری عموماً اور اس بے صولت دولت (صدیق حسن بھوپالی) کا خصوصاً ہو چکا ہے۔

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۷، ۱۹، ۲۸، ۲۹)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے اس کتاب ترجمان وہابیہ میں انگریز نوازی کی وہ مثال قائم کردی ہے جس کی جرأت مرزا غلام احمد قادیانی، حکیم نورالدین، مرزا بشیر الدین اور کسی مرزائی کو بھی نہ ہوئی، نواب صدیق حسن صاحب کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

انگریز سے جہاد جہاد نہ تھا

زمانہ غدر میں جو لوگ سرکار انگریزی سے لڑے اور عہد شکنی کی وہ جہاد نہ تھا فساد تھا۔ ہم نواب صدیق حسن، نے اپنی کتاب "ہدایۃ السائل" میں اولاً اور کتاب "روضۃ خطیب" میں ثانیاً اور بڑا گناہ ہونا عہد شکنی کا اور جائز نہ ہونا جہاد کا ہندوستان میں کتاب "عون العوائد" میں ثالثاً اور حال وہابیوں کا تواریخ علماء عیسوی سے کتاب "تاج مکلل" میں رابعاً لکھا ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی، اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین اسلام سے آگاہ نہیں ہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن کا اٹھانا چاہتے ہیں

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۸۴)

"ترجمان وہابیہ" قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ سے دس روپے میں مل سکتی ہے

قارئین کرام! دیوبندی حضرات کے مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی نے بھی نواب صدیق حسن بھوپالی کی اس کتاب سے چنیدہ اقتباسات۔ اپنی کتاب " طائفہ منصورہ " میں درج کیے ہیں، مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدین جو کہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں جہاد کے خلاف تھے اور ان کی تاریخ میں کوئی ایسی شخصیت ہی نہیں جس نے جہاد کیا ہو، جہاد تو نہیں کیا مگر جہاد کی مخالفت ضرور کی ہے۔ انگریز نوازی کا حق ادا کر دیا ہے۔

دیوبندی اور اہلحدیث حضرات کا آپس میں رشتہ چھوٹے اور بڑے بھائی کا ہے مولوی غلام اللہ خان اور مولوی حافظ عبد القادر صاحب روپڑی (اول الذکر دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور موخر الذکر غیر مقلد اہلحدیث ہیں) دونوں نے مل کر اور سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کیلئے ایک جماعت تشکیل دی جس کا نام سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت رکھا۔ اس لحاظ سے مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کی تحریر بہت ہی فائدہ مند ہے، پڑھیئے اور اندازہ لگایئے کے جہاد کی اتنی مخالفت مرزائیوں نے بھی نہیں کی جتنی وہابیوں نے کی ہے۔

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب سے اقتباسات،

" دیوبندی حضرات کے مولوی سرفراز گکھڑوی رقمطراز ہیں کہ ....

" بلاشک مسلمانوں کے جملہ فرقوں نے ہر دور اور ہر ملک میں اپنی اپنی صوابدید کے مطابق جہاد اور قتال علی الحق کی صفت پر عمل کیا ہے اور بقدر وسعت واستطاعت ہر ایک نے اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا ہے لیکن نواب (صدیق حسن بھوپالی) صاحب کے بیان کے مطابق بزعم خود اہلحدیث حضرات نے کبھی جہاد نہیں کیا، اس لیئے وہ طائفہ منصورہ (اور فرقہ ناجیہ) کا مصداق کسی صورت

ہیں نہیں ہو سکتے کیونکہ اس اس گروہ کیلئے یقاتلون علی الحق کی صفت
بھی بیان کی گئی ہے اور وہ غیر مقلدین حضرات ہیں حسب
تحقیق و بیان نواب (صدیق حسن بھوپالوی) صاحب موجود
نہیں ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ نواب صاحب کا یہ بیان
غلط ہو کیونکہ کلام الملوک ملوک الکلام زبانِ زدِ خلائق ہے
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو (طائفہ منصورہ صد ۱۹)

مولوی سرفراز گکھڑوی ہی لکھتے ہیں کہ
"نواب (صدیق حسن بھوپالوی) صاحب ایک اور مقام پر
یوں رقمطراز ہیں کہ ...
" کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت و
حدیث و قرآن پر چلنے والا بے وفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب
ہوا ہو یا فتنۂ انگریزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا۔ جتنے لوگوں
نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرِ عناد
ہوئے وہ سب کے سب مقلدانِ مذہبِ حنفی تھے۔ نہ متبعانِ
حدیث ______ (ترجمانِ وہابیہ صد ۲۵)

قارئین کرام! غور فرمائیے کہ نواب صاحب کیا کہہ گئے ہیں؟ کہ
جب ظالم اور جابر برطانیہ نے ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے وسیع رقبہ میں
اپنے ناپاک پاؤں پھیلائے تو ہندوستان کی غیور اور بہادر قوموں نے بالخصوص
علماء ہند اور مسلمانوں نے اس ظالم کیخلاف علمِ جہاد بلند کیا اور ہزاروں
کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ صرف دہلی میں ۲۷ ہزار اہلِ اسلام کو پھانسی دی گئی
سات دن تک برابر قتلِ عام ہوتا رہا۔ اس کا حساب ہی نہیں۔ (ملاحظہ ہو
قیصر التواریخ جلد دوم صد ۲۵۴ از کمال الدین حیدر حسینی و جنگِ آزادی
صد ۲۶۴ از محمد ایوب قادری)

اور تیرہ ہزار جید علماء کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور جن کو کالے پانی جلا وطن کیا گیا، ان کی فہرست بڑی طویل ہے۔ مگر نواب (صدیق حسن جو بالی غیر مقلد) صاحب کو اپنی چھوٹی سی نیم مختار ریاست بھوپال کے سینکڑوں پاپڑ بیلنے پڑے اور اس خالص جہاد کو غدر کا نام دیکر اور برٹش گورنمنٹ کو رحمتِ خداوندی قرار دیکر مجاہدوں کو اور غازیوں کے مجرم ... کو اپنی غرض لالچ اور مطلب برٹش کے ظالم قلم کی نوک سے مزید چھلنی کر رہے ہیں۔ اور صفحہ ۴۸ میں لکھا ہے کہ

" حیثیت موجودہ پر سرکار انگریزی کی مخالفت کو قطعاً ناجائز لکھا ہے "

اور نیز اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ

" اور کسی شخص کو حیثیت دربردہ دارالاسلام ہونے میں شک نہ رہے "

اور صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ

" پس فکر کرنا ان لوگوں کا، جو اپنے علم مذہبی سے جاہل ہیں۔ اس امر میں کہ حکومتِ برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی اور بیوقوفی کی بات ہے "

اور صفحہ ۱۶ میں مولوی سرفراز صاحب ٹبالوی سرگروہ موحدین لاہور کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

جہاد اور جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے، از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف ممنوع ہے۔ اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اس بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے۔ ہتھیار اٹھاتے اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں، کُل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے ہیں .... "

انگریز ظالم نے ہندوستان اور بیرون از ہندوستان اور اسلامی ممالک کے ساتھ جو کچھ کیا وہ کس درد مند مسلمان سے مخفی ہے اور اس نے جو مذہبی آزادی دی وہ کس عقلمند اور ایماندار سے اوجھل ہے؟ مگر نواب صاحب بھوپال اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے فتوے کی رو سے برٹش گورنمنٹ کے خلاف مذہبی جہاد کرنے والا شرعاً باغی ہے۔ اور اس کی وہی سزا ہے جو باغیوں کی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ انگریز جیسے ظالم کے ساتھ مذہبی جہاد کو غدر اور بغاوت کہتے ہیں، وہ اور کیا جہاد کرتے ہوں گے؟ وہ بیچارے تو قتل و خونریزی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں، لہذا یقاتلون علی الحق کا مصداق وہ کیسے اور کیونکر پا سکتے ہیں۔ خود نواب صاحب بھی لکھتے ہیں کہ

اور حاکموں کی اطاعت اور رعیتوں کا انقیاد ان کی ملت

میں سب واجبوں سے بڑا واجب ہے (صلا)

" گویا ظالم برطانیہ جیسے حاکم کی اطاعت بھی ان کے نزدیک سب واجبوں (جن میں توحید و رسالت و معاد وغیرہ کا اقرار و تصدیق بھی شامل ہے) بڑا واجب ہے، ہاں اگر ظالم برطانیہ کیخلاف جہاد کیلئے برسرپیکار رہے تو سب کے سب مذہب حنفی کے پیروکار، الحمدللہ کہ ہندوستان میں یہ شرف بقول نواب صاحب صرف حنفیوں کو حاصل رہا ہے کہ وہ کم و بیش ایک ہزار سال کی رفتہ شوکت و سطوت کو پھر سے حاصل کرنے کیلئے کافر اور ظالم کے مقابلے میں سینہ سپر ہوکر لڑتے رہے اور طرح طرح کی تکالیف اور صعوبتیں اٹھاتے رہے مگر یقاتلون علی الحق کی صفت کو نہ چھوڑا سچ ہے کہ

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

باقی جو بعض نیک دل اور جذبہ جہاد سے سرشار غیر مقلدین حضرات انگریز کے خلاف چمرقند وغیرہ میں لڑتے رہے وہ ان فقہیان کرام کے فتووں

سے بے نیاز اور بالاتر ہو کر بلکہ ان فتووں کی رو سے باغی اور فسادی بنکر ذاتی شخصی اور انفرادی طور پر لڑتے رہے ہیں، اور انہیں بھی وہ حنفیوں کے ولولۂ جہاد اور شوق شہادت سے متاثر ہو کر لڑے ہیں، ان سب مجاہدین پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں (آمین ثم آمین) (طائفہ منصورہ صد ۲۲)

" مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی ہی نواب صدیق حسن بھوپالوی کی ہی عبارت نقل کرتے ہیں جسمیں اعلانیہ طور پر نواب صاحب نے اپنی جماعت کا دشمنِ اسلام کے ساتھ جہاد سے انکار کیا ہے۔

" عبارت درج ذیل ہے "

اور اہلحدیث تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں، ان میں سے کسی نے ملک میں جھنڈا اس جہاد اصطلاحی حال کا کھڑا نہیں کیا اور نہ کوئی ان میں حاکم یا بادشاہ کسی ملک کا بنا، اکثر بلکہ سب کے سب زاہد تارک دنیا تھے، فتنہ و فساد و قتل و خونریزی سے ہزاروں کوس دُور بھاگتے تھے (ترجمانِ وہابیہ صد ۲۱)

محمد حسین بٹالوی

نواب صدیق حسن بھوپالوی کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی کو لیجیے! انہوں نے بھی حکومتِ برطانیہ کی وفاداری میں وہ کردار ادا کیا، اگر اہلحدیثوں میں ذرہ بھر بھی .... ہو تو کبھی بھی مسلمانوں کو منہ نہ دکھائیں چنانچہ نواب صدیق حسن بھوپالوی نے ہی ترجمانِ وہابیہ میں لکھا ہے

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف لڑنے والے سب باغی ہیں،

۱۸۵۷ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور نے بجواب وسوال و مسئلہ اور اس فتوے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانانِ ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیے یا نہیں۔ یہ جواب دیا کہ جہاد اور جنگ

مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے، ازروئے شریعت اسلام عموماً خلاف وممنوع ہے، اور وہ لوگ جو مقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اور اس بادشاہ کے جس نے آزادگی مذہب دی ہے ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں، کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں، پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اس دعوے اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب واطراف ہند کے اس فتوے جوابی کو بھیج دیا، اور اچھی طرح سے مشتہر کیا اور کل علماء ہند وملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخطی کرا لیا کہ عموماً مسلمانان ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف مسئلہ سنت وایمان موحدین ہے، اور نیز کل علماء پنجاب وہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کی کی ہے، اور اپنے اپنے دستخط کر کے اور مہر کر کے مولوی محمد حسین کو اس فتوے میں بہت سچا اور پکا لکھا، سب نے اپنی اپنی رضائے اسلامی وایمان سے اس فتوے کو قبول کیا ہے اور جانا اور مانا ہے کہ بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان اسلام کے ہے، پھر مولوی محمد حسین نے اس بات کی استدعا کی تھی کہ دہلی یا ملک ہزارہ کے نزدیک ایک عالم ایلچی بذریعہ مسلمانان ہند کے بھیجا جاوے اور وہ مع اس فتوے کے جاکر اس ناسمجھ گروہ کو مطلع کر دے تاکہ جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کے ممنوع ہے اور نیز ان کو آگاہ کر دے کہ ان کی نافہمی کے خونریزی وقتال وجہاد پر سخت گناہ ثابت ہے اور سب کا گناہ ان کے سر پر وارد شرعی ہے اور جو کہ ازروئے شریعت اسلام برٹش گورنمنٹ ہند سے جہاد کرنا خلاف طریقہ اسلام وشریعت حقہ کے ہے۔ اس لیے ان کو خیرخواہی گورنمنٹ ہند میں برابر مستند

رہنا چاہیے چنانچہ یہ دعوائے ارسال رسل مولوی محمد حسین کا سرہنری پریس لیفٹیننٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین کا شکریہ خیر خواہی ادا کیا (ترجمان الوہابیہ ۶۱، ۶۲)

مولوی شبیر دیوبندی کا بیان

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق دیوبندی مکتب فکر کے مولوی شبیر احمد صاحب آف نفیر والی لکھتے ہیں کہ

بٹالوی صاحب قبیلہ غیر مقلدین کی ایک نہایت نمایاں اہم اور عظیم شخصیت ہیں۔ انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ کے ذریعے غیر مقلدین اور انگریز کی بیحد خدمت کی۔ انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی میں نواب (صدیق حسن صاحب) اور میاں (نذیر حسین) صاحب سے بھی گوئے سبقت لے گئے، بلکہ بٹالوی صاحب انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی بڑھ گئے جو انگریز کا خود کاشتہ پودہ تھا

(اہلحدیث اور انگریز ص ۵۴)

مسعود عالم ندوی کی گواہی

دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مورخ مسعود عالم ندوی نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سرکار انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور یہ کہ وقت کے بعض مشہور حنفی علماء کو سرکار سے بغاوت کے طعنے دیئے

(ہندوستان میں پہلی تحریک اسلامی ص ۲۹)

الاعتصام میں ندیم کوموی کا اقرار

غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے مورخ ندیم کوموی نے اپنے ہفت روزہ " الاعتصام " میں اقراری بیان ان الفاظ میں درج کیا ہے "

یہ صحیح ہے کہ (مولوی محمد حسین بٹالوی) کے قلم سے برٹش حکومت کی موافقت میں کچھ مضامین ان کے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہوئے ۔۔۔۔۔۔

(الاعتصام ص۵ کالم نمبر ۲، ۶ دسمبر ۱۹۵۷ء)

بٹالوی صاحب کا اقرار

" مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی خود اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "

" غدر ۱۸۵۷ء میں کسی اہلحدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی، بلکہ پیشوایان اہلحدیث نے عین اس طوفانِ بے تمیزی میں ایک زخمی یورپین لیڈی کی جان بچائی اور عرصہ تک اس کا علاج معالجہ کر کے تندرست ہونے کے بعد سرکاری کیمپ میں پہنچا دی "

(اشاعۃ السنۃ ص ۲۶ شمارہ ۹ جلد ۸)

ناظرین کرام! بٹالوی صاحب نے کس جرأت سے اس حقیقت کا اقرار کیا ہے کہ " غدر ۱۸۵۷ء میں کسی اہلحدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی نواب صدیق حسین بھوپالوی نے بھی واضح الفاظ میں اپنی بے غیرتی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے ۔۔۔۔۔

بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان و اسلام ہے ۔۔۔۔۔

(ترجمان وہابیہ ص ۶۱)

ناظرین! ایسی جرأت تو مرزا قادیانی بھی نہ کر سکا، کسی نے خوب کہا ہے کہ ۔۔۔۔۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

" بٹالوی صاحب اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خیر خواہ اور وکیل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اس قوم (اہلحدیث) کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ السنّۃ عرصہ سات سال سے اپنے متعدد پرچوں میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے جن میں اصول مذہب اسلام سے وہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اس کے مخالفوں کو مدد دینا جائز نہیں ".

" اس قوم اہلحدیث کے خادم (محمد حسین بٹالوی) نے اس مضمون میں کہ برٹش گورنمنٹ سے کسی مسلمان ہند کو جہاد جائز نہیں ایک خاص رسالہ " الاقتصاد فی مسائل الجہاد " تالیف کیا ہے جس کو ایک یورپ کے جنٹیل مین فاضل جی. ڈبلیو. ڈاکٹر لیٹنر بہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں.

اشاعۃ السنۃ ص ۲۶۱ شمارہ نمبر ۹ جلد ۸
(بحوالہ اہلحدیث اور انگریز ص ۵۵ - ۵۶)

مسعود عالم ندوی اور ایوب قادری کا بیان

دیوبندی مکتبہ فکر کے مسعود عالم ندوی اور مشہور مورخ محمد ایوب قادری نے بھی بٹالوی صاحب کی اس کتاب کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ

" مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ الاقتصاد فی المسائل الجہاد

۱۲۹۲ھ میں لکھا، انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، یہ رسالہ سرچارلس ایچی سن اور سر جیمس لائل گورنروں پنجاب کے نام معنون کیا گیا، مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد دوم شمارہ ۱۱ میں بطور ضمیمہ شائع کیا۔ پھر مزید مشورہ وتحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی شکل میں شائع ہوا

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۲۱۲ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۶۴)

الاقتصاد فی المسائل الجہاد کتاب پر انگریزوں سے انعام ملنا"

مسعود عالم ندوی اور ایوب قادری نے لکھا ہے کہ

" اس کتاب پر (مولوی محمد حسین بٹالوی) انعام سے بھی سرفراز ہوئے جماعت اہلحدیث کو فرقے کی شکل دینے میں ان کا خاص حصہ ہے اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس سادہ لوح فرقے میں وفاداری کی خوشبو پیدا کی، نہ صرف یہ ہوا بلکہ دوسرے معاصر علماء کو سرکار کی مخالفت کے طعنے بھی دیئے۔

" مسعود ندوی ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں کہ

معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔ اس رسالے کا پہلا حصہ پیش نظر ہے، پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب و غریب نمونہ ہے۔

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ہند ص ۲۱۲، ۲۹ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۶۵)

اصل فتوے اب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا اصل فتوے درج کیا جاتا ہے جو کہ انہوں نے

رسالہ اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا تھا۔" ملاحظہ فرمایئے

" ہم لوگوں کو رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کو جو گورنمنٹ کے عہد دامن میں ہیں اور ان کے طرف سے شعار دین کے ادا کرنے میں خود مختار و آزاد ہیں۔ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

(اشاعۃ السنۃ صہ ۴ ضمیمہ نمبر ۶ ج نمبر ۲)

بٹالوی کا رسالہ مرزا غلام احمد قادیانی کے رسالہ سے انگریز کی حمایت اور منسوخی جہاد میں اعلیٰ ہے"

" دیوبندی مکتب فکر کے مولوی بشیر صاحب نے بٹالوی صاحب کی اپنی تحریر اس طرح اپنے رسالے میں درج کی ہے۔

" بٹالوی صاحب لکھتے ہیں کہ "

" اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے خیر خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی) وغیرہ نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی

(اہلحدیث اور انگریز صہ ۵۶، ۵۷

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صہ ۶۴)

بٹالوی کی اس کتاب کی نواب بھوپالی سے تائید

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی جماعت کے بٹالوی کے اس منسوخی جہاد پر لکھی ہوئی کتاب کی پُرزور تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ______

" چنانچہ ۱۸۵۷ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور نے بجواب سوال مسئلہ اور اس فتویٰ کے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ

ہند مسلمانانِ ہند کو جہاد کرنا چاہیے۔ یا نہیں۔ یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا بمقابلہ اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے۔ از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف و ممنوع ہے"

اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اس بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے۔ ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں۔ کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے قتل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔

("ترجمان وہابیہ ص۶۱)

" دوستو! مولوی محمد اسماعیل دہلوی قتیل سے لے کر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تک سب کے سب یہ لکھتے آرہے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ نے مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اب اس کی تردید دیوبندی حضرات کے مولوی محمد حسین احمد مدنی کی تحریر سے پیش کی جاتی ہے۔ جو کہ ان کی خود نوشت سوانحات نقش حیات میں درج کیا ہے۔ مدنی صاحب ۱۸۵۷ء کا پس منظر پیش کرتے ہیں کہ

حسین احمد مدنی سے تردید

جہاں تک احوال و واقعات خبر دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک تو انگریز اپنی کامیابیوں، اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں چور اور بدمست ہو گئے تھے کہ کسی نہ کسی عہدنامہ کا خیال رہا تھا۔ نہ کسی نواب یا بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے

"تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان۔ انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے اور بات بات پر تحقیر و توہین بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے۔ جیسا کہ وارن ہیسٹنگز

کا مقالہ ہم پہلے نقل کر آئے ہیں کہ انگریز ہندوستان میں آ کر ایک نیا انسان بنجاتا ہے۔ جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہیں لا سکتا تھا، ان کے کرنے کیلئے یہاں صرف انگریز ہونا کافی سمجھا جاتا ہے۔"

" الغرض جس قدر بھی زمانہ آگے بڑھتا جاتا تھا، انگریزی عہد شکنیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے"

" دوسرے ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی ہلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی جاتی تھی کہ جس کا لوگوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ گدی نشینوں کو طرح طرح کے حیلوں سے برطرف اور محروم کر دیا جاتا تھا " معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پراپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قدیم عادی ہیں۔ والیانِ ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی۔ وغیرہ وغیرہ حسب معمول مشہور " تنگ آمد بجنگ آمد" مجبور ہو کر آزادی کیلئے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا

(نقش حیات۔ ص ۴۴۹ ج ۲)

غیر مقلدین اہلحدیث کہلانے والوں کے ممدوح[ا] مولوی حسین احمد مدنی انگریز کے مسلمانوں سے بے پناہ ظلم و تشدد کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ جو ذلت آمیز اور جگر خراش

[ا] مولوی حسین احمد مدنی کی غائبانہ نماز جنازہ مولوی داؤد غزنوی اور مولوی صدیق لائل پوری نے پڑھائی تھی ـــــ دیکھیے الاعتصام

بز ناز کیا گیا رہ بیان سے باہر ہے"

زندہ مسلمانوں کو سوُر کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤ میں ڈلوانا ، سکھ رجمنٹ سے علی رؤس الاشتہاد اغلام کروانا فتح پوری کی مسجد سے قلعہ کے دروازہ تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کا لٹکانہ ۔ مساجد کی بے حرمتی خصوصاً شاہ جہاں جامع مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑوں کا باندھا عبادت کی جگہ دانہ تیار قائم اور حوض میں وضو کے پانی کی جگہ ، گھوڑوں کی لید ڈالنا منصف مزاج انگریز بھی اس کی مذمت کے بغیر نہ رہ سکے ۔

تفصیل کیلئے دیکھئے انقلاب ۱۸۵۷ء کو تصویر کا دوسرا رُخ ترجمہ حسام الدین (از کتاب مسٹر ایڈورڈ ٹامسن مسمی بہ تصویر کا دوسرا رُخ

(نقش حیات . ص ۵۷ ج ۲)

" مولوی بشیر صاحب دیوبندی نے بحوالہ تبصرۃ التواریخ لکھا ہے کہ ۲۷ ہزار مسلمان قتل کیے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا (شاندار ماضی ص ۶۶ ، اہلحدیث اور انگریز ص ۲۸)

قارئین حضرات ! حکومت برطانیہ کا ظلم وستم اور مسلمانوں کا ان کے ہاتھوں قتل عام آپ نے پڑھ لیا ، اور یہ لکھنے والے بھی دیوبندی اور غیر مقلد وہابی حضرات کے ممدوح حسین احمد مدنی ہیں ۔ اس کے باوجود بھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان سے تعاون کے خواہاں ہیں اور ان کے نظام کی ثنا خوانی کرتے رہے جس کی شہادت دورِ حاضرہ کی ممتاز شخصیت کی کتاب سے پیش کی جاتی ہے ۔ صرف اسی پر بس نہیں کیا اپنے آپ کی والنٹیر کے طور بھی پیشکش کی ۔ آخر میں اس پیشکش کا ذکر آئے گا

اسمٰعیل سلفی کا اقرار

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر مولوی اسمٰعیل صاحب سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ اپنے مکتب فکر کے امام بٹالوی صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

"مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی انگریز حکومت سے تعاون کے حق میں تھے اور بظاہر انگریز نظام کے ثناء خواں"

(تحریک آزادی فکر صـ۱۰۷)

" دیوبندی حضرات کے مولوی مسعود عالم ندوی بٹالوی صاحب کی خدمات پہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

" مولوی محمد حسین بٹالوی کی پوری پالیسی میں میاں نذیر حسین دہلوی ممد و معاون بلکہ سرپرست و سرخیل رہے۔"

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صـ۶۸)

وہابی کی بجائے اہلحدیث کی منظوری

گورنمنٹ برطانیہ بٹالوی کے شکر گذار تھے اس لیے بٹالوی کو جاگیر بھی دی۔ انعام بھی دیا۔ محمد حسین بٹالوی نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وہابی کی بجائے اہلحدیث کہلوانے کا پروگرام بنایا۔ حکومت برطانیہ کو درخواست دی کہ ہمیں وہابی کی بجائے اہلحدیث لکھا جائے۔ چنانچہ محمد ایوب قادری صاحب نے اس کا تذکرہ اسطرح کیا ہے۔

انہوں نے ارکان اہلحدیث کی ایک دستخطی درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کی خدمت میں روانہ کر دی اس درخواست پر سر فہرست شمس العلماء میاں نذیر حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی تائیدی تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیج دی۔ وہاں سے حسب ضابطہ

آگہی کہ آئندہ وہابی کی بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے

(جنگ آزادی ۱۸۵۷ء از ایوب قادری)

درخواست کا مضمون

غیر مقلدین اہلحدیث حضرات کے بڑے بھائی دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مولوی بشیر صاحب آف نیقر والی ضلع بہاولنگر نے بٹالوی صاحب کی پیش کردہ درخواست کا ترجمہ اپنی کتاب "انگریز اور اہلحدیث" میں مکمل طور پر درج کیا ہے۔ اس کی فوٹو پیش خدمت ہے۔

ترجمہ درخواست بجائے الاٹمنٹ نام اہلحدیث ومنسوخی لفظ وہابی

اشاعۃ السنہ آفس لاہور

از جانب ابو سعید محمد حسین لاہوری ایڈیٹر اشاعۃ السنہ و

وکیل اہلحدیث ہند

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواستگار ہوں ۱۸۸۶ء میں میں نے ایک مضمون اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی جس کو عموماً باغی و نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا اس لفظ کا استعمال، مسلمانانِ ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ

سے سرکار انگریز کے نمک حلال و خیر خواہ رہے ہیں،
اور یہ بات (سرکار کی وفاداری و نمک حلالی) بارہا
ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں
تسلیم کی جا چکی ہے۔ مناسب نہیں (خط کشیدہ جملے
خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔)

بناء بریں اس فرقہ کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ
کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ اور کمال ادب
و انکساری کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں
کہ وہ (ہماری وفاداری، جاں نثاری اور نمک حلالی کے
پیش نظر) سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے
اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ کرے، اور
ان کو اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے اس
مضمون کی ایک کاپی بذریعہ عرضداشت میں (محمد حسین بٹالوی)
نے پنجاب گورنمنٹ میں پیش کی اور اس میں یہ درخواست
کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کی طرف توجہ فرماوے، اور
گورنمنٹ ہند کو بھی اس پر متوجہ فرماوے اور اس فرقہ کے
حق میں استعمال لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت میں موقوف
کیا جاوے اور اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا
جاوے۔ اس درخواست کی تائید کے لئے اور اس امر

اہلحدیث اور انگریز صفحہ ۶۹ کا اصل فوٹو

۷۰

کی تصدیق کے لئے کہ یہ درخواست کل ممبران اہل حدیث پنجاب و ہندوستان کی طرف سے ہے (پنجاب و ہندوستان کے تمام غیر مقلد علماء یہ درخواست پیش کرنے میں برابر کے شریک ہیں) اور ایڈیٹر اشاعت السنہ ان سب کی طرف سے وکیل ہے۔ میں (محمد حسین بٹالوی) نے چند قطعات محضر نامہ گورنمنٹ پنجاب میں پیش کئے، جن پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ اور ان میں اس درخواست کی بڑے زور سے تائید پائی جاتی ہے۔

چنانچہ آنریبل سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر، جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے، گورنمنٹ ہند کو اس درخواست کی طرف توجہ دلا کر اس درخواست کو باجازت گورنمنٹ ہند منظور فرمایا، اور اس استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہل حدیث کا حکم پنجاب میں نافذ فرمایا جائے۔

میں ہوں آپ کا نہایت ہی فرمانبردار خادم

ابوسعید محمد حسین

ایڈیٹر "اشاعت السنہ" (اشاعۃ السنہ ص ۲۶ تا ۳۲ شمارہ ۲
جلد نمبر ۱۱

حدیث اور انگریز صفحہ ۷۰ کا اصل فوٹو

ناظرین کرام! مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی اس درخواست پر جو منظوری کے آرڈر ہوئے اس کو درج کرنا ازحد مفید ہے۔

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بٹالوی صاحب کو اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی اطلاع

مولوی بٹالوی صاحب نے جماعت اہلحدیث کے وکیل اعظم ہونے کی حیثیت سے حکومت ہند اور مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی جو درخواست دی تھی، کہ ان کی جماعت کو آئندہ وہابی کے بجائے اہلحدیث کے نام سے پکارا جائے اور سرکاری کاغذات اور خطوط و مراسلات میں وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھا جائے انگریز سرکار کی طرف سے ان کی سابقہ عظیم الشان خدمات اور جلیل القدر کارناموں کے پیش نظر اس درخواست کو گورنمنٹ برطانیہ نے باقاعدہ منظور کر کے لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی باضابطہ تحریری اطلاع بٹالوی صاحب کو دی، سب سے پہلے حکومت پنجاب نے اس درخواست کو منظور کیا۔

لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری حکومت پنجاب مسٹر ڈبلو، ایم، ینگ صاحب بہادر نے بذریعہ چٹھی نمبری ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء اس کی منظوری کی اطلاع بٹالوی صاحب

کو دی۔ اسی طرح گورنمنٹ سی۔پی کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۴۰۷۔ گورنمنٹ یوپی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۳۸۶۔ گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۷۳۲۔ گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۱۲۷۔ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء بذریعہ خط نمبری ۱۵۶۔

اس درخواست کی منظوری کی اطلاعات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو فراہم کی گئیں۔ ؎

غیر مقلدین کے اکابر و بانیوں کا ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر

سپاسنامہ پیش کرنا

ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر، ملکہ کے حضور، غیر مقلدین کے اکابر نے ایک سپاسنامہ پیش کیا اس میں غیر مقلدین کے سربراہوں اور بزرگوں نے جس گھٹیا انداز میں اپنے جذباتِ عقیدت کا اظہار کیا، خوشامد اور چاپلوسی کے لیے جو گھناؤنا طریق اپنایا،

؎ اشاعۃ السنہ شمارہ ۲ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲ تا صفحہ ۳۹ و جنگ آزادی از جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری صفحہ ۶۲۔

اس منظوری نامہ کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو غیر مقلد اہلحدیث حضرات کی مقتدر شخصیت ہیں نے اپنے اخبار اہلحدیث امرتسر نے درج کیا ہے، جو انگریزی میں ہے اور اس کا ترجمہ بھی امرتسری نے درج کیا ہے دونوں پیش کئے جاتے ہیں۔

No: 137

FROM

W.M. Young Esqre,
Sectretary to the Government
of the Punjab

To,

Moulvi Abu Said Mohammad Hussain
Editor of the 'Ashaat-ul Sunnah'
Lahore

D/Lahore 19th January 1887.

Sir,

In reply to your letter No, 1[illegible]5 of the 2[illegible] May last asking that the use of the expression Wahabi in reference to member of the community which you claim to represent may be prohibited in Government orders.

I am directed to forward the enclosed copy of a letter No. 758 dated the 3rd from the officiating secretary to the Government of India, in the Home Department, the disconti-nuance of the use of the term Wahabi in official correspondence

I return the books received with your

letter No. 547/ of the 21st September last, together with the original signed notice which you have been good enough to submit in your subsequent letters for the perusal of Government

I have the to

be Sir

your most obedt Servant

Sd/

for the secretary to the

Government of the Punjab

Copy of a letter No 1758 dated the 3rd December 1886 from the officiating secretary to the Government of the India Home Department to the secretary Government of the Punjab.

چٹھی کا ترجمہ جو ثناء اللہ امرتسری نے درج کیا ہے

چٹھی نمبری ۱۷۵۸ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء از صاحب قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بجواب آپ کی چٹھی نمبر ۱۰۴۳ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۸۶ء آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر جناب سی آئی ایچی سن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط وکتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۸۷، ۲۶ جون ۱۹۰۸ء)

اہلحدیث اور انگریز

مرتبہ

مولٰنا بشیر احمد قادری

تقدیم: مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی

شائع کردہ

ابوحنیفہ اکیڈمی

فقیر والی ——— ضلع بہاولنگر

اہلحدیث اور انگریز کا ٹائیٹل

چٹھی نمبر ۱۷۵۸/۰ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء از صاحب قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بجواب آپکی چٹھی نمبر ۱۰۴۴ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۸۶ء آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر جناب سی آئی ایجسن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط و کتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۸۷ ۲۶ جون ۱۹۰۸ء)

صدیق حسن بھوپالی سے تصدیق

دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کے ممدوح نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی نے اپنی کتاب "ترجمان وہابیہ" کے آخر میں اس

اور برٹش گورنمنٹ سے اس کی منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے

"فرقہ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی روبکاری میں استدعا کی ہے کہ موحدین جو لفظ بنام وہابی سے پکارے جاتے ہیں اور اطلاق اس لفظ کا عامۃً موحدین پہ کیا جاتا ہے سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بنام وہابی سے نہ مخاطب کئے جاویں۔ چنانچہ لیفٹیننٹ گورنر بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃً نہ ہو اور خصوصی جو لوگ کہ وہابیانِ ملک ہزارہ سے نفرتِ ایمانی رکھتے ہیں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں۔ ایسے فرقہ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہوں

(ترجمانِ وہابیہ ص ۶۲)

مولوی عبدالمجید سوہدروی کا اقراری بیان

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کے ممدوح مولوی عبدالمجید صاحب سوہدروی کا اقراری بیان ان کی تالیف سیرت ثنائی میں ان الفاظ میں موجود ہے۔

"(بٹالوی صاحب نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ "وہابی" آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی (سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

بٹالوی صاحب نے رسالہ اشاعۃ السنۃ کے ذریعے حکومت برطانیہ کی بہت خدمت کی صرف اشاعۃ السنۃ پر اکتفار نہیں کیا، اپنی ذات کو بھی بنفس نفیس پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا اور حکومت برطانیہ کو بطور والنیٹر بھرتی کرنے کی درخواست کی اس حقیقت کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے "اخبار اہلحدیث" امرتسر میں اس طرح رقم فرمایا ہے کہ

حکومت برطانیہ کو اپنی ذات کی پیشکش

جناب مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی خدمات بذریعہ اشاعۃ السنۃ اور رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا ذکر کر کے مسلمانوں کو رغبت دلائی ہے کہ موجودہ جنگ میں گورنمنٹ کے دشمنوں سے لڑیں اور لکھا ہے کہ گو میں ۸۰ برس کا بوڑھا

۱؎ مولوی عبدالمجید صاحب سوہدروی اہلحدیث عالم ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے شاگرد ہے اور دیوبندی عالم مولوی احمد علی لاہوری کے داماد تھے

ہوں اور میں نے تلوار بندوق کبھی نہیں اٹھائی تاہم گورنمنٹ مجھ کو بطور والنٹیر (خدمات کے لیے) بھرتی کرے، تو میں حاضر ہوں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۳ کالم نمبر ۲ ، ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے حکومت برطانیہ کی حمایت

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری دارالعلوم دیوبند سے فیض یاب ہیں۔ قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے خود تاریخ دارالعلوم دیوبند میں امرتسری کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ (مولوی ثناء اللہ صاحب) بھی حضرت شیخ الہند کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث اور قرآن پر اچھی اور وسیع نظر رکھتے تھے۔"

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۵)

اہلحدیث حضرات امرتسری کو سردار اہلحدیث اور شیر پنجاب کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ حضرت بھی انگریز کے دلدادہ اور خوشامدی تھے۔"

چنانچہ دور حاضرہ کے مشہور اہلحدیث لیڈر حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی کے چچا اور سسر حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے رسالہ تنظیم المحدیث روپڑ میں لکھتے ہیں کہ

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے انگریز کی خوشامد میں یہ فتوے صادر کیا ہے کہ ترکوں سے لڑائی جائز ہے اسی فتویٰ کی بنا پر پندرہ لاکھ (انگریزی) ہندوستانی فوج میں سے نولاکھ مسلمانوں نے عربوں اور ترکوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کیا

(تنظیم اہلحدیث روپڑ بحوالہ اخبار محمدی دہلی ص ۱۳ ، ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں امرتسری کی تقریر

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس دور کی اپنی مرکزی تنظیم "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" منعقدہ کلکتہ میں جو تقریر کی، اس کی روئداد میں امرتسری حکومت برطانیہ کی حمایت کا عجیب انداز بلکہ عجیب استدلال درج ہے روائداد میں لکھا ہے کہ"

(مولوی ثناء اللہ امرتسری کی) اثنائے تقریر میں آنریبل مسٹر جسٹس گریوز جج ہائی کورٹ کلکتہ اور مسٹر او. ایف. جنکسن آئی. سی. ایس سیکرٹری بورڈ آف اگزامینرس کلکتہ تشریف لائے. اس وقت مولوی صاحب مضمون کے اس حصہ کو بیان فرما رہے تھے کہ

"جس کو حکومت ملتی ہے خدا ہی کے حکم سے ملتی ہے اور جس سے چھینی جاتی ہے اس کے حکم سے چھینی جاتی ہے. چونکہ بفرمانِ قرآن شریف سلطنت کا ملنا خدا کے حکم سے ہے اس لیے سلطنت کے برخلاف پوشیدہ سازشیں کرنے کو اسلام روکتا ہے"!

(روائدادِ اہلحدیث کانفرنس صـ۹)

ناظرین! مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کس انداز سے حکومت برطانیہ کی مخالفت کو اسلام کے خلاف سازش قرار دیا اور اپنی جماعت کو اور حواریوں کو حکومتِ برطانیہ کی حمایت کی تلقین کی اور حکومتِ برطانیہ کی مخالفت کرنے والے غیور مسلمانوں کو اسلام کے خلاف پوشیدہ طور پر سازشیں کرنے والے گردانا ہے

الاماں قہرِ الٰہی ہے یہ غصہ اس کا
آج "قاتل" نے نہ اپنا نہ پرایا دیکھا

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے استدلات بھی عجیب و غریب انداز

کے ہوتے ہیں اسی طرح انہوں نے ایک دفعہ دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دے دیا تھا جس کا تذکرہ اہلحدیث کہلانے والوں کے دو معتقدین علامہ قاضی عبدالاحد خانپوری اور حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے بھی اپنی تحریروں میں کیا ہے۔

یہانتک میں نہیں یہی وہ شخصیت ہے جن کے نزدیک مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے اور اس کا استدلال بھی انہوں نے اپنے دعوے کے مطابق قرآن وحدیث سے کیا ہے جسکی فوٹو آئندہ صفحات پر آئے گی

اس ذہن کے آدمی کو کوئی غیرت مند انسان شیخ الاسلام اور مجدد نہیں کہہ سکتا۔ ان حضرات پر حیرانگی ہے بلکہ اس جماعت پر افسوس صد افسوس جو اس کو اپنا ہیرو یا سردار قرار دے اور اس کے نام کے ساتھ رح یا رحمۃ اللہ علیہ لکھے۔

کوئی دیوبندی یا اپنے آپ اہلحدیث کہلانے والا عالم یہ نہیں دکھا سکتا[1] کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی ساری زندگی میں کسی ایک کتاب میں نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کیا ہو لیکن مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حکومت برطانیہ اور اس کے حکام کا شکریہ ضرور ادا کیا ہے جو کہ پیش کیا جاتا ہے۔ امرتسری نے کلکتہ میں اس کانفرنس میں شکریہ ادا کیا ہے جس کا تذکرہ خود ان کی روئداد میں ان الفاظ میں رقم ہے۔

اس کے بعد آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری) نے سب سے پہلے خدا کا شکریہ ادا کیا اور ازاں گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے حکام کا پھر اعیان جلسہ کا پھر دعائے قبولیت مانگی۔

(روئیداد اہلحدیث کانفرنس ص۲)

---

[1] دکھا دیا جائے تو راقم اس کا شکر گزار ہوگا۔ فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری

حکومت برطانیہ کی بدولت امن و امان

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے چھٹے اجلاس میں استقبالیہ کمیٹی کے نائب صدر مولوی عبد النور صاحب نے خطبہ استقبالیہ پڑھتے ہوئے حکومت برطانیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کی بدولت ہندوستان میں امن وامان قائم ہوا۔ اس خطبہ کی روئداد درج ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ

• ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی بدولت جب امن وامان ہوا۔

(روئداد اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۴)

حکومت برطانیہ وہابیوں کے لیے نعمت ہے

مولوی عبد النور صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حکومتِ برطانیہ کو وہابیوں کے لیے نعمت قرار دیا جس کا تذکرہ روئداد میں ان الفاظ میں رقم ہے۔

"ہم اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا فرضِ منصبی جانتے ہیں جس کی قانون آزادی سے ہم کو مذہبی آزادی نصیب ہوئی۔ لیکن ہم نے اس نعمت کی قدر نہ کی

(روئدادِ اہلحدیث کانفرنس دہلی ص۵)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلدین حضرات کس طرح حکومتِ برطانیہ کے مداح ہیں۔ مگر امامِ اہلسنت امام علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں!

ناظرین کرام! پادریوں نے جو رپورٹ "لندن وائٹ ہاؤس" کی کانفرنس میں پیش کی اور ان کی اس تجویز کا اصل مقصد یہ تھا کہ

"اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقۂ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔"

(کاروانِ احرار صہ ۳۷۔ جلد اوّل)

اس کام کے لیے انہوں نے سید احمد کو پیر بنایا اور اپنی عورتوں کا مرید کرایا۔ جب ارادت مندوں کا ہجوم سید احمد نے دیکھا تو پھر اس کے متعلق مریدوں نے تشہیر کردی کہ سید صاحب امام مہدی ہیں۔

سید احمد بریلوی کو اکابر دیوبند مہدی سمجھتے تھے!

سید احمد کو مہدی کہنے کا تذکرہ خود دیوبندی اور غیر مقلد اہلِ حدیث اکابر نے کیا ہے۔ چنانچہ مولوی عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں کہ:-

مولانا نذیر حسین دہلوی اور مولانا عبد اللہ غزنوی بھی مولانا ولایت علی کی پارٹی سے خاص تعلق رکھتے تھے۔

مولانا ولایت علی کی پارٹی کا مرکزی فکر یہ بتایا جاتا ہے کہ امیر شہید غیر معین عرصہ کے لیے غائب ہو گئے ہیں ان کے انتظار میں جہاد کی تیاری کرتے رہنا چاہیئے۔ وہ ضرور آئیں گے اور انہیں کی امامت میں کام کرنے سے ہمیں نجات مل سکتی ہے۔ بظاہر یہ فکر نہایت غیر معقول معلوم ہوتا ہے مگر بڑے بڑے عالموں اور صوفیوں کا جم جو اس تحریک کی شمولیت کے سلسلہ میں نام لیا جاتا ہے مولانا ولایت علی کی تحریک کے متعلق ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ وہ مولانا اسمٰعیل شہید کی اس خاص جماعت کو جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ زندہ

کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی لیے مولانا نذیر حسین اور نواب صدیق حسن جیسے عالم بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں۔
(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

محمد نور الحق محشی "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک" نے بھی لکھا ہے کہ:

" نواب صدیق حسن خاں حج الکرام میں لکھتے ہیں عظیم آباد، پٹنہ اور بنگالہ کی ایک بڑی جماعت سید احمد بریلوی کے بارے میں یہ گمان رکھتی ہے کہ وہ مہدی تھے۔ چنانچہ (سید احمد) بریلوی کے بعض مریدوں نے چالیس حدیثیں جمع کی ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ہی مہدی تھے۔ یہ لوگ سید احمد ..... کے غائب ہونے کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سرحد یاغ کے پہاڑوں میں شہید نہیں ہوئے اسی بنا پر ان کے واپس آنے کے منتظر ہیں۔ (حاشیہ شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

ناظرین کرام! مرزا قادیانی نے بھی پہلے اپنے مہدی ہونے کا ہی اعلان کیا۔

مرزا قادیانی کا مہدی ہونیکا دعویٰ

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "تذکرہ الشہادتین" میں لکھا ہے کہ:

" وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانیوالا اور آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الہٰی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲)

ہیں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۰)

سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنیوالا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

(ایام الصلح صد ۱۴۷)

ناظرین کرام ! ان سب حقائق سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی کے استاذ اور مرشد دراصل دیوبندی حضرات کے اکابر اور مقتدا رہے ہیں۔ انگریز کا جو جال تھا یہ اس میں پھنس گئے ہوئے تھے۔ انگریز کی حمایت اور وفاداری ان کا شعار رہا ہے۔

چنانچہ مدرسہ دیوبند کے متعلق سرکار انگریزی کے لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریز مسمّٰی پامر نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بھی ہمارے دعویٰ کی قوی دلیل ہے

مدرسہ دیوبند کے متعلق انگریز حکومت کے گورنر کے معتمد کا بیان !

محمد ایوب قادری ایم اے اپنی تصنیف "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں لکھتے ہیں کہ :-

"۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمّٰی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔"

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے مصرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے۔ وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار، ممد و معاون سرکار ہے"

(مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷)

رپورٹ میں آخری جملے غور سے پڑھیں کہ "یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاونِ سرکار ہے":

مرزا قادیانی نے بھی انگریز کی حمایت کی اور اس سے تعاون کیا۔ لہذا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مرزا قادیانی بھی خلافِ سرکار نہیں بلکہ ممد و معاونِ سرکار ہے

ناظرین! اب خود فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کو راستہ دکھانے والے رہنما دیوبندی نہیں تو اور کون ہیں۔

دیوبندی حضرات کے نام نہاد شہید اسماعیل دہلوی نے کتاب "تقویۃ الایمان" انگریز کے ایما، اور اس کے پروگرام کو فروغ دینے کے لیے لکھی اس میں بھی اس نے خاتم الانبیاء شہنشاہِ ہر دوسرا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ کو مشکوک بنانے کے لیے بھی اہم کردار کیا ہے۔ سلیم العقل و الفطرت اس کتاب کے مطالعہ سے اس حقیقت سے آشکارا ہو جاتا ہے۔

خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے

دیوبندی حضرات کے نام نہاد شہید اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:-

"اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ، جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان صہ ۴۱ مطبوعہ دہلی)

قارئین کرام! خود انصاف سے اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور سوچیے کہ کیا اس عبارت اور عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار نہیں ہوتا۔

جب اللہ تعالیٰ کروڑوں محمد پیدا کر سکتا ہے تو پھر ان کو نبوت بھی تو دیگا، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی ہوں گے جو نبوت کے مالک ہوں گے۔

ایک طالب علم بی اے میں سیکنڈ ڈویژن لے کر پاس ہوتا ہے اور ایک طالب علم بی۔اے میں فرسٹ ڈویژن لے کر پاس ہوتا ہے بتاؤ کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ ہرگز برابر نہیں۔ حالانکہ ہیں دونوں بی اے پاس مگر برابر نہیں کیونکہ فرسٹ ڈویژن والے کا مقام بڑا ہے۔ جب سیکنڈ ڈویژن والا اور فرسٹ ڈویژن والا مقام میں برابر نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ محمد پیدا کریگا تو پھر اس کو نبوت بھی دیگا۔ تو جب نبوت دیگا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان معاذ اللہ غلط ہو جائیگا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ (پ ۲۲ ع ۲)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں نبی اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کا پاس نہ کرتے ہوئے کئی عبارات ایسی لکھدی ہیں۔ جس میں صریحاً گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی ہے۔ چند ایک عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء بڑے بھائی ہیں

اولیاء، انبیاء، امام و امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

نبی ایسے سردار ہے جیسے گاؤں کا چوہدری

سردار کے لفظ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خود مالک و مختار ہو۔ اور کسی کا محکوم

کر پوجتے ہوں لوگ کہا کہ نہیں پھر پوچھا کہ وہاں کوئی تہوار ہوتا تھا اونکا لوگوں نے کہا
کہ نہیں فرمایا کہ تو پوری کر منت اپنی کیونکہ نہ پوری کیا چاہیے ایسی منت کہ اسمیں کچھ اللہ کا
گناہ ہو **ف** یعنے اللہ کے سواے کسی اور کی منت ماننے گناہ ہے سو ایسی منت کو
پورا نہ کرنا چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول تو اللہ کے سوا کسی اور کی منت نہ مانیے
اور جو مانی ہو تو پورا نہ کیجیے کیونکہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اسپر ثابت کرنا اور زیادہ گناہ
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ کے سواے اور کسی کے نام پر جانور چڑھاتے ہوں یا
پوجا کرتے ہوں یا اور کسی طرح کا وہاں جمع ہو کر شغف یک کرتے ہوں وہاں اللہ کے نام
ہی جانور لیجاے اور کسی طرح اونمیں نہ شریک ہوجیے نہ اچھی نیت سے نہ بری نیت سے
کہ اونسے مشابہت کرنی خود بری بات ہے أَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ فَجَاءَ
بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهُ فَقَالَ أَصْحَابُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ
أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوْا أَخَاكُمْ ترجمہ مشکوۃ کی باب ٦٠
عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا
مہاجرین وانصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اونسے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو انکی
اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا آپکو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہمکو تو ضرور
چاہیے کہ آپکو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی
ف یعنے انسان آپسمیں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اوسکی
بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سبکا اللہ ہے بندگی اوسکو چاہیے اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اولیا وانبیا امام وامام زادہ پیر وشہید یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے
ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر انکو اللہ نے بڑائی
دی وہ بڑے بھائی ہوے ہمکو انکی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم انکے چھوٹے ہیں سو
انکی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے بزرگوں کو
بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں

تقویۃ الایمان صفحہ ٦٠ کا اصل فوٹو

نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے۔ جیسے ظاہر میں بادشاہ ہو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں میں اُس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو۔ مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو۔ کہ اصل حاکم کا حکم اول اسی پر آوے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان صہ ۶۴)

ذرہ ناچیز سے کمتر

اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صہ ۵۶)

چمار سے بھی ذلیل

یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صہ ۱۴)

گنوار جیسی بیحواسی

اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان صہ ۵۶)

رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صہ ۵۸)

عاجز و بے اختیار

انبیاء اور اولیاء کو اس بات میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ کہ جس کو چاہیں مار ڈالیں یا اولاد دیویں۔ یا مشکل کھول دیویں یا مُرادیں پوری کر دیں یا فتح شکست دے دیویں یا غنی اور فقیر کر دیویں۔ یا کسی کو بادشاہ کر دیویں یا کسی کو امیر و وزیر یا کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیویں۔ یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں۔ یا کسی سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ عاجز اور بے اختیار۔ (تقویۃ الایمان صہ ۲۵)

مرزا قادیانی نے جب تقویۃ الایمان کا مطالعہ کیا ہوگا تو اُس کے دل میں یہ خیال آیا ہوگا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے اگر انبیاء کا یہ معیار ہے۔ تو پھر نبوت کا دعوٰے

سمجھے کی طرح بات دو طرح کہیں ایک تو اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے اب سنا چاہیے
کہ سردار کے لفظ کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود
جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر
کسی کو سوائے اسکے سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیت ہی ہو مگر اور رعیتوں سے
امتیاز رکھتا ہو کہ اس حاکم کا حکم اول اوس پر آوے اور اوسکی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا
ہر قوم کا چودھری اور گانوں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور
ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا
اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور
پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار
ہیں کہ اللہ کے نزدیک انکا رتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ
قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب اونکے محتاج ہیں اس معنوں کر انکو سارے
جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے اور ان پہلے معنوں
سے ایک چیونٹی کا بھی سردار انکو نجانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی ۶۴
تصرف نہیں کر سکتے أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ
فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ
فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا
لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ
هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ
الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ ترجمہ مشکوۃ کے باب ...
میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہ سے نقل کیا انھوں نے خریدا ایک تکیہ
جس میں تصویریں تھیں سو جب دیکھا پیغمبر خدا نے دروازہ پر کھڑے ہو رہے اور
... اندر نہ آئے ... سو پہچانی ... ناخوشی ... رسول اللہ ...

تقویۃ الایمان صفحہ ۶۴ کا اصل فوٹو

اپنی انگلیون سے کہ قبہ کی طرح اور بیشک وہ چرچر بولتا ہے اس سے جیسا چرچر بولے پالان
اونٹ کا سوار کے بوجھ سے ف یعنی ملک عرب مین قحط پڑا تھا سو ایک گنوار نے آکر پیغمبر
خدا کے روبرو اسکی سختی بیان کی اور دعا طلب کی اور یہ کہا کہ تمہاری سفارش اللہ کے پاس
ہم چاہتے ہین اور اللہ کی تمہارے پاس سو یہ بات سنکر پیغمبر خدا بہت خوف اور دہشت
مین آگئے اور اللہ کی بڑائی انکے منہ سے نکلنے لگی اور ساری مجلس کے لوگون کے چہرے
اللہ کی عظمت سے متغیر ہو گئے پھر اوس شخص کو سمجھایا کہ کسی کو جو کسی پاس اپنا سفارشی
ٹھہرائے تو یون ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اوسکے اختیار مین ہو اور سفارش کرنے والے
کی خاطر سے وہ کر دے سو جب یہ کہا اللہ کو سفارشی پیغمبر کے پاس تم نے ٹھہرایا سو گویا
اصل مختار پیغمبر کو سمجھا اور اللہ کو سفارشی سو یہ بات محض غلط ہے اللہ کی شان بہت
بڑی ہے کہ سب انبیا اور اولیا اوسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہین کہ سارے
آسمان و زمین کو عرش اوسکا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے اور باوجود اس بڑائی کے اوس شہنشاہ
کی عظمت نہین تھام سکتا بلکہ اوسکی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت
کہ اوسکی بڑائی کا بیان بھی کر سکے اور اوسکی عظمت کے میدان مین اپنا خیال اور وہم بھی
دوڑا سکے پھر کسی کام مین دخل کرنے کی اور اوسکی سلطنت مین ہاتھ ڈالنے کی تو کسکو
قدرت وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن
مین کروڑون کام کرتا رہتا ہے وہ کیسکے روبرو سفارش کرے اور کیسکا یہ منہ کہ اوسکے
سامنے کسی کام کا مختار بنکے بیٹھے سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تو اوسکے دربار مین یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی
مارے دہشت کے بیحواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی
ہے بیان کرنے لگے پھر کیا کہیے ان لوگون کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی
کا سا رشتہ یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھکر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتین کرتے ہین کوئی
کہتا ہے کہ مین نے اپنے رب کو ایک کوڑی کو مول لیا اور کوئی کہتا ہے کہ مین اپنے
رب سے دو برس بڑا ہون اور کوئی کہتا ہے کہ اگر میرا رب میرے پیر کے سوا کسی اور

تقویۃ الایمان صفحہ ۵٦ کا اصل فوٹو

واسطے تاج و تخت تیار کرے یا اُسے تئیں ظل سبحانی بولے یا اُسکے تئیں بادشاہ کا سا مجرا
کرے یا اُسکے لیے ایک دن جشن کا ٹھہرا دے اور بادشاہ کی نذر دیوے بے تقصیر سب
تقصیروں سے بڑھی ہوئی اسکی سزا مقرر اسکو پہونچنی ہے اور جو بادشاہ اُس سے غفلت کرے
اور ایسوں کو سزا نہ دیوے اسکی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ
کو بے غیرت کہتے ہیں سو اُس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرا چاہئیے کہ پلے سرے
کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت سو وہ مشرکوں سے کیونکر غفلت کریگا اور کس طرح انکو
انکی سزا نہ دیگا اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور اُن کو شرک کی آفت سے
بچا دے آمین قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ
بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ ترجمہ اور ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ لقمان
میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اسکو اے بیٹے میرے مت
شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا اسکا بڑی بے انصافی ہے ف یعنی اللہ صاحب
نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہ ہے کہ کسی کا
حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جسنے اللہ کا حق اسکی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا
حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے
اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا
وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع
کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسا ہی عقل کی راہ
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے
اسواسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے
سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○
ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ انبیا میں اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی
رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ کا اصل فوٹو

تو حضرت نے سنا اُن لوگوں کو کہتے ہیں اُسکو ابو الحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا
اُسکو پیغمبر خدا نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکانے والا اور اسی کا ہے حکم پھر تجھکو
کیوں کہتے ہیں ابو الحکم ف یعنے یہ بات کہ ہر قضیہ چکا دے اور جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی
کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کریگی کہ پہلے پچھلے دین دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جائیں
اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے
لائق ہے اور اسی میں وہ بولا جاتا ہے اور کسی کو نہ کہے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک
سارے جہان کا خداوند جو چاہے کرے سب سے بڑا داتا بے پروا وعلیٰ ہذا القیاس اخرج
فی شرح السنة عن حذیفة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا ما شاء
اللہ وشاء محمد وقولوا ما شاء اللہ وحده ف ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الاسامی
میں لکھا ہے کہ شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا
کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط ف یعنے جو کہ اللہ کی شان ہے اور
اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کتنا ہی بڑا
اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہیگا تو فلانا کام ہو جاویگا کہ سارا کاروبار
جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی
شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں
کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اسکے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات
اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات ہو اور یوں کہے کہ اللہ
ورسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں
اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا
حکم کیا ہے اخرج الترمذی عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ف ترجمہ مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ ترمذی
نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمر نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی
غیر اللہ کی سو شرک کیا ف اخرج مسلم عن عبد الرحمن بن سمرة قال قال رسول اللہ

تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸ کا اصل فوٹو

مار ڈالین یا اولاد دیوین یا شکل کھول دیوین یا مرادین پوری کر دیوین یا فتح و شکست دے دیوین یا غنی اور فقیر کر دیوین یا کسی کو بادشاہ کر دیوین یا کسی کو امیر و وزیر یا کسی سے بادشاہت یا امارت چھین لیوین یا کسی کے دل مین ایمان ڈال دیوین یا کسی بیمار کو تندرست کر دیوین یا کسی سے تندرستی چھین لیوین کہ ان باتون مین سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہین عاجز اور بے اختیار اور اسی طرح کچھ اس بات مین بھی انکو بڑائی نہین ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی اختیار مین دیدی ہو کہ جسکے دل کا احوال جب چاہین معلوم کرلین یا جس غائب کا احوال جب چاہین معلوم کرلین کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر مین ہے یا جس آیندہ بات کو جب ارادہ کرین تو دریافت کرلین کہ فلان کے ہان اولاد ہوگی یا نہوگی یا اس سوداگری مین اسکو فائدہ ہوگا یا نہوگا یا اس لڑائی مین فتح پاویگا یا شکست کہ ان باتون مین بھی سب بندے بڑے ہون یا چھوٹے یکسان بیخبر ہین اور نادان سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات عقل سے یا قرینہ سے کہہ دیتے ہین پھر کبھی انکی بات موافق پڑجاتی ہے کبھی اسمین چوک پڑجاتی ہے اسیطرح بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہین سو اسمین کبھی درست ہوجاتی ہے کبھی چوک مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہو سو اسکی بات نرالی ہے مگر وہ ان کے اختیار مین نہین اَخْرَجَ البُخَارِیُّ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ — ترجمہ مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح مین لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر مین داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہین شروع کیا کچھ چھوکریون ہماری نے کہ دف بجانے لگین اور مذکور کرنے لگین ان لوگون کا کہ مارے گئے

۲۵

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۵ کا اصل فوٹو

کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اس لیے تو اس نے کہدیا۔

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کے مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۵)

قارئینِ کرام! دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی حضرات کے مجدد اور شیخ الاسلام اسماعیل دہلوی کے نظریات اور عقائد آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اسلاف میں سے تو کجا اسماعیل کے خاندانی اکابر شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز محدثین دہلوی علیہم الرحمۃ کی کتب سے بھی ایسے عقائد اور نظریات نہیں ملیں گے۔ یہ آزادی مذہب اسماعیل دہلوی کی اپنی ایجاد ہے اور یہ صرف اور صرف انگریز کو خوش کرنے کیلئے اُس نے اختیار کی۔ غیر مقلدین حضرات کے مجدد اور دیوبندی اکابر کے ممدوح نواب صدیق حسن بھوپالی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا۔ تو وہی شخص ہوگا جو آزادگی مذہب کو ناپسند کرتا ہے۔ اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے۔ جما ہوا ہے (ترجمانِ وہابیہ ص۵ مطبوعہ لاہور)

اس ناعاقبت اندیش نے انگریز کو خوش کرنے کی خاطر اپنے اکابر کے نظریات کی تائید کرنے کی بجائے اختلاف کیا۔ جس کا ذکر خود دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

مولوی اسماعیل شہید تھے۔ چونکہ محقق تھے۔ چند مسائل میں اختلاف کیا۔ اور مسلک پیران خود مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔ (امداد المشتاق ص۷۹)

دیوبندیوں کے مجدد اسماعیل دہلوی نے انگریز کو خوش کرنے کی خاطر اپنے اکابر کو ناراض کر لیا۔ ناراضگی کا اظہار تھانوی صاحب نے اپنی کتاب "ارواحِ ثلاثہ" میں ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

شاہ اسحٰق صاحب بیان فرماتے تھے کہ جب مولوی اسماعیل نے رفع یدین شروع کیا۔ تو مولوی محمد علی صاحب و مولوی احمد علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور اُن کے کاتب تھے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولوی اسماعیل صاحب نے رفع یدین شروع کیا ہے اور اس سے مفسدہ پیدا ہوگا۔ آپ ان کو روک دیجئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ مَیں تو ضعیف ہوگیا ہوں۔ مجھ سے تو مناظرہ نہیں ہوسکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جب شاہ عبدالقادر صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ نے فرمایا میاں عبدالقادر! تم اسماعیل کو سمجھا دینا کہ وہ رفع یدین نہ کیا کریں۔ کیا فائدہ ہے خواہ مخواہ عوام میں شورش ہوگی۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا حضرت میں کہہ تو دوں گا۔ مگر وہ ماننے گا نہیں۔

شاہ عبدالقادر صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب کی معرفت مولوی اسماعیل صاحب سے کہلایا کہ تم رفع یدین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ ہوگا۔ جب مولوی محمد یعقوب صاحب نے مولوی اسماعیل صاحب سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جاوئے تو پھر اس حدیث کے کیا معنےٰ ہوں گے۔ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اجر مائة شهيد کیونکہ جو کوئی سنّت متروکہ کو اختیار کرے گا۔ عوام میں ضرور شورش ہوگی۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے شاہ عبدالقادر صاحب سے ان کا جواب بیان کیا اُس کو سُنکر شاہ عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔

بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہوگا۔ مگر وہ تو ایک حدیث کے معنے بھی نہیں سمجھا۔ یہ حکم تو اُس وقت ہے جبکہ سنّت کے مقابل خلافِ سنّت ہو اور ما نحن فیہ میں سنّت کا مقابل خلافِ سنّت نہیں۔ بلکہ دوسری سنّت ہے۔ کیونکہ جس طرح رفع یدین سنّت ہے۔ یونہی ارسال بھی سنّت ہے۔ (ارواح ثلاثہ صـ ۲۲، ۲۳، مطبوعہ سہارنپور، حکایاتِ اولیاء صـ ۱۱۹، ۱۲۰)

مندرجہ بالا " اقتباسات " دیوبندی مکتب فکر کے تھانوی صاحب کی کتابوں سے پیش کیے ہیں۔ جن سے عیاں ہے کہ اسماعیل کے خاندان کے اکابر بھی اس سے نالاں ہے۔ لیکن اسماعیل کے ہمسفر اور ہم راز مرزا حیرت دہلوی اور جعفر تھانیسری کی کتب تواریخ عجیبہ اور حیات طیبہ کے حوالہ جات سے عیاں ہے۔ کہ انگریز اس پر راضی تھا:

تقویۃ الایمان میں بھی جو نظریات اس نے لکھے ہیں وہ بھی انگریز کو خوش کرنے کے لیے تھے۔ اور اس نے یہ کتاب انگریز کے ایماء پر لکھی۔ انگریز نے اس کو انگریزی میں شائع کیا۔ اور اس کو مفت تقسیم کیا۔ اس حقیقت پر چند شواہد پیش خدمت ہیں۔

انگریز کا تقویۃ الایمان کی اشاعت کرنا

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل کی کتاب تقویۃ الایمان کی اشاعت میں انگریز نے بہت حصہ لیا۔ اور اس کو بہت اہمیت دی۔ چنانچہ ڈاکٹر قمر النساء ایم۔ اے نے عربی میں کتاب " العلامۃ فضل حق الخیر آبادی " لکھ کر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن " سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددی فاضل جامعہ ازہر (مصر) جو کہ شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی کے لخت جگر ہیں۔ نے اپنی کتاب " مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان میں تحریر فرمایا ہے کہ

یہ کتاب اب تک چھپی نہیں ہے۔ میں نے قلمی نسخے کا مطالعہ کیا ہے صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔

اعترف البروفیسر محمد شجاع الدین المتوفی ۱۹۶۵ء م رئیس قسم التاریخ بکلیۃ دیال سنگھ بلاھور فی مکتوبہ الی البروفیسر خالد بزمی بلاھور ان الانجلیزیین قد وزعوا کتب تقویۃ الایمان بغیر ثمن۔

پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی

عثمانیہ یونیورسٹی، حیدر آباد، دکن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یہ کتاب اب تک چھپی نہیں ہے۔ میں نے قلمی نسخے کا مطالعہ کیا ہے، صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے:

اِعْتَرَفَ البُرُوفِیسَرْ مُحَمَّدُ شُجَاعُ الدِّینِ المُتَوَفّٰی سَنَۃ ۱۹۶۵ رَئِیسُ قِسْمِ التَّارِیخ بِکُلِّیَّۃِ دِیَالْ سِنْگھ بِلَاھُوْر، فِی مَکْتُوبِہٖ اِلَی البُرُوفِیسَر خَالِدِ البَزْمِی بِلَاھُوْر، اِنَّ الاِنْجِلِیزِیِّینَ قَدْ وَزَّعُوْا کُتُبَ تَقْوِیَۃِ الاِیْمَانِ بِغَیْرِ ثَمَنٍ

"پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبۂ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات ۱۹۶۵ء میں ہوئی ہے، اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی کو لاہور لکھا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے تقسیم کی ہے۔"

انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۵ء میں دلی کی جامع مسجد میں ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں بٹے، اور یہ سب کچھ اس کتاب کی وجہ سے ہوا۔ لہٰذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے تک پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کرے۔

لاہور پاکستان میں "بیس بڑے مسلمان" کے نام سے ایک کتاب چھپی ہے۔ اس کا پیش لفظ علامہ خالد محمود ایم اے نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:[1]

"۱۸۷۰ء وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے، جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ 'دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا' کے نام سے شائع کی گئی جس کے دو اقتباس پیش کیے جاتے ہیں:

رپورٹ سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر: "مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور اُن کے لئے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے، جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ

---

[1] ملاحظہ کریں اس کتاب کے صفحہ ۶ کو۔

مولینا اسماعیل اور تقویۃ الایمان صفحہ ۵۱ کا اصل فوٹو

وفات ۱۹۶۵ء میں ہوئی ہے۔ اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی کو لاہور لکھا ہے۔ اور اس کا اعتراف کیا ہے۔ کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے تقسیم کی ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص۱۵)

سرسید سے تائید

سرسید احمد خاں کے مقالات سے بھی اس حقیقت کی تائید ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ سرسید لکھتے ہیں۔ کہ

جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ان میں ساتویں کتاب تقویۃ الایمان ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ (جلد ۱۳، ۱۸۵۲ء) میں چھپا تھا۔

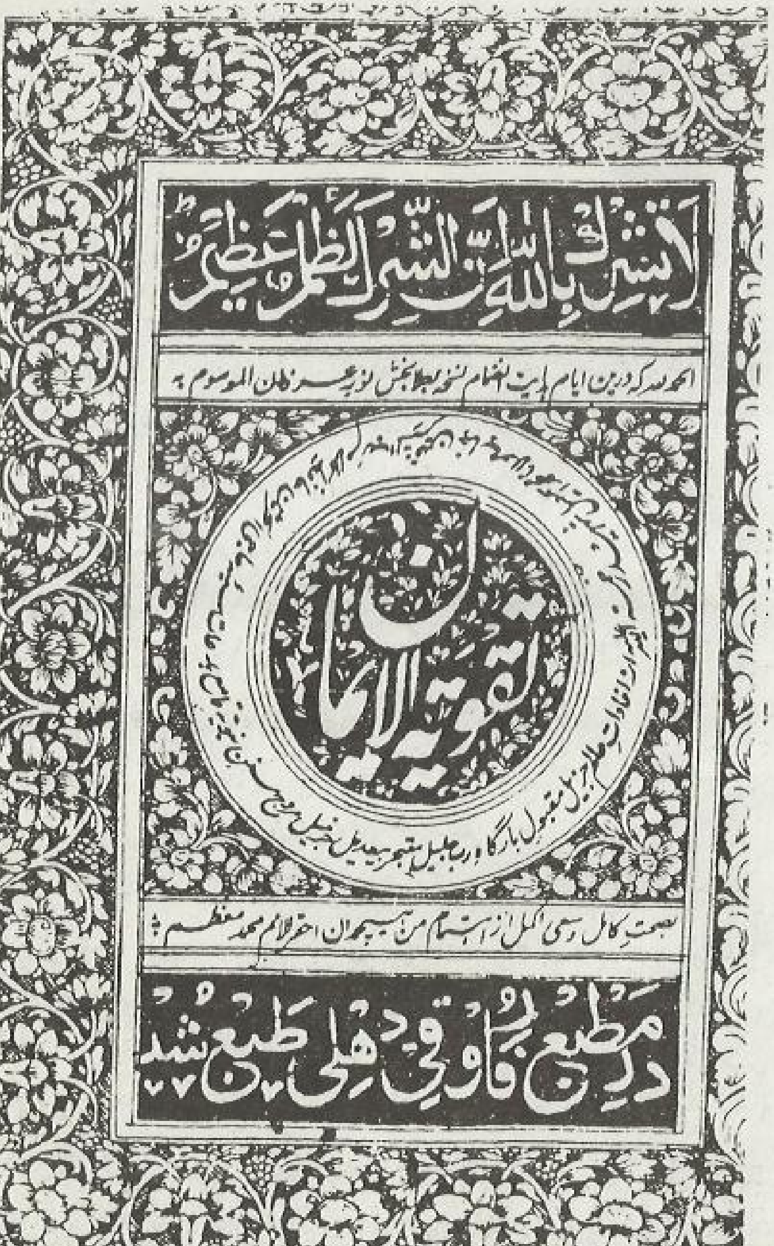
(مقالات سرسید ص۱۷۸ ج ۹)

اسماعیل دہلوی کے بعد مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے بھی انگریز کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے خوب کردار ادا کیا اور نانوتوی صاحب کیوں نہ کرتے جب کہ ان کا مدرسہ مخالف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار اور ممد ومعاون سرکار رہے۔

اب انگریز کے موافق اور ممد ومعاون مدرسہ کے بانی قاسم نانوتوی کی عبارت پیش کی جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے مرزا قادیانی کو خاتم النبیین کے معنے میں رد و بدل اور تحریف کرنے کی جرأت اور دعوئ نبوت کرنے کی جسارت ہوئی۔

خاتم النبیّین کا معنیٰ آخری نبی کرنا عوام کا خیال ہے

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبیین کرنے چاہیئں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پہ روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ



تقویۃ الایمان کا ٹائٹل صفحہ

فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۳ مطبوعہ دیوبند)

ناظرین! دیوبند کے مدرسہ کے بانی قاسم نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں قرآن کریم کے معنے منقول متواتر کا انکار کیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین آیا ہے۔ اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں لیکن نانوتوی صاحب نے اس کو عوام کا خیال قرار دیا ہے جو کہ صریحاً غلط ہے جو شخص اس کو عوام کا خیال قرار دیتا ہے۔ در اصل وہ قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے

سرور عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:-

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ نبوت ختم ہو گئی ہے اس میں کچھ باقی نہیں رہا مگر صرف مبشرات، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں، فرمایا اچھے خواب۔

(صحیح بخاری شریف ص ۱۰۲۹ مطبوعہ مصر)

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے اجرائے نبوت کا مسئلہ قاسم نانوتوی سے اخذ کیا ہے اور نانوتوی صاحب مرزا قادیانی کے استاد ٹھہرے یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹے مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے آگے رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قاسم نانوتوی صاحب اسی کتاب تحذیر الناس میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:-

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمانہ میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

(تحذیر الناس ص ۲۸)

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على رسوله خاتم النبيين وسيد المرسلين وآله وصحبه أجمعين

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اسلئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی و بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اسکے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب

تحذیر الناس صفحہ ۳ کا اصل فوٹو

اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر درصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلعم کی مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونوں مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر بمعنے مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسمیں کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت بھی تب یہی تھی گر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر آجتک نہ کسی نے ایسی آیہ و حدیث سُنی نہ مدعیوں نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادم کو خیال فرمائے آجتک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمال بےدلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے ساقط و معلل ہو جائیں گی اور نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے یا انبیاء ارضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں ہرگز قابل التفات نہیں وجہ

تحذیرالناس صفحہ ۲۸ کا اصل فوٹو

مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی کس طرح خاتم النبیین کے معنےٰ آخر النبیین کا انکار کیا ہے اور کس طرح اجماعی معنےٰ سے انحراف کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی رہنمائی کی ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا بیان

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم محمد شفیع صاحب کراچی والے کی کتاب ختم النبوۃ فی الآثار کی عبارت پیش کی جاتی ہے جس کی رو سے بھی بانی مدرسہ دیوبند کی یہ عبارت صریحاً کفریہ ہے۔ مفتی صاحب کی عبارت درج ذیل ہے۔

آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اسپر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ (ختم النبوۃ فی الآثار صہ ۸ مطبوعہ دیوبند)

مولوی ادریس کاندھلوی کا بیان

دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مولوی ادریس کاندھلوی رقمطراز ہیں۔ کہ خلاصہ کلام یہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین ہی کے ہیں۔ جس نبی پر یہ آیت اُتری اُس نے اس

لہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ادریس کاندھلوی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ خاتم النبیین کے جو معنےٰ ہم نے بیان کیے یعنی آخر النبیین کے تمام آئمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لیکر اب تک سب کے سب یہی معنےٰ بیان کرتے آتے ہیں۔ انشاءاللہ ثم انشاءاللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا۔

(مسک الختام فی ختم النبوۃ علی سید الانام صہ ۲۱)

آیت کے یہی معنیٰ سمجھے اور یہی سمجھاتے۔ اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی۔ انہوں نے بھی یہی معنیٰ سمجھے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ۔ (مسک الختام فی ختم النبوۃ ص۲۶)

ناظرین کرام:- مندرجہ بالا دونوں دیوبندی اکابر کی تحریروں سے عیاں ہے۔ کہ بانی مدرسہ دیوبند نے جو خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی ہونا عوام کا خیال قرار دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث شریفہ کا انکار ہے۔ اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے آثار کی مخالفت کی ہے نیز مرزا قادیانی کی رہنمائی کی ہے۔

اب بھی اگر کوئی دیوبندی مولوی قاسم صاحب نانوتوی کو اس قادیاں کی طرف جانے والی گاڑی کا گارڈ تسلیم نہ کرے تو پھر اس کی شقاوت قلبی اور حقانیت سے انحراف ہے۔

مندرجہ بالا تعلیم دیوبندیوں کے قاسم کی ہے لیکن امام الائمہ کاشف سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "الخیرات الحسان" میں درج فرمائی ہے۔

امام اعظمؒ کا مسلک

ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور کہا مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس سے نشانی طلب کرے گا۔ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ نشانی مانگنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ کی تکذیب ہے۔

(الخیرات الحسان ص۱۲۹)

دیکھا! حنفیوں کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح جعلی اور جھوٹے مدعیان نبوت کے فریب اور عیاری کا دروازہ بند کیا۔ اور مسلمانوں کو ان کے دامن فریب سے بچانے کیلئے اصول بیان فرمایا اور دوسرا رخ دیوبندیوں

کے امام قاسم نانوتوی کا بھی حال آپ نے پڑھ لیا ہے کس طرح جھوٹے اور کذاب مدعیان نبوت کو دعویٰ نبوت کرنے کی ترغیب دی۔

مرزا غلام احمد کون تھا؟

بٹالوی صاحب نے دوسرے نمبر پر مرزا غلام احمد کا ذکر کیا ہے۔ اب مرزا غلام احمد کا بھی کھوج لگائیے کہ وہ کون تھا؟ اس کا ثبوت بھی اہل حدیث حضرات کے مولوی عنایت اللہ صاحب[1] اثری گجراتی کی کتاب سے پیش کیا جاتا ہے۔

مولوی عنایت اللہ گجراتی کا بیان

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی جو مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں اپنے ساتھ ایک مکالمہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:-

۱۹ر اگست ۱۹۶۲ء کو میں ظہر پڑھ کر مسٹر بدر الاسلام صاحب سٹوڈنٹ بی۔ ایس۔ سی سال سوم کو بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور ظہر و عصر دونوں کو بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی ہوں گے چنانچہ فارغ ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ ربوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کیل الموفی لمن یکتال علیہ معنی المتوفی جو شائع ہوا ہے۔ اس حدیث کو محولہ کتاب ترغیب و ترہیب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب میرے سپرد ہوا ہے دوسرے کو دیکھ کر میں نے دریافت کیا کہ مجھے خیال پڑتا ہے کہ آپ پہلے بھی تشریف لائے تھے اور ازالہ اوہام کو آگ لگائی تھی جیسے کہ سلانہ میں گزر چکا ہے۔ ہاں میں وہی ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اپنا نام و پتہ تحریر کر دیں کہ مجھے یاد رہے۔ چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل پتے تحریر

---

[1] مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی کو شہر سیالکوٹ کی جمعیت اہل حدیث کے امیر حافظ محمد شریف صاحب نے شیخ الحدیث اپنی کانفرنس کے اشتہار میں لکھا ہے (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ)

کردیئے۔

(۱) قاضی محمد نذیر لائل پوری ربوہ۔ (۲) حکیم عبد اللطیف شاہد مکان نمبر ۱۴ مین بازار گوالمنڈی لاہور۔

انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا مرزا صاحب تو حنفی تھے۔ فرمایا کہ نہیں وہ بھی اہلحدیث ہی تھے۔ (العطر البلیغ ص ۱۵۶)

سرسید اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک ہی تھے اور ان کا ایک دوسرے سے قلبی لگاؤ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سرسید مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کیساتھ مرحوم کا دعائیہ لفظ لکھتا ہے جس کا تذکرہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو سرسید مرحوم لکھتا تھا

سرسید نے مرزا غلام احمد کو مرحوم لکھا ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۴، ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

اب سرسید اور امرتسری کا تعلق بھی دیکھ لیں۔ جس سے یہ بات عیاں ہو جائیگی کہ امرتسری کا بوابستہ سرسید، قادیانی سے قلبی لگاؤ تھا۔ اس کے بعد یہ بھی واضح کر دیا جائے گا کہ مرزا قادیانی سے جس طرح امرتسری کا قلبی لگاؤ تھا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی ذریت سے امرتسری کا بھی قلبی لگاؤ تھا۔

؎ صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

امرتسری کا سرسید کو مرحوم لکھنا!

آیئے اب امرتسری کا سرسید سے قلبی لگاؤ پیش کیا جاتا ہے۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے سرسید کو مرحوم لکھا ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۴، ۱۸ جون ۱۹۳۷ء)

قارئین کرام! سرسید نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مرحوم لکھا اور جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مرحوم لکھا اس سرسید کو سردار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مرحوم لکھا ہے۔ اس سے اب بھی اگر کوئی چشم پوشی کرے تو سراسر بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کا قارورہ ملا ہوا ہے۔ اس پر ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں کہ :-

" مولوی ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کی موت کو معزز لفظ "انتقال" کیساتھ اپنے اخبار میں[1] درج کیا ہے۔ "

مرزا قادیانی کو رشید احمد گنگوہی کا مردِ صالح قرار دینا

دیوبندی حضرات کے مولوی محمد صاحب لودیانوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔ کہ

مولوی رشید احمد گنگوہی نے مرزا قادیانی کو مردِ صالح قرار دیا اصل عبادت ملاحظہ ہو جس روز قادیانی شہر لودھیانہ میں وارد ہوا تھا۔ راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی اسماعیل صاحب براہینِ احمدیہ کو دیکھا تو اس میں کلمات کُفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی۔ کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔ مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اور گرد نواح کے شہروں میں فتوے لکھکر روانہ کیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے۔ اسکی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے۔ اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھکر ہمارے پاس روانہ کیا۔ اور قادیانی کو مردِ صالح قرار دیا۔ اور ایک نقل اُسکی مولوی شاہ دین و مولوی عبد القادر اور اپنے مریدوں کے پاس روانہ کی، چنانچہ مولوی شاہ دین نے برسرِ بازار روبرو مریداں منشی احمد جان و متبعان قادیانی یہ کہہ کر کہ مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی صاحبان کی تردید میں یہ تحریر ارسال فرمائی ہے۔ پھر اُس کے اٹکل پچو معنے کرکے زور شور

---

[1] اخبار اہل حدیث امرتسر صہ۱۱ ۷ رمئی ۱۹۰۹ء

کے ساتھ سنایا۔

مولوی عبدالعزیز صاحب نے اُس تحریر کی بروز جمعہ وعظ میں خوب دھجیاں اڑائیں ایسے مرتد کو مردِ صالح کیسے لکھدیا۔ جناب باری میں دُعا کر کے سوگئے۔ خواب میں معلوم ہوا۔ کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہو کر لٹک پڑا غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے۔ اسی روز سے اکثر فتوے اُنکے غلط مناقض ہے یا دیگرے حیز وجود میں آنے لگے اور اُس تحریر کی راقم الحروف نے یہ تردید لکھی۔ (فتاوٰی قادریہ ص۲۰۳)

قارئینِ کرام :۔ دیوبندیوں کے قطبُ الارشاد گنگوہی نے مرزا قادیانی کو مردِ صالح قرار دیا تھا۔ اس بات کا ذکر بھی دیوبندیوں کے گھر کے بھیدی نے کیا ہے۔

مرزا قادیانی سے اکابر وہابیہ کا دُعا کرانے جانا

وہابی حضرات کے اکابر مولوی مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی عبدالجبار غزنوی وغیرھم مرزا قادیانی سے دعائیں کراتے تھے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار المحدیث امرتسر میں حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کا مضمون جو شائع کیا ہے۔ اس میں یہ حقیقت درج ہے۔

غیر مقلدین وہابی حضرات کے حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری لکھتے ہیں کہ "مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی کے سبب سے میں بھی مرزا (غلام احمد قادیانی) کا معتقد ہو گیا۔ اور میں نے مرزا صاحب کو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بڑی بڑی امداد کی کہ آجتک کسی نے ایسی امداد نہیں کی۔ اور مولوی محمد حسین صاحب نے بھی مرزا صاحب کی بہت امداد کی۔ اور جس وقت مرزا صاحب امرتسر میں آیا کرتے تھے۔ مولوی عبدالجبار صاحب بھی ان سے دُعا کرانے جایا کرتے تھے۔ یہ باتیں سب کو معلوم ہیں اور مشہور ہیں۔ ابھی مرزا صاحب بھی زندہ ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی زندہ ہیں۔ تحقیق کرلیں۔" (المحدیث امرتسر ص۹ کالم ۱ ، ۲ جنوری ۱۹۰۸ء)

قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ

للہ الحمد کہ جلد اول از حصہ اول

فتوہائے مفتیان لودیانہ کہ در تحقیق حق مثل والد ماجد خود اعنی۔

مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم در

اکناف عالم مشہور اند۔ اعنی مولوی محمد صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب

و مولوی عبد العزیز صاحب۔

مسمیٰ بہ

فتاوی قادریہ

بسعی تمام و کوشش مالا کلام مولانا مولوی محمد صاحب لودیانوی

خلف مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی

در مطبع قیصر ہند لودیانہ بحلیۂ انطباع پوشید

بقیمت ۸ ر زر سعید و منزل طلب یافتہ۔ سنہ ۱۳۰۱ھ ماہ ربیع الاول۔

قیمت :۔ سات قیمہ پچاس پیسے

بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جسکی تعبیر یہہ ہے کہ مرزا دُنیا کے جمع کرنیکے درپے ہے دین کی
کچھ پرواہ نہیں فی الواقع اِن دونوں خوابوں کی صداقت میں بھی کچھ شک نہیں مرزا کو
سواء انشاپردازی کے اور کچھ نہیں آتا خصوصاً علوم دینیہ سے بالکل بے بہرہ ہے
ورنہ براہین احمدیہ کو قبل از تصنیف بلا تعین ضخامت کیوں فروخت کر کے مال حرام کو
اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا کیونکہ ایسی بیع شرعاً ناجائز ہے پس جو لوگ اس کتاب کی
تشییع میں عالم کیبلا کر مثل عبد القادر وغیرہ ساعی رہے ہیں بکمال درجہ کے نادان اور
جاہل ہیں۔ اور قادیانی کا صرف حطام دنیوی جمع کرنیکا منظور ہونا بھی اسی کتاب کے
فروخت کرنے سے ظاہر ہے کیونکہ تین چار حصہ کتاب مذکور کے چند اجزا میں طبع کرا کے
جن فی الواقع دو تین روپیہ کی مالیت ہے دس دس اور پچیس پچیس روپیہ بایں وعدہ لوگوں سے
مرزا اور اُس کے دلال عبد القادر نے وصول کئے ہیں کہ یہہ کتاب بہت بڑی ہوگی اور
باقی جلدیں طبع ہو کر وقتاً فوقتاً ہر خریدار کو پہنچتی رہینگی جب لوگوں سے روپیہ رقم دیکر وصول
کر چکے باقی کتاب کا طبع کرانا یکلخت موقوف کر دیا کیونکہ اس میں کوئی صورت منافع کی نہیں
یعنے جسقدر مطبوع ہوگی جنسے پہلے روپیہ حاصل کر چکے ہیں اُنکو بلا قیمت دینی پڑیگی لہذا
اُس کے بقیہ کو بہم اشباہ عنقا کرنا مناسب سمجھکر نئی نئی تالیفات شایع کر کے روپیہ
جمع کرنا شروع کیا۔ جس روز قادیانی شہر لودیانہ میں وارد ہوا اتحاد راقم الحروف احقر محمد
و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اُس میں کلمات کفریہ
انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دو مہر اطلاع کر دی گئی کہ یہہ شخص مجدد نہیں بلکہ
زندیق اور ملحد ہے مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ اور گرد و نواح کے شہروں میں فتوے
لکھکر روانہ کئے گئے کہ یہہ شخص مرتد ہے اسکی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے اس موقع پر اکثر
نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر
کی تردید میں ایک سطر ما لکھکر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا اور ایک

نقل اسکی مولوی شاہ دین و مولوی عبد القادر مریدوں کے پاس روانہ کی چنانچہ مولوی
شاہ دین نے بر سر بازار روبرو مریدان منشی احمد جان و متبعان قادیانی یہ کہکر کہ مولوی
رشید احمد صاحب نے مولوی صاحبان کی تردید میں یہ تحریر ارسال فرمائی ہو جو اس کے
اشتعال پر جو معنے کر کے زور شور کے ساتھ سنایا۔

مولوی عبد العزیز صاحب نے اس تحریر کی بروز جمعہ وعظ میں خوب دھجیاں اڑائیں
مولوی عبد اللہ صاحب کو اس تحریر کا حال سنکر نہایت فکر ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب نے
ایسے مرتد کو مرد صالح کیسے لکھدیا جناب باری میں رو کر کے سو گئے خواب میں معلوم ہوا
کہ تیسری شب کا چاند بد شکل ہو کر لٹک پڑا غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی دن
سے اکثر فتوے انکے غلط متناقض یکے بعد دیگرے چھپ کر وجود میں آنے لگے اور اس تحریر کی
راقم الحروف نے یہ تردید لکھی۔ لیظہر من ہذا عدم

۱۷

انطباق العنوانین بسم اللہ الرحمن الرحیم علی المعنونین

بعد الحمد والصلوۃ مکرمی معظمی مولوی رشید احمد صاحب دام فیضہ بعد سلام مسنون الاسلام معروض کہ
نوازشنامہ آپکا در باب تعدیل صاحب براہین احمدیہ بجواب تحریر اینجانب پہنچا چونکہ اکثر اقوال جناب کے
میری سمجھ میں نہیں آئے اور نیز سکوت بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس نہیں کر سکتا لہذا یہ
عرض ہے کہ میرے خدشات کے جوابات تحریر فرماویں یا بموجب انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال خدشات
مذکورۃ الذیل کو مقالات حقہ قرار دیں۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین
قال اگرچہ بعض اقوال میں بادی الرای خدشہ ہوتا ہے مگر تھوڑی سی تاویل سے اسکی تصحیح ممکن
ہے لہذا آپ جیسے اہل علم سے بہت تعجب ہوا کہ آپنے ایسے ارتباط معانی کو دیکھ کر تکفیر و ارتداد کا
حکم فرمایا اگر تاویل قلیل فرما کر اس کو خارج اسلام سے نہ کرتے تو کیا حرج تھا اقول واللہ التوفیق
توقف کرنا علما کا ایسے مقام میں عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے کیونکہ تاویل کا وہ نام تک نہیں جانتے

[illegible]

جس تیسرے شخص کا بٹالوی صاحب نے تذکرہ کیا ہے۔ وہ چکڑالوی صاحب ہیں جن کا نام عَبدُ اللہ ہے اس کے متعلق بھی دیوبندی حضرات کے مولوی بشیر صاحب آف نفیس والی ضلع بھاولنگر نے ان الفاظ میں کیا ہے

اس مقصد کے لیے بھی غیر مقلدین نے اس کو چند نہایت موزوں افراد فراہم کیے۔ یہ تھے لاہور کی چینیانوالی مسجد کے خطیب عبداللہ چکڑالوی، احمدین بگوی اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری اور ان کے اتباع و اقارب، یہ اشخاص انگریز کی آرزوؤں، خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نہایت تیزی سے آگے بڑھے اور اس فرقہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی۔

(اہلحدیث اور انگریز صد ۱۲)

مولوی بشیر صاحب کے بیان کے بعد اب خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس کی موت کی خبر اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں جس سرخی اور مضمون کیساتھ شائع کی۔ وہ بھی اس حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کہ ان کا کتنا گہرا تعلق اور دوستانہ تھا۔ وہ اخباری مضمون یہ ہے۔

مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن کا انتقال

مولوی فخر الدین صاحب مصنف پنشنر از لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی عبداللہ اہل قرآن ۳۰ دسمبر کو بعارضہ بخار و اسہال موضع بارو خیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں فوت ہو گیا۔ آہ زمانہ عبرت کا مقام ہے۔ مرحوم کی طبیعت میں غور و خوض تو تھا مگر بحکم "اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" آپ کا غور و خوض کجروی (انکار حدیث) تک ان کو لے گیا۔ چونکہ جنازہ غائب کا مسئلہ حدیثی ہے اور مرحوم حدیث کا منکر تھا اس لیے ہم ناظرین کو جنازہ غائب کی سفارش بھی نہیں کر سکتے۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک اگر وہ مشرک نہ تھا تو

خدا اس کو بخشے (اہلحدیث امرتسر صہ۱۳ ۲۱ جنوری ۱۹۱۶ء)

قارئین کرام! سب سے پہلے تو لفظ "انتقال" لکھا ہے جو کہ ایک منکرِ حدیث کے لیے نہیں ہے بلکہ اولیا ر کاملین، قرآن و حدیث پر پختہ یقین والوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے پھر اس کے نام کیساتھ مرحوم کا لفظ جو کہ دعائیہ لفظ ہے پھر اس کے بے دین ہونے میں شک و شبہ ہونا کہ اگر وہ مشرک نہ تھا تو خدا بخشے"

آخر یہ سب کچھ کس چیز کی علامت ہے۔ کیا منکرِ حدیث

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ٥

اسی طرح کی قرآن پاک میں کئی آیات طیبات میں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم ہے

رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات کی اطاعت کو اللہ کریم نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

ان آیات طیبات اور نصوص قطعیہ سے واضح ہے کہ حدیث نبوی کا منکر دراصل قرآن پاک کا منکر ہے پھر ایسے شخص کے متعلق لفظ انتقال اور مرحوم اور عذاب کے معاملہ میں مشکوک ہونا یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ نیز اس شخص سے دلی وابستگی کا اظہار نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظرین کرام! مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اور پھر ایسے شخص کو سردارِ اہل حدیث لکھنے اور کہنے بلکہ تسلیم کرنے والے حضرات کی عقل و سمجھ پر حیف صد حیف ہے۔ ایک طرف تو امرتسری صاحب کے نزدیک مقلدین مشرک ہیں اور دوسری طرف منکرِ حدیث کے لیے مشکوک پہلو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک اور چکڑالوی کے لیے جس کا نام بابا چٹو ہے اس کے لیے بھی مغفرتؒ کی دعا کی ہے

نہلے پہ دہلہ | منکرِ حدیث کے لیے تو یہ امرتسری صاحب نے لکھدیا۔ تعجب تو یہ ہے۔ مرزائی کو بھی مرحوم لکھدیا۔

ڈاکٹر بشارت احمد مرزائی کیلئے مرنے کے بعد دعائے رحمت کرنا

کسی مسلمان کی ایمانی غیرت مرزائی کے نام کے آگے مرحوم لفظ لکھنا برداشت نہیں کرتی۔ مگر غیر مقلدین حضرات کے امام اور سردار ثناء اللہ امرتسری نے مرزا قادیانی کے مشہور و معروف معتقد اور نیاز مند ڈاکٹر بشارت احمد کے مرنے کی خبر شائع کرتے ہوئے ان کے نام کے آگے مرحوم لکھا ہے۔ اصل مضمون ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب رکن جماعت احمدیہ لاہور کافی عمر پاکر انتقال کر گئے سب کا راستہ یہی ہے۔ متوفی حکیم نورالدین خلیفہ اول قادیاں کی طرح خاص فلسفیانہ دماغ رکھتے تھے۔ آئندہ پرچے میں ہم ان دونوں فلاسفروں کی فلسفیانہ تحقیقات کا نمونہ دکھائیں گے۔ انشاء اللہ! مرحومؒ میں ایک خاص وصف تھا کہ میاں محمود خلیفہ قادیاں کو کھری کھری سنانے میں باک نہیں محسوس کرتے تھے۔ اس لیے ہمیں بھی ان کے انتقال پر افسوس ہے اور ان کے متعلقین سے ہمدردی ہے۔

(اہلحدیث امرتسر ص۶ ۳۰ر اپریل ۱۹۴۳ء)

مرزا بشیرالدین کو بھی مرحوم لکھا ہے

مولوی اسمٰعیل صاحب سلفی کانگریسی اس قسم کے ڈھیٹ اور بے شرم واقع ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ ان کی زیرِ نگرانی شائع ہونے والا مسلک اہل حدیث کا ترجمان "الاعتصام" میں مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے مرزا بشیرالدین کی موت کی خبر شائع کرتے وقت

سلہ اخبار اہل حدیث امرتسر ص۹ ۱۰ر نومبر ۱۹۱۱ء

اس کو مرحوم لکھا گیا جس کا تذکرہ خود اہل حدیث حضرات کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی نے اپنی کتاب میں ان الفاظ سے کیا ہے۔

"میاں بشیر الدین صاحب قادیانی کی وفات پر ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء الاعتصام نے بلا نکیر انہیں مرحوم شائع فرمایا گیا۔"

(نظرِ خدیم صفہ ۷)

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اسمٰعیل سلفی کانگریسی کا بیان

وہابیہ نجدیہ کی جمعیت اہلحدیث کے امیر مولوی اسمٰعیل صاحب سلفی کانگریسی آف گوجرانوالہ نے اپنے گروہ کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی کو خط میں لکھا ہے کہ :-

"سرسید، مرزا غلام احمد، عبداللہ چکڑالوی، مولوی چراغ علی سب غیر مقلد ہیں، الہدیث نہیں۔" (نظرِ خدیم صفہ ۴۳)

قارئین کرام ! سلفی کانگریسی صاحب نے یہ تو تسلیم کرلیا ہے کہ سرسید، مرزا غلام احمد، عبداللہ چکڑالوی غیر مقلد تھے یعنی مقلد نہ تھے۔ اب اس الٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی کہ اہل حدیث نہیں کیونکہ ان کی اصطلاح میں جو اہل حدیث ہے وہ تقلید نہیں کرتا یعنی وہ غیر مقلد ہوتا ہے اس کے نزدیک تقلید شرک ہے۔ اب غیر مقلد بھی تسلیم کریں مگر یہ کہیں کہ اہل حدیث نہ تھے۔ یہ کیا عیاری اور مکاری ہے جبکہ ان کی جماعت کی مشہور شخصیت مولوی وحید الزمان صاحب حیدر آبادی نے خود اس کا اقرار ہی نہیں بلکہ اندراج بھی کیا ہے۔ غیر مقلد اور اہل حدیث ایک ہی ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہلاتے ہیں۔"

(حیاتِ وحید الزمان صفہ ۱۰۲)

اس سے تو بالکل عیاں ہے کہ غیر مقلد اور اہل حدیث ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ سلفی صاحب جتنی بھی عیاری اور مکاری سے کام لے کر جان چھڑائیں، بالکل نہیں چھوٹ سکتی۔ یہ تمک کا نشان تو ان پر ایسا لگا ہے کہ کوئی ماں کا لال اس داغ کو دور نہیں کر سکتا۔

بٹالوی کا فتویٰ امرتسری مرزائی ہے

یہی وجہ تھی کہ بٹالوی صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو واضح الفاظ میں مرزائی قرار دیا ہے جس کو خود مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہل حدیث میں لکھا ہے کہ :-

"مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کے صفحہ ۱۲۷، ۲۵۵ پر مجھ (ثناء اللہ) کو مرزائی لکھا ہے۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۲ ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء)

اس تحریر کے علاوہ امرتسری نے خود اقرار کیا ہے کہ :-

"مولوی محمد حسین بٹالوی مجھے مرزائی قرار دیتے ہیں۔"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۳ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۷ء اہل حدیث امرتسر ص۱۲ ۸/۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق اخبار اہلحدیث امرتسر میں "جماعت اہلحدیث کے اکابر" مضمون میں لکھا ہے ان کا خطاب شمس العلماء تھا۔ جو نہ صرف معنیٰ بلکہ صورت کے لحاظ سے بھی ان کے واسطے موزون تھا۔ پنجاب کے اکثر مناظرے انہوں نے جیتے۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ سے پہلے شیر پنجاب انہیں کو سمجھنا چاہیئے۔ ایک ماہانہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نکالتے تھے۔ ان کی علمی قابلیت مسلّم تھی۔ اور اہل حدیث میں خاص نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۲۵ر جون ۱۹۳۷ء)

مولوی عبدالخالق صاحب قدوسی نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق لکھا ہے علم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، عظیم محدث، بہترین مفسر، تجربہ کار مدرس، وسیع النظر فقیہہ، سجھے ہوئے مصنف، صاحب طرز ادیب، منجھے ہوئے خطیب، صاحب الرائے لیڈر، سنجیدہ مناظر، اونچے درجے کے ماہر تعلیم، دردمند رہنما تھے۔ (الاعتصام لاہور ص۲، ۱۲ نومبر ۱۹۶۲ء)

ناظرین کرام! مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کوئی معمولی شخصیت نہیں ایک طرف سے تو وہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے دادا استاذ ہیں اور دوسرے لحاظ سے مولوی ثناءاللہ صاحب نے ان کو اپنی جماعت کے مجتہدین میں شمار کیا ہے جیسا کہ اخبار اہل حدیث امرتسر صد ــــ ۔ میں درج ہے۔ بٹالوی صاحب کو مجتہد ماننے کے علاوہ امرتسری صاحب نے اہل حدیث کا آنریبل بلکہ لاٹ مولوی لکھا ہے۔ اہل حدیث امرتسر صلا، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا شمارہ اس کا گواہ ہے۔

قاضی عبدالاحد خانپوری کی تحریر

استاذ کے بعد اب ان کے استاذ بھائی جو کہ قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری ہیں ان کی تحریر بھی اس حقیقت کی شاہد ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"پس اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء بہ الرسول سے جاہل ہیں۔ وہ اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوتے ہیں۔ شیعہ و روافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کی تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے۔ اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل۔ بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں۔ ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے دیکھو ملاحدہ نیچریہ جو کفار اور منافقین ہیں۔ وہ بھی انہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہوتے اور انہی کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروض کامل اور وافی مثل شیطان کے لے لیا۔ پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہی کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعات کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنا دیا۔ اور جب ملاحدہ زنادقہ چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہی کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے۔ اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنا دیا اور جب یہ مولوی ثناءاللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی

انہی جہاں اہلحدیث کے باب اور دہلیز سے داخل ہو کر جو کچھ کیا۔

(کتاب التوحید والسنۃ صد ۲۶۲ ج ۱)

اب تو کسی قسم کا شبہ اور ابہام نہ رہا ہوگا۔ وہ لوگ جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو سردار اہل حدیث کہتے اور لکھتے ہیں یا ان کو قرآن و حدیث کے متعلق وسیع النظر سمجھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ امرتسری جماعت کے ایک رکن ہیں اور جو امرتسری کی جماعت ہے اس میں مرزائیت کا شعبہ موجود ہے۔

کئی احباب کو یہ جملہ بہت کڑوا لگا ہوگا لیکن اس دعویٰ کی بھی دلیل پیش کی جاتی ہے اور دلیل بھی قاضی عبدالاحد خانپوری کی کتاب کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے تاکہ کسی کو چون و چرا کی جرأت ہی نہ ہو۔

امرتسری کی جماعت میں شعبۂ مرزائیت

قاضی عبدالاحد خانپوری گروہ وہابیہ کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:۔

"آپ کی جماعت میں مرزائیت کا شعبہ موجود ہے۔

(القول الفاصل صد ۳)

یہی وجہ تھی اس دور کے کئی اہل حدیث حضرات نے فتوے دیئے اور اعلان کیے

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث سے خارج ہیں۔ ان کا اہلحدیث کہلانا اور رسالہ کا نام اور مکتبہ کا نام اہلحدیث رکھنا فریب اور دھوکا ہے۔"

اس کی تفصیل کے لیے رسالہ "اربعین[1]" کا مطالعہ کریں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ایک جلسہ کا دعوت نامہ آیا تو انہوں نے مشروط طور پر دعوت قبول کی۔ دعوت نامہ کا جو جواب دیا وہ من وعن درج ذیل ہے

"اگر اس موقعہ پر ثناء اللہ امرتسری کے اہلحدیث ہونے یا نہ ہونے پر آپ لوگ مجھ سے بحث کریں۔ اپنا خیال (کہ وہ اہلحدیث ہے) مجھے

---

[1] قادری کتب خانہ سیالکوٹ سے یہ رسالہ مل سکتا ہے۔

سمجھا دیں یا میرا خیال (کہ وہ چھپا معتزلی، مرزائی، چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے) مجھ سے سمجھ لیں۔ تو میں جلسہ میں شریک ہوں گا ورنہ اس خیال سے کہ یہ جلسہ اہل حدیث کا جلسہ نہیں ہے بلکہ وہ ایک غیر اہلحدیث کو اہل حدیث بناتے ہیں۔ میں نہ آؤں گا"

(اشاعۃ السنۃ صہ ۲۵۵ - ۲۵۶ نمبر ۸ جلد ۲۱)

مرزائی امام کے پیچھے نماز جائز ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتوے دیوبند سے فیض یافتہ اور دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی کے شاگرد رشید مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جن کو وہابی سردار اہلحدیث، شیخ الاسلام، فاتح قادیان، محدثِ اعظم وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ نے مرزائی امام کے پیچھے نماز جائز کا فتوے دیا ہے سوال وجواب درج ہیں۔

سوال :- سنی المذہب کو نماز فرض میں اہل شیعہ و مرزائیوں کی اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

جواب :- بموجب حدیث اجعلوا ایمتکم خیارکم ایسے لوگوں کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر کہیں جماعت ہو رہی ہو تو بحکم وارکعوا مع الراکعین ملجانا جائز ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صہ ۱۲ یکم جنوری ۱۹۱۵ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری ہی خواجہ حسن نظامی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ

میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صہ ۶ ۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزائی امام کے پیچھے اقتداء جائز کا فتوے دیا تو ان کو محمد شفیع الحسن آف سکندر آباد نے لکھا کہ:

مرزائی امام کے پیچھے آپ کیسے امامت اور اقتداء کو جائز کہتے ہیں۔ کل بر و فاجر کی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ شرک فی النبوت کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہلحدیث امرتسر کے صفحہ کا اصل فوٹو

فتاوے

س نمبر ۲۶۲۔ ایک شخص نے ڈاکیا [illegible] کے سامنے [illegible] [illegible] [illegible] متعلق اوس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی حالت میں اوسکو جیسا کیا اوسپر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں۔ اور قرآن و حدیث کا حکم ہو تو کفارہ کتنا دینا چاہیئے؟ (از [illegible])

ج نمبر ۲۶۲۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص [illegible] [illegible] [illegible]

س نمبر ۲۶۳۔ [illegible] مرزائی [illegible] اس کے پیچھے اقتدا کی تو اوس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور مرزائی کے پیچھے اقتدا کرنی جائز ہے یا نہیں؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۶۳۔ مرزائی کو امام بنانا ازروئے شریعت شریف جائز نہیں ہے۔ اجعلوا ائمتکم خیارکم اپنے میں سے اچھے لوگوں کو امام بنایا کرو۔ بنانے کو گناہ لگے گا نماز ادا ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے صلوا خلف کل بر و فاجر ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو [illegible] اگر وہ جماعت کرا رہا ہو تو جماعت کو ترک [illegible]

س نمبر ۲۶۴۔ جو لوگ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت سنت ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں، چار رکعتیں پڑھنی حدیث شریف سے جائز ہے یا نہیں؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۶۴۔ ظہر احتیاطی بدعت ہے محقق حنفی مثل مصنف ردالمحتار وغیرہ بھی اس سے منع کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں تو اسکا کوئی ذکر ہی نہیں۔

س نمبر ۲۶۵۔ نماز جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ظہر کے ساقط ہونے کی نیت کرنی جائز ہے یا نہیں؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۶۵۔ نماز جمعہ قائم مقام ظہر کے ہے کیونکہ جمعہ کے سوا ظہر کا ثبوت زمانہ رسالت سے نہیں ملتا۔

س نمبر ۲۶۶۔ اگر کسی قبرستان میں ایک مسجد ہے کہ اس کی فقط چار دیواری ہے۔ اوس کے اوپر چھت وغیرہ کچھ بھی نہیں اور نہ اس میں منبر ہے اور اطراف میں قبریں بھی ہیں پس اگر اوس مسجد میں جنازہ رکھکر نماز پڑھے تو نماز جنازہ ہوگی یا نہیں؟

ج نمبر ۲۶۶۔ مسجد مذکور میں جنازہ جائز ہے مسجد مسقف ہو یا غیر مسقف دونوں طرح جائز ہے آنحضرت نے مسجد نبوی میں جنازہ پڑھا بعض صحابہ کرام کا بھی مسجد میں پڑھا گیا۔

س نمبر ۲۶۷۔ بہشت اور دوزخ جن کو کہتے ہیں وہ مکانات ہیں یا نہیں؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۶۷۔ بہشت و دوزخ کی بابت میری ناقص تحقیق یہ ہے کہ زمین ہوں گے۔ بہشت کی بابت قرآن میں آیا ہے کہ بہشتی لوگ کہیں گے الحمد للہ [illegible] اورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء (معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]) اس زمین کا وارث [illegible] جہاں چاہتے ہیں [illegible]

س نمبر ۲۶۸۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جیسا آگے دیکھتا ویسا ہی پیچھے دیکھتا ہوں [illegible] یہ حدیث صحیحین میں دیکھی ہے۔ پس یہ [illegible] ہے یا نہیں؟

ج نمبر ۲۶۸۔ نماز کی حالت میں حضور کو پیچھے لوگوں کی حرکات سکنات معلوم ہوتی تھیں [illegible] نہیں کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو آدمیوں کی طرف پیٹھ پھیر کر بیٹھے تھے [illegible] معلوم ہوا کہ ایک آدمی [illegible] فرمایا مجھے معلوم [illegible] پیچھے [illegible] اس سے صاف پایا جاتا ہے ہر حال میں یہ کیفیت نہ تھی۔ [illegible]

س نمبر ۲۶۹۔ نماز میں رکوع و سجدہ [illegible] (عبد الحلیم [illegible])

ج نمبر ۲۶۹۔ [illegible] رکوع سجود فرض ہیں [illegible] ترک سے نماز نہ ہوگی [illegible]

س نمبر ۲۷۰۔ اپنی ماں کی طرف سے فرض حج کر سکتا ہے یا نہیں، وہ ماں مستطیع ہو یا غیر مستطیع حج کیا ہو یا نہ ہو؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۷۰۔ اپنی ماں کی طرف سے حج کر سکتا ہے جب حدیث میں اس کی اجازت آئی ہے۔ اوس میں مستطیع یا غیر مستطیع کی قید نہیں۔

س نمبر ۲۷۱۔ ایک مسجد اہلحدیث کی تھی جس میں مقلدین اور غیر مقلدین دونوں نماز پڑھتے تھے بوجہ [illegible] مقلدین نے دوسری مسجد قریب تیار کر کے نماز پڑھنے لگے اب وہ مسجد جدید ضرار ہے یا نہیں؟ (۔۔)

ج نمبر ۲۷۱۔ مسجد ضرار اوس کو کہتے ہیں جو بری نیت سے بنائی جائے [illegible] پہلی مسجد کو ضرر پہنچے [illegible] نیت نہیں تو مسجد ضرار نہیں گو [illegible] ایک مسجد [illegible] باعث تفرقہ ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] کی خاص [illegible] سبب

فسق وفجر فی الاسلام باایمان مراد ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں وہ ہرگز نہیں ہے۔ اور جمہور تو تشیعہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بھی قائل نہیں جو سبّ الصحابہ کو بھی بموجب حدیث شرک فی النبوۃ سمجھکر اقتداء کو شیعہ کی ناجائز کہتے ہیں۔ حدیث کل بر سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام اور ایمان میں شامل ہوکر فسق وفجور کریں۔ یہ نہیں جو سرے ہی سے خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونے کا قائل ہی نہیں۔ اور ماسوا آنحضرت کے دوسرے شخص کو ظلی اور قطعی نبی ہونے کا اقرار کرے جو شرک فی الرسالت ہے وہ ایمان والا کیسے ہو سکتا ہے پھر اس کی اقتداء کرنا کیسے جائز ہوگا۔ ہرگز اسکی تائید نہ کیجئے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۵، ۹ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

قارئین کرام! لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر محمد شفیع الحسن صاحب کی اس لمبی چوڑی تحریر کا قطعاً اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ اپنے فتوے پر قائم رہے۔ اور مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتے رہے۔

اسی طرح خیر الدین صاحب لوہاروی نے دہلی سے بھی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اسی مسئلہ سے رجوع کرنے کے متعلق لکھا۔ ان کی تحریر پیش خدمت ہے۔

اخبار اہلحدیث میں چند روز ہوتے کہ آپ کا فتوے شائع ہوا ہے کہ اگر مرزائی یعنی تابع مذہب مرزا غلام احمد قادیانی نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھ لی جائے اور آپ نے استدلال حدیث صلوا خلف کل بر وفاجر سے کیا ہے۔

مخدوما! یہ فتوے درست نہیں معلوم ہوتا۔ اس واسطے کہ امامت ایک امر ہے اور اس کے واسطے اپنا ہی ہم مذہب ہونا چاہیئے۔ ملاحظہ کیجئے سنن ابو داؤد کی حدیث ان رجلا من الانصار کان یصلی یقوم اماما فبصق فی القبلۃ فامر ھم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یعزلوہ عن الامامۃ ولا یصلوا خلفہ فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسأل عن امرھم بعزلہ فقال نعم انک اذیت اللہ ورسولہ

ملاحظہ ہو کر قبلہ کی طرف تھوکنا ایذا ما اللہ و رسول ہے۔ اور اسی کی وجہ سے نماز پڑھنے سے منع فرمادیا۔ پس مرزا قادیانی کا یہ شعر

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے!

وغیرہ وغیرہ کیا باعث ایذا نہ ہوگا۔ اور ان کے سچا جاننے والے کیا آپ جیسے مسلمان ہیں۔

دوسری حدیث بخاری کی ملاحظہ کیجئے کہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طول قرآت سے ایک شخص نے نماز جدا پڑھی۔ اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوتی تو اس کو زجر نہ کیا۔ بلکہ معاذ رضی اللہ عنہ کو زجر فرمایا۔ لہٰذا اگر مرزائی نماز پڑھا رہا ہے تو یہ اپنی جدا گانہ پڑھے۔ کیا اتنی عظیم مخالفت دین جداگانہ کی اجازت نہ دے گی۔ اور جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ وہ ثابت ہی نہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد اوّل ملاحظہ کیجئے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۷ ۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

اکابر وہابیہ کا اتفاق

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ

عرصہ ہوا اخبار اہلحدیث میں اس مسئلہ پر دیر تک مذاکرہ ہوا تھا۔ جناب حافظ عبدالمنان[۱] صاحب، مولانا حافظ عبداللہ[۲] صاحب، جناب شاہ عین الحق صاحب، مولانا عبدالعزیز[۳] صاحب وغیرہ علماء نے اتفاق (مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے) ظاہر فرمایا تھا۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۸ ۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

امرتسری کا مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھنا

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے خود بھی مرزائی امام کے پیچھے نماز ادا کی ہے۔ اور عدالت میں مرزائیوں کو مسلمان تسلیم کیا ہے۔ جس کا تذکرہ خود غیر مقلدین حضرات کی جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند لاہور کے جنرل سیکرٹری مولوی عبدالعزیز صاحب نے فیصلہ مکہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کو مخاطب کر کے آپ کی حالت سُرخی دے کر لکھا ہے۔

---

[۱] وزیر آبادی۔ [۲] غازی پوری۔ [۳] رحیم آبادی

آپ کی حالت

آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ مرزائی کیوں نہیں ؟

آپ نے فتوٰے دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں ؟
آپ نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں ہوتے ؟ (فیصلہ مکہ ص۳۶)

قارئین کرام: مندرجہ بالا گواہی مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند لاہور کی گواہی ہے لیکن حیرانگی ہے ان دیوبندی اور غیر مقلد علماء پر جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو فاتح قادیان یا شیخ الاسلام یا سردارِ اہلحدیث قرار دیتے ہیں۔

ڈھیٹ اور بے شرم دُنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی !

مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی کا مرزائی امام کے پیچھے نماز پڑھنا

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی عنایت اللہ صاحب اثری گجراتی نے مرزائی امام کے پیچھے ربوہ میں نمازیں پڑھیں۔ جس کا تذکرہ اُنہوں نے خود ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ

رمضان المبارک سے کچھ روز پیشتر میں نے میاں محمود احمد سے کہا کہ نماز تراویح مسجد اقصیٰ یا کہ مسجدِ مُبارک میں مَیں پڑھاؤں گا۔ آپ دوستوں میں اعلان فرمادیں۔ موصوف نے فرمایا کہ آپ کی اقتداء میں کوئی نماز نہیں پڑھے گا۔ کہ آپ نے بیعت نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ بیعت تو سوچ سمجھ کر ہوگی۔ بے سوچے بیعت کیسے کروں۔ نماز کا تعلق اسلام سے ہے بیعت سے نہیں۔ جب میں (عنایت اللہ) آپ کو مسلمان سمجھ کر اقتداء کر رہا ہوں۔ تو آپ کو میری اقتداء سے کون سی چیز مانع ہے۔ فرمایا ہمارا تو کوئی نہیں۔ تو اپنے طور پہ آزادی سے ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے۔ اور ہمارا آزادانہ خیال یہ ہے۔ کہ تو کافر ہے۔ اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہو سکتی۔ (العطر البلیغ ص۱۲-۱۳ ج ۱)

حکومت۔۔ مقدمہ چلایا تو انہوں نے دو سال کیلئے جیل کی مصائب کو برداشت کرنا منظور کیا اور اپنے عقیدے سے ایک بال برابر پیچھے نہیں ہٹے!

آپکی بہادری

آپ اپنے پر بھولے ہیں آپ خلافت کمیٹی امرتسر کے نائب صدر تھے۔ جب گرفتاری کا زمانہ آیا تو معہ اپنے بہادر بیٹے کے خلافت سے بھاگے۔ جب رضاکاروں کی گرفتاری کا وقت آیا تو آپنے ہی اسلامی ہمدردی سے متاثر ہوکر فرمایا تھا کہ یتیموں کو قید کراؤ۔ اس سے آپکا مقصد یہ تھا کہ میرا بچہ جو رضاکاروں کا نائب کپتان ہے بچ جائے تو خلافت کے ارکان میں سے مجلس میں ایک شخص نے آپسے کہا کہ آپ خود میدان میں آجائیے۔ آپ خود یتیم ہیں۔ پھر آپ لاجواب ہوکر دم دبا کر بھاگ گئے۔ آپ اپنی طرح دوسروں کو بزدل نہ خیال کریں۔ وہ خدا کے فضل سے نہ صرف اہل حدیث ہیں بلکہ اہلحدیث گر ہیں!

آپکی حالت

آپنے چکڑالویوں کی صدارت میں تقریری مناظرہ کیا۔ اس سے آپ چکڑالوی کیوں نہیں؟

آپنے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں؟

آپنے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟

آپنے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔ اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں ہوئے؟

آپنے دہرم بھکشو آریہ مناظرہ کو جب مرزائیوں سے مناظرہ تھا اپنی کتابوں سے امداد کی۔ اس سے آپ آریہ کیوں نہیں ہوئے؟

جلسوں کے اخراجات

جس قدر جلسے ہوئے ان تمام جلسوں کا خرچ خود میںنے اپنی مجلس کی طرف سے ادا کیا۔ یہ بھی آپکا فریب اور غلط الزام ہے۔

آپکی وفاداری

آپ وہ پہلے شخص ہیں جسنے جماعت اہل حدیث پر اپنی بدعقیدگی اور تعزل پسند روش کا اثر ڈالا جسنے جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس نے حق کے قبول کرنے سے حضرت سلطان کی مجلس میں انکار کیا جس نے حجاز مقدس کے سفر میں ایک موحد سلطان سے غداری کی!

قارئین کرام! مولوی عنایت اللہ صاحب اثری جو اپنے آپ کو اہلحدیث قرار دیتے ہیں ان کی تحریر سے یہ بے غیرتی ٹپک رہی ہے۔ کہ

میں آپ کو مسلمان سمجھ کر اقتداء کر رہا ہوں۔

مرزائیوں کو مسلمان سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔ اور ادھر میاں محمود کا بیان

ہمارا آزادانہ خیال یہ ہے کہ تو کافر ہے اور تیری اقتداء میں ہماری نماز نہیں ہو سکتی۔

اگر مولوی عنایت اللہ اثری گجراتی اور ان کے ہم مسلک لوگوں میں غیرت ہو تو ڈوب مریں۔ اہل سنت وجماعت کو تو مشرک گردانتے ان کی زبان نہیں تھکتی مگر مرزائیوں کو مسلمان قرار دیتے اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کا فتوے دیتے ان کی اخلاقی اور ایمانی غیرت کہاں ہے۔ مگر جن میں ..... نشان نہیں۔ ان میں حیاء کہاں سے آئے۔ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

مولوی شمس الحق

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی شمس الحق صاحب اپنی ہی جماعت کے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

میرے نزدیک جیسا کہ اس وقت ہم نے سمجھا ہے۔ اقتداء فرق ضالہ مثل مرزا قادیانی واتباع مرزا اور روافض وغیرہم من اھل البدعۃ والھواء ہرگز جائز نہیں ہے اور اقتداء کو جائز کہنا درمیان جماعت اہلحدیث کے تفرقہ ڈالنا اور فساد کی جڑ بونا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔ ہم نے یہ رائے اپنی جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی

لہ مولوی شمس الحق صاحب کے متعلق امرتسری صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ایک بلند نظر عالم تھے تصنیف و تالیف مع تدریس آپ کا شغل تھا۔ آپ نے بہت سی کتب حدیث کی شرحیں عربی میں لکھیں غرض کہ اچھے خاصے جامع محدث کی حیثیت سے تھے۔ (اہلحدیث امرتسر صک ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء)

مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی ۔ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے چھ سات اہل علم پر ظاہر کر دیا ہے ۔ ہم کو اس مسئلہ امامت و اقتداء میں جس کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے شائع کیا ہے اور قادیانی اقتداء کو جائز کہدیا ہے ۔ اور قبل اس کے چند مسائل منکرہ حل کیا ہے ۔ تو اب اندیشہ اس کا ہے کہ نہ معلوم اب کیا مسائل اس میں شائع ہو ۔ اب اس کو پرچہ اہلحدیث کہنا خطا ہے ۔ بسبب اشاعت مسئلہ امامت و اقتداء کے فتنہ عظیم پھیل گیا ہے ۔ (فیصلہ مکہ ص ۲)

مولوی عبدالجبار غزنوی

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی چند ایک روایات درج کرنے کے بعد رقمطراز ہیں ۔ کہ

اور حدیث صلوا خلف کل بر و فاجر تو باتفاق محدثین ضعیف ہے چونکہ مبتدع بہ بدعات اعتقادیہ کے اعمال بحکم احادیث صحیحہ نبویہ کے غیر مقبول ہیں ۔ اور حدیث ان سرکم ان تقبل صلوٰتکم فلیؤمکم خیارکم (رواہ الحاکم) مقتدی کی قبولیت نماز کا مدار امام کی خیریت (اہل سنت ہونے) پر ہے ۔ اور حدیث لا یؤمن فاجرا مؤمنا رواہ ابن ماجہ وحدیث لا یؤمنکم ذو جرأۃ فی دینہ رواہ ائمۃ اہل البیت فی کتبہم عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کے دلائل ہیں ۔ ہر چند یہ روایات محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں ۔ مگر اہل علم کا اتفاق مبتدع کے پیچھے اقتداء کی کراہت پر دلیل بین ہے ۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۲ ، ۲۴ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۸ء و مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۱۸)

غیر مقلدین حضرات کے امام عبدالجبار صاحب غزنوی اسی فتوے پر تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار کو مولوی (ثناء اللہ) صاحب کے قواعد محدثہ اور اصول مخترعہ کے رو سے کوئی سروکار نہیں ۔ علماء محققین خود وزن کر سکتے ہیں ۔ کہ صحیح ہیں یا غلط فقط مسئلہ کے متعلق کچھ لکھتا ہوں

اسکے بعد پھر کئی ایک بار مولوی صاحب موصوف کو مسلک اہلحدیث کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیگئی مگر افسوس کوئی اثر نہ ہوا اور بدستور اپنے مقالات و خیالات پر قایم رہے اور کسی اصلاح کے لئے کوئی عملی قدم اُٹھانے کو تیار نہ ہوئے

آخری فیصلہ ایک آخری قدم اصلاح و مصالحت کیلئے جو آپ نے اُٹھایا اسے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہدیہ ناظرین کئے دیتے ہیں تاکہ ہر شخص آسانی سے رائے قایم کر سکے کہ اس میں کہاں تک صلاحیت و اخلاص سے کام لیا گیا ہے اور کہاں تک یہ وجود "مسعود" قوم اور جماعت کیلئے موجب برکت و اتحاد یا موجب شقاق و اختلاف اور باعث تفرق و تحزب ہوا ہے ؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) مولانا شمس الحق صاحب نے جو منصفان فیصلہ آرہ میں سے ایک رکن ہیں۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کے متعلق جس رائے کا اظہار کیا ہے وہ جلی قلم سے لکھے ہوئے حروف سے ظاہر ہو جائے گی۔

"میرے نزدیک جیسا کہ اس وقت ہم نے سمجھا ہے اقتدا فرق ضالہ مثل مرزا قادیانی و اتباع مرزا و روافض وغیرہم من اہل البدع والہوا ہرگز جائز نہیں ہے اور اقتدا کو جائز کہنا درمیان جماعت اہلحدیث کے تفرقہ ڈالنا اور فساد کی جڑ بونا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔ بعینہٖ یہ رائے اپنی جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری اور مولوی حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی۔ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی۔ مولوی ثناءاللہ صاحب اور دوسرے چھ سات اہل علم پر ظاہر کر دیا ہے ہمکو اس مسئلہ امامت و اقتدا میں جس کو مولوی ثناءاللہ صاحب نے شائع کیا ہے اور قادیانی اقتدا کو جائز کہدیا ہے اور قبل اسکے چند مسائل منکرہ شائع کیا ہے تو اب آئندہ اندیشہ اس کا ہے کہ نہ معلوم اب کیا مسائل اس میں شائع ہو۔ اب اس کو پرچہ اہلحدیث کہنا خطا ہے۔ بسبب اشاعت مسئلہ امامت و اقتدا کے فتنہ عظیم پھیل گیا ہے۔ اس بارہ میں کتنے خطوط آئے ہیں اور کتنے لوگوں نے ہمکو لکھا ہے کہ پرچہ اہلحدیث میں جتنے مسائل شائع ہوتے ہیں ان کل مسائل کو خلاف مذہب اہلحدیث و معمول بہ اہلحدیث سمجھتے ہیں اور واقعی وہ مسائل خلاف مذہب اہلحدیث ہیں اور صرف مولوی ثناءاللہ صاحب کی ایک رائے ہے پس اس کا انسداد ضرور ہونا چاہئے اور عام طور پر اسکو ظاہر کر دینا چاہئے اس مضمون کو ہم نے مولوی ثناءاللہ صاحب مولوی حافظ عبداللہ صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب کو لکھدیا ہے اسکی اشاعۃ السنہ کو ہم نے اشاعۃ المنازعت اسواسطے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸)

فیصلہ مکہ صفحہ ۷ کا اصل فوٹو

میں نہیں جانتا ہوں کہ اہلِ سنت میں بلکہ اہلِ اسلام میں کوئی صاحب علم اس بات کا قائل ہو کہ اہلِ بدعت و ہوا اگرچہ اُسکی بدعت حد کفر و شرک تک پہنچتی ہو۔ اور ضروریات دین سے منکر ہو۔ اُس کے پیچھے اقتدار جائز اور نماز پڑھنی صحیح ہے۔ جس قدر اقوال سلف صالحین و کتب فقیہہ مذاہب اربعہ جو میری زیرِ نظر ہیں۔ کلتھم یک زبان اس پر متفق ہیں۔ کہ عقائد کفریہ والے کے پیچھے نماز پڑھنی صحیح نہیں۔ اس جگہ پر

نمونہ از خروارے یکے از ہزار نقل کرتا ہوں منصف مزاج و عدالت پسند کو اسی قدر کافی ہیں۔

لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری پر مولوی عبد الجبار غزنوی کے دلائل کا قطعاً کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ مزید ہٹ دھرمی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا۔

جناب مولوی (عبد الجبار غزنوی) صاحب کے اس مضمون کو دیکھکر کون باور کر سکتا ہے۔ کہ کسی اہلحدیث عالم اور محدث کا لکھا ہوا ہے۔ اللہ اللہ اھلحدیث کے اصول کہ

آنچہ نہ قال ست نہ قال الرسول
فضل بود فضلِ مخواں اے فضول!

ملحوظ رکھکر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مضمون مذکورہ اہلحدیث کے ایک امام کا لکھا ہوگا۔ میں بھی اس مضمون کو شاید یہی سمجھتا کہ کسی مقلد متبع اقوال الرجال کا ہے۔ مگر ایک تو اس پر مولوی صاحب غزنوی کے دستخط ثبت ہیں۔ دوم اُن کا معتمد آدمی دفتر اہلحدیث میں آکر خود دے گیا۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۲ تا ۵ ۲۴ اپریل و یکم مئی ۱۹۰۸ء)

مرزائی اسلامی فرقہ ہیں انجمن حمایت اسلام لاہور میں تقریر کرتے ہوئے امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے مرزائیوں کو اسلامی فرقہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ:

"اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو مگر آخر کار نقطہ محمدیت

پر جو د جو ہے۔ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗ کا سب شریک ہیں۔ اس
لیے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے۔ مگر اُس نقطہ محمدیت
کے لحاظ سے اُن کو باہمی رحماء ہونا چاہیئے۔ مرزائیوں کا سب
سے زیادہ مخالف میں ہوں۔ مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں
اُن کو بھی اس میں شامل جانتا ہوں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۳ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

امرتسر کے سب سے پہلے وہابی مرزائی ہو گئے

امرتسر میں سب سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد کے موید و حامی بن گئے۔ (اشاعۃ السنۃ ص۱۱۲ جلد ۲۱)

جب کہ اندھے ہیں خود پیر و مُرشد
رہبری کیا کریں اندھے گھرانے والے

اَب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا اپنا حال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ یاد رہے۔ کہ بٹالوی صاحب غیر مقلدین حضرات کے میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔ اور وہابیوں کے شمس العلماء مجتہد اور آنریبل مولوی ہیں۔

محمد حسین بٹالوی کا خود اپنا کردار

مرزا قادیانی نے جب اپنی کتاب براہین احمدیہ لکھی۔ جس میں مرزا قادیانی نے اپنی خباثت کا کئی مقام پر اظہار بھی کیا ہے۔ اور کذب بیانی کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں اپنے انگریزی الہامات کا تذکرہ بھی درج کیا ہے۔ وہ کتاب مولوی محمد حسین بٹالوی (جو کہ غیر مقلدین وہابیہ کے مجتہدین اور محدثین میں سے ہیں) نے پڑھی تو اس کو بہت پسند کیا اور مرزا قادیانی کے علم اور اسلام میں ایک باکمال شخصیت تصور کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اپنے اخبار اشاعۃ السنۃ میں بھی شائع کر دیا۔ جو کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے ابتداء میں

"براہینِ احمدیہ کا اثر" کا ہیڈنگ نمایاں سُرخی سے دے کر شائع کی۔ جو کہ درج ذیل ہے۔ مرزا قادیانی رقمطراز ہے۔

اس کتاب (براہینِ احمدیہ) سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو سردار اہلحدیث سمجھے جاتے تھے۔ اس کتاب کا خلاصۂ مطالب لکھنے کے بعد اپنی رائے اِن الفاظ میں ظاہر کی۔

اب ہم اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب (براہینِ احمدیہ) اس زمانہ اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف (مرزا غلام احمد قادیانی) بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔

ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہائے مخالفینِ اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا اُٹھالیا ہو۔ اور مخالفینِ اسلام ومنکرینِ الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ الہام میں شک ہو۔ وُہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ ومشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ ومشاہدہ کا اقوامِ غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔ (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ صفحہ ۱۶۹)

(براہینِ احمدیہ صفحہ ۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مولوی عبدالرشید عراقی سوہدروی نے بٹالوی صاحب کو جماعت اہلحدیث کا نامور عالم لکھا ہے۔ (الاعتصام صفحہ ۲۰، ۲۹ محرم ۱۳۹۴ھ)

تنظیم شبانِ اہل حدیث سیالکوٹ کا عقیدہ کفریہ

تنظیم شبانِ اہلحدیث سیالکوٹ نے اپنی مندرجہ بالا تحریر مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس

(مرزا قادیانی) کی ابتدائی تصنیف عظمتِ قرآن اور رسالتِ محمدیہ کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی۔ (پمفلٹ انہیں لکلام دو)

ناظرینِ حضرات! مندرجہ وہابیوں کی تنظیم کی عبارت سے اظہر من الشمس ہے کہ براہینِ احمدیہ مرزا قادیانی کی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے تنظیم والوں کے نزدیک بالکل درست ہے۔ بلکہ وہابیوں کے نزدیک براہینِ احمدیہ کتاب عظمتِ قرآن پہ بہترین دلائل ہیں۔ لہذا یہ ثابت ہو گیا کہ براہینِ احمدیہ میں مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے وہابیوں کا اس پہ ایمان ہے۔ لہذا اب چند ایک براہینِ احمدیہ کے حوالہ جات پیش کیے جاتے جن سے واضح طور پہ کفر ٹپکتا ہے۔

خود ساختہ آیت

مرزا قادیانی نے براہینِ احمدیہ میں خود ساختہ آیات بھی لکھی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ ولا نبی ولا محدث اِلَّا اذا تَمَنّٰی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللّٰه ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللّٰه آیاته۔

(براہینِ احمدیہ ص ۶۲۳)

مرزا قادیانی نے براہینِ احمدیہ کی فہرست میں اس آیت کو سورۃ انبیاء کی آیت لکھا ہے۔ حالانکہ سورۃ انبیاء کی آیت یہ ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔ (الانبیاء پ ۱۷)

مرزا قادیانی نے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ تک ٹھیک لکھا ہے مگر وَلَا نَبِیٍّ سے آیَاتِهٖ تک خود ساختہ آیت لکھی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

تنظیم شبان اہل حدیث! آپ کے نزدیک مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں یہی عظمتِ قرآن اور رسالتِ محمدیہ کو ثابت کیا ہے ؎

میرے دِل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

مرزا قادیانی کو انگریزی میں الہام

مرزا قادیانی نے اسی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے الہامات کا تذکرہ کرتے ہوئے الہامات لکھے ہیں۔ جن میں دو الہام درج کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

"ایک دفعہ کسی امر میں جو دریافت طلب تھا۔ خواب میں ایک درم نقرہ جو بشکل بادامی تھا اس عاجز کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اس میں دو سطریں تھیں اوّل سطر میں یہ انگریزی فقرہ لکھا تھا۔ یس آئی ایم ہیپی۔ اور دوسری سطر جو خطِ فارق ڈال کر نیچے لکھی ہوئی تھی۔ وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تھا یعنی یہ لکھا تھا کہ ہاں میں خوش ہوں۔ ایک دفعہ کچھ حزن اور غم کے دن آنے والے تھے کہ ایک کاغذ پر بہ نظرِ کشفی یہ فقرہ انگریزی میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔ لائف آف پن یعنی زندگی دُکھ کی۔ ایک دفعہ بعض مخالفوں کے بارہ میں جنہوں نے عنادِ دلی سے خواہ مخواہ قرآن شریف کی توہین کی تھی۔ اور عداوتِ ذاتی سے جس کا کچھ چارہ نہیں دینِ متین اسلام پر بیجا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کیے تھے۔ یہ دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہی از وِد یو ٹو کل اینمی (براہین احمدیہ ص۵۵۲ تا ص۵۵۶)

عربی میں الہامات

اب چند ایک عربی میں مرزا قادیانی کے الہام درج کرتا ہوں۔ جو کہ براہین احمدیہ میں درج ہیں:

مرزا قادیانی رقمطراز ہیں کہ "سب سے زیادہ عربی زبان میں الہام ہوتا خصوصاً آیاتِ[1] فرقانیہ میں بکثرت اور بہ تواتر ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی قدر عربی الہامات

---

[1] آیاتِ فرقانیہ کے لفظ سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی پر آیات کا بھی نزول ہوتا ہے۔ واہ رے یہ ہے عظمتِ قرآن آپ کے نزدیک۔

جو بعض عظیم الشان پیشگوئیوں اور احسانات الٰہیہ پر مشتمل ہیں ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ اگر خدا چاہے تو طالبِ صادق کو ان سے فائدہ ہو

اور تا مخالفوں کو بھی معلوم ہو کہ جس قوم پر خداوندِ کریم کی نظرِ عنایت ہو اور جو لوگ راہِ راست پر ہوتے ہیں اُن سے کیونکر خداوندِ کریم اپنے مکالمات اور مخاطبات میں مہربانی پیش آتا ہے۔ اور کیونکر اُن تفضلات سے پیش از وقوع اطلاع دیتا ہے۔ جن کو اُس نے لطفِ محض سے اپنے وقتوں پر طیار رکھا ہے اور الہامات یہ ہیں۔ بورکت یا احمد وکان ما بارك الله فیك حقاً فیك۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا اور خُدا نے جو تجھ میں برکت رکھی ہے۔ وہ حقانی طور پر رکھی ہے۔ شانكَ عجیب واجرك قریب تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے۔ اِنّی رَاضٍ مِنْكَ اِنّی رَافِعكَ الیّ الارض والسَّمآء مَعَك کما هُوَ مَعِیَ میں تجھ سے راضی ہوں میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔ انت وجیه فی حضرتی اخترتك لنفسی۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لیے اختیار کیا۔ اَنْتَ مِنّی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین النَّاس۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا میری توحید اور تفرید سو وہ وقت آگیا جو تیری مدد کی جائے اور تجھ کو لوگوں میں مشہور[ل] و معروف کیا جائے۔ هَلْ اَتٰی عَلَی الانسان حین من الدهر لَمْ یَکُنْ شَیْئاً مذکورًا[ل]۔ کیا انسان یعنی تجھ پر وہ وقت نہیں گزرا کہ تیرا دُنیا میں کچھ بھی ذکر و تذکرہ نہ تھا یعنی تجھ کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ تو کون ہے اور کیا چیز ہے اور کسی شمار و حساب میں نہ تھا یعنی کچھ بھی نہ تھا سبحان اللہ تبارك وتعالیٰ زاد مجدك ینقطع

ل یہ قرآن پاک کی آیۃ ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھ پر اس کا الہام ہوا ہے۔ دیکھیں یہ ہے کہ براہینِ احمدیہ میں عظمتِ قرآن۔

آباءُ لَکَ و یبدء منک ۔ سب پاکیاں خدا کے لیے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اُس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا۔ تیرے آبار کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا۔ یعنی بطور مستقل اُن کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ و تمت کلمۃ ربّکَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُم بِہٖ تستعجلون۔ جب مدد الٰہی اور فتح الٰہی آئے گی اور تیرے رب کی بات پوری ہو جائے گی۔ تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لیے تم جلدی کرتے تھے۔ نصرت بالرعب و احییت بالصدق ایھا الصدیق نصرت قالوا لات حین مناص۔ تو رعب کے ساتھ مدد کیا گیا اور صدق کے ساتھ زندہ کیا گیا۔ اے صدیق (مرزا قادیانی) تو مدد کیا گیا۔ اور مخالفوں نے کہا کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لیترکَ حتیٰ یمیز الخبیث مِنَ الطیب اور خدا ایسا نہیں جو تجھے (مرزا قادیانی) چھوڑ دے جب تک وہ خبیث اور طیب میں فرق نہ کرے۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی[1]۔ یا آدم اسکن انت و زوجکَ الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجکَ الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجکَ الجنۃ نفخت فیکَ من لدنی روح الصدق۔ اے آدم اے مریم اے احمد (مرزا قادیانی) تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجاتِ حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِنَ الْقَادِیَانِ و بالحق اَنْزَلْنَاہُ و بالحق

---

[1] یہ بھی قرآن پاک کی آیت ہے جو امام الانبیاء ختم المرسلین کی شانِ اقدس میں نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اس آیت کا مجھ پر بھی الہام ہوا۔ وہابیو! براہینِ احمدیہ میں

نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ اُترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لیے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے۔

اس کے بعد مرزا قادیانی واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس عاجز (مرزا قادیانی) کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے۔ اس عاجز (مرزا قادیانی) کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہوا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم فَاصْدَعْ بما تومر واعرض عن الجاھلین تو سیدھی راہ پر ہے۔ پس جو حکم کیا جاتا ہے۔ اس کو کھول کر سنا۔ اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک خدا تیری تعریف کرتا ہے۔ اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت سیر کرایا۔

صفحہ ۱۶۴ کا بقیہ حاشیہ

عظمت یعنی قرآن اور رسالت محمدیہ کا ثبوت آپ کے نزدیک ہے۔ فقیر محمد ضیا غفرلہ نقشبندی قادری

لہ وہابیو! دیکھا عظمت قرآن کا کرشمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی ومعی غرست کرامتک بیدی. خوشخبری ہو تجھے اے میرے احمد (مرزا قادیانی) تو میری مراد ہے۔ اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور جب تجھ (مرزا قادیانی) سے میرے بندے میرے بارے سوال کریں تو میں نزدیک ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اور میں نے تجھے (مرزا قادیانی) اس لیے بھیجا ہے کہ تاکہ سب لوگوں کے لیے رحمت کا سامان پیش کروں۔ یا احمد فاضت رحمۃ علے شفتیک انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر واقم الصلوٰۃ لذکری انت معی وانا معک سرّک سرّی وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک ذکرک انک علے صراط مستقیم وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔ اے احمد (مرزا قادیانی) تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے۔ ہم نے تجھ کو معارف کثیرہ عطا فرمائے ہیں۔ سو اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے اور میری یاد کے لیے نماز کو قائم کر تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ہم نے تیرا وہ بوجھ جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اُتار دیا ہے اور تیری ذکر کو اونچا کر دیا ہے۔ تو سیدھی راہ پر ہے۔ دنیا اور آخرت میں وجیہہ اور مقربین میں سے ہے (براہین احمدیہ ص۵۸۸ تا ص۵۹۶)

قارئین کرام :۔ مرزا قادیانی کی کتاب براہینِ احمدیہ کی عبارات اور الہامات آپ نے بغور پڑھا ہے۔ یہ اسی کتاب کی عبارات ہیں جس کے بارے میں وہابیوں کی تنظیم شبان اہلحدیث سیالکوٹ والوں

نے کس بے شرمی اور بے غیرتی سے لکھا ہے کہ " براہین احمدیہ عظمتِ قرآن اور رسالتِ محمدیہ کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی۔"

معلوم ہوا کہ براہینِ احمدیہ میں جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہابیوں کی سیالکوٹی تنظیم اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسی گڑھے میں گری ہے جہاں مرزا قادیانی۔ اگر عوام یہ کہے کہ تنظیم شبابِ اہلحدیث سیالکوٹ اور مرزائیوں کا قارورہ ایک ہے۔ تو بالکل بجا ہے ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں!

مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی کتاب براہینِ احمدیہ نامی کتاب کی تقریظ جو لکھی تھی۔ وہ مرزا قادیانی کے خیالات اور عقاید سے واقف ہوتے ہوئے لکھی تھی۔ جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے خود تقریظ لکھنے سے پہلے اسی رسالہ اشاعۃ السنۃ[1] جلد ۷ منبر ۶ میں (جس میں تقریظ لکھی ہے)، یہ لکھا ہے کہ " مؤلف براہینِ احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہی نہیں بلکہ اوائل عمر میں ہمارے ہم مکتب بھی رہے ہیں۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷، ۶)

مندرجہ بالا محمد حسین بٹالوی کی عبارت سے اظہر من الشمس ہے کہ بٹالوی صاحب مرزا قادیانی کے خیالات اور واقف ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کے بارے میں یہ بھی وضاحت سے لکھ دیا کہ وہ صرف ان کے ہمعصر ہی نہیں بلکہ ہم مکتب ہیں۔ اب ہم مکتب کے الفاظ سے خود فیصلہ فرمالیں کہ مرزا قادیانی پہلے کیا تھا۔

---

[1] رسالہ اشاعۃ السنۃ کی کتابت مولوی اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ کے والد مولوی محمد ابراہیم صاحب کرتے تھے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص ۲۰، محرم ۱۳۹۴ھ)

مولوی محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے ممد و معاون تھے

دیوبندی حضرات کے مولوی ابوالقاسم رفیق صاحب دلاوری اپنی کتاب رئیس قادیاں میں غیر مقلد وہابی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مرزا قادیانی کا ممد معاون قرار دیتے ہوئے قمطراز ہیں کہ قادیانی صاحب مولوی محمد حسین۔۔۔ بٹالوی کے بچپن کے دوست اور ہم سبق تھے۔ کیونکہ جس زمانہ میں مرزا صاحب کے والد حکیم غلام مرتضےٰ صاحب بٹالہ میں مطب کرتے تھے۔ انہی دنوں مرزا غلام احمد بھی کئی سال بٹالہ میں باپ کے ساتھ رہ کر مولوی محمد حسین کی رفاقت میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ یہ ایک مسلّم امر ہے۔ کہ تقدس فروشی کی دکان کھولنے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بڑی مدد کی تھی۔ گو مرزائیت کے فروغ دینے میں حکیم نورالدین کا اقتدار بھی بہت کچھ بروئے کار آیا۔ لیکن اصل یہ ہے۔ کہ اگر مولوی محمد حسین کا دست اعانت مرزا صاحب کی یاری نہ کرتا تو تقدس کا کاروبار حکیم نورالدین کی عون و نصرت کے باوجود بمشکل چل سکتا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان ایام میں اہلحدیث کی جماعت نے ہندوستان کے اندر نیا نیا جنم لیا تھا۔ یہ حضرات بعض اختلافی مسائل کی بنا پر حنفیوں سے بالکل منقطع ہو گئے تھے۔ اور اس جماعت میں نیا نیا جوش اور ولولہ تھا۔ ان دنوں مولوی محمد حسین نے جو پنجاب کے علمائے اہلحدیث میں اعلم العلماء مانے جاتے تھے۔ اور حکومت کی طرف سے بھی شمس العلماء کا خطاب ملا تھا۔ اشاعۃ السنۃ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کر رکھا تھا جس میں مسلک اہلحدیث کی تائید کی جاتی تھی۔ اور پرجوش و اولوالعزم اہلحدیث اس رسالہ کی سرپرستی کو اپنا فرض ایمان سمجھتے تھے۔ اور ہندوستان بھر میں بمشکل کوئی ایسا لکھا پڑھا اہلحدیث ہوگا جو اس رسالہ کا خریدار نہ ہو۔ چونکہ مرزا صاحب مولوی محمد حسین ہی کے ساختہ پرداختہ تھے۔ اس لیے مولوی صاحب نے تہیہ کر لیا تھا کہ قادیانی صاحب کو سمک سے سماک تک پہنچا کے دم لینگے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کثیر الاشاعت رسالہ "اشاعۃ السنۃ" میں مرزا صاحب کے حق میں وہ بے پناہ پروپیگنڈہ کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں قادیانی صاحب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔ (رئیس قادیاں ص۱۷۷-۱۷۸ جلد اول)

مسیح قادیاں سے ایک نیچری کا مناظرہ

جریدہ الفضل قادیان نے بھی ۱۹۰۸ء کی اشاعت میں معاً کر بالخصوص سرسید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو بھی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی۔ لیکن بتانا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس گفتگو کا ذکر کر دیا جائے جو ایک مرتبہ قادیاں کے خانہ ساز مسیح موعود سے کسی نیچری کی ہوئی تھی۔ چنانچہ قاضی فضل محمد صاحب [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرسید احمد خان بہادر کے ایک مرید سے مرزا غلام احمد کی گفتگو ہو گئی۔ دوران گفتگو میں قادیانی صاحب نے اپنی مسند خودستائی پر بیٹھے ہوئے نیچری سے کہا کہ تمہارے پیر و مرشد سرسید احمد خان نے حدیث علم اسلام کی کیا خدمت انجام دی؟ کون سا جوہر کر دکھایا؟ قوم مسلم کی کیا اصلاح کی؟ اس پیرو نے جواب دیا کہ سرسید نے یہ ایک نہایت یادگار کارنامہ انجام دیا کہ اپنی تفسیر احمدی میں مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے آپ کی مسیحیت کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ یہ ایسا احسان ہے جس کے بارے آپ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ مرزا صاحب لاجواب ہو گئے اور بغلیں جھانکنے کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ (الفضل [illegible] صفحہ ۵۵) کہا جاتا ہے کہ قطب نما کا موجد ایجاد و اختراع سے مقامات کا رخ و جہت معلوم کرنے کے سوا کوئی اور کام نہ لے سکا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد کسی اور شخص نے اس سے جہاز رانی کا کام بھی لیا۔ اسی طرح سرسید احمد خان بہادر نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو مردہ اموات میں داخل کر کے صرف مغربیت زدہ ابنائے تعلیم جدید کی دلجوئی کی تھی لیکن رئیس قادیان نے سرسید کی اس ایجاد سے بڑے بڑے کام لئے۔ اس بنیاد پر اپنی مسیحیت کی بلند عمارت کھڑی کی۔ اس کے ذریعہ سے لاکھوں روپیہ کمایا اور نوابی عیش و عشرت کی اور نہ صرف باپ دادے کے قرضے اتارے بلکہ اپنی اولاد کے لئے ایک ریاست قائم کر گئے۔

باب ۵۶ مولوی محمد حسین بٹالوی سے کشیدگی

میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ قادیانی صاحب مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی کے بچپن کے دوست اور ہم سبق تھے کیونکہ جس زمانہ میں مرزا صاحب کے والد حکیم غلام مرتضیٰ صاحب بٹالہ میں مطب کرتے تھے انہی دنوں مرزا غلام احمد بھی کئی سال بٹالہ میں باپ کے ساتھ رہ کر مولوی محمد حسین کی رفاقت میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تقدس فروشی کی دکان کھولنے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی بڑی مدد کی تھی۔ گو مرزائیت کے فروغ دینے میں حکیم نور الدین کا اقتدار بھی بہت کچھ بروئے کار رہا لیکن اصل یہ ہے کہ اگر مولوی محمد حسین کا دست اعانت مرزا صاحب کی یاری نہ کرتا تو تقدس کا کاروبار حکیم نور الدین کی عون و نصرت کے باوجود مشکل چل سکتا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ان ایام میں اہل حدیث کی جماعت نے ہندوستان کے اندر نیا نیا جنم لیا تھا۔ یہ حضرات بعض اختلافی مسائل کی بنا پر حنفیوں سے بالکل منقطع ہو گئے تھے اور اس جماعت میں نیا نیا جوش اور ولولہ تھا۔ ان دنوں مولوی محمد حسین صاحب پنجاب کے علمائے اہل حدیث میں اعلم العلماء مانے جاتے تھے اور حکومت کی طرف سے بھی شمس العلماء کا خطاب ملا تھا۔ "اشاعۃ السنۃ" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کر رکھا تھا جس میں مسلک اہل حدیث کی تائید کی جاتی تھی۔ وہ پرجوش و اولوالعزم اہل حدیث اس مسلک کی سرپرستی کو اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ اور ہندوستان بھر میں مشکل

رئیس قادیاں صفحہ ۷۷ کا اصل فوٹو

کوئی بے لکھا پڑھا اہل حدیث ہوگا جس نے اس کو خرید نہ کیا ہو۔ چونکہ مرزا صاحب مولوی محمد حسین ہی کے ساختہ پرداختہ تھے اس لئے مولوی صاحب نے تہیہ کر لیا تھا کہ قادیانی صاحب کو سمت سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا کر دم لیں گے چنانچہ انہوں نے اپنے کثیر الاشاعت رسالہ اشاعۃ السنہ میں مرزا صاحب کے حق میں وہ بے پناہ پروپیگنڈا کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں قادیانی صاحب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔

پہلی بنائے مخاصمت ایک اہلحدیث دوست نے خاکسار راقم الحروف سے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے اعلان کیا تھا کہ میں نے سراج منیر کے نام سے ایک کتاب محاسن اسلام پر لکھی ہے جس کی طباعت پر چودہ سو روپیہ لاگت آئے گی اور بیس کی کہ اگر مجھے چودہ سو روپیہ لطف کئے جائیں تو میں اس کتاب کو چھپواؤں۔ لوگوں نے خوب چندہ دیا لیکن مرزا صاحب نے ایک خطیر رقم وصول کر لینے کے بعد بالکل خاموشی اختیار کر لی چونکہ براہین احمدیہ کی قیمت بھی کھائے بیٹھے تھے اس لئے ایک مرتبہ مولوی محمد حسین نے سمجھایا کہ پہلے براہین کی قیمت تمہارے ذمہ واجب الاداء تھی۔ اب تم نے سراج منیر کا بھی چودہ سو روپیہ وصول کر کے چپ سادھ لی ہے۔ یہ بڑی اخلاقی بدنامی کی بات ہے مرزا صاحب نے کچھ حیلے حوالے کر کے بات کو ٹال دیا۔ کچھ عرصہ وقفہ کے بعد مولوی صاحب نے مکرر سمجھایا کہ جب لوگ رقمیں مدت سے دے چکے ہیں تو تم کتاب چھپوا کر لوگوں کی شکایت کیوں دور نہیں کر دیتے۔ یہ ایک دوستانہ و ہمدردانہ مشورہ تھا لیکن اسی بات پر مرزا صاحب نے اس کو بہت برا منایا اور غیظ و غضب میں آ کر کہا میں نے تمہاری وساطت سے روپیہ نہیں لیا تھا جو تم خواہ مخواہ بیچ میں کود پڑے ہو۔ اور کہا کہ چندہ دینے والے تو خاموش ہیں اور تم تقاضا کئے جاتے ہو۔ اگر ان لوگوں نے تمہیں اپنا وکیل مقرر کیا ہے تو اپنا وکالت نامہ دکھاؤ۔ یہ رکھا جواب سن کر مولوی صاحب بہت محسوس کر گئے۔ اور مرزا صاحب سے قطع تعلق کر لیا۔ اس سے پیشتر سالہا سال سے مرزا صاحب کی یہ عادت تھی کہ جب لاہور جاتے ہیں بٹالہ کی راہ سے جاتے تو مولوی محمد حسین صاحب کے پاس ایک دو دن ٹھہر کر منزل مقصود کا راستہ لیتے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے نسبتی بھائی یعنی مرزا محمود احمد صاحب کے ماموں ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب کا بیان ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے حضرت مسیح موعود کے گھرے گھر کے تعلقات تھے۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان سے بٹالہ جاتے ہوئے آپ مع اہل و عیال کے مولوی محمد حسین صاحب کے مکان پر بٹالہ میں ایک رات ٹھہرے تھے اور مولوی صاحب نے بڑے اہتمام سے حضرت و مرزا صاحب کی دعوت کی تھی۔ [illegible]

باب ۵۵ حکومت برطانیہ کے زوال کی ہشت سالہ پیشین گوئی

سچا ملہم مخذول نہیں ہوتا قادیانی صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں مامور و مرسل من اللہ ہوں اور اپنی کتاب مواہب الرحمٰن [illegible] میں لکھا کہ "رسل کو خوف نہیں"۔ مرزا صاحب کا یہ بیان حرف بحرف صحیح ہے کیونکہ جو جلیل القدر ہستی خداوند ذوالجبروت کی طرف سے بھیجی گئی ہو خدائی طاقت اور روح اس کی مؤید ہوتی ہے یہی وجہ تھی کہ انبیائے کرام علیہم السلام دنیا کی کسی ماسوی اللہ طاقت سے کبھی مرعوب نہ ہوئے وہ کلمہ حق اور قول صدق سے کبھی دست برداری منظور نہ کی۔ گو باطل کا عفریت اپنی تمام تر وحشت ناکیوں کے ساتھ منہ کھولے سامنے کیوں نہ کھڑا تھا۔ قادیانی صاحب کی تعلیوں اور خودستائیوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدائے عز و جل فی و معاذ اللہ ان کی موعود عظمت شان کے سامنے ہیچ تھی لیکن ان کے حالات و واقعات زندگی پر نظر ڈالی جائے تو ان کی جرأت کا یہ عالم تھا کہ سلاسل و اغلال اور تختہ دار تو بڑی بات ہے ذرا سی دہشت کا خطرہ بھی ہوتا تھا تو سہم جاتے تھے اور کچھ ایسے کسی بڑی بلائے ناگہانی کا بنایا ہیں۔ مرزائی شجاعت و بسالت کا ایک مشہور داستان کا ناظرین کرام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

رئیس قادیان صفحہ ۱۷۸ کا اصل فوٹو

مولوی ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری ہی لکھتے ہیں۔ کہ

براہین کی اشاعت کے زمانہ میں اور اس کے کئی سال بعد تک مولوی محمد حسین ... بٹالوی مرزا صاحب کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے۔ بلکہ قادیانی تقدس کی بیل دراصل مولوی محمد حسین ہی کی کوششوں سے منڈھے چڑھی تھی۔ (رئیس قادیاں ص۱۷۰)

رفیق دلاوری مزید رقمطراز ہیں۔ کہ

منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہور، منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ لاہور اور حافظ محمد یوسف ضلعدار محکمہ نہر تینوں اہلحدیث تھے۔ جو کچھ دنوں سے مرزائی ہو گئے تھے چونکہ یہ تینوں حضرات نہایت مستعد و سرگرم قومی کارکن تھے۔ اور لاہور کی اسلامی تحریکوں میں سب سے پیش پیش رہتے تھے۔ اس لیے مولوی محمد حسین بٹالوی کو جو ان دنوں لاہور ہی میں قیام فرما تھے۔ ان کے مرزائی ہو جانے کا بڑا قلق تھا۔ (رئیس قادیاں ص۲۴ جلد ۲)

مولوی ثناء اللہ کی گواہی

امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی جماعت بلکہ اپنے دادا استاد مولوی محمد حسین بٹالوی کے مرزا قادیانی سے تعلقات کا انکشاف ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ

چند روز ہوئے مولانا (بٹالوی) صاحب کو کاپیاں تصحیح کرانے کے لیے کاتب کی ضرورت تھی تو آپ نے مرزا صاحب قادیانی کے کاتب منشی غلام محمد امرتسری کو قادیاں خط لکھا کہ بٹالہ آن کر میری کاپیاں صحیح کر دو۔ اور مناسب سمجھو تو میرا یہ خط مرزا صاحب کی خدمت میں پیش کر کے اجازت لے آؤ۔ یہ بھی لکھا کہ کاپیوں میں مرزا صاحب کے برخلاف مضمون نہیں بلکہ ثناء اللہ اور اس کے امرتسری اور آروی حامیوں کی خبر لی گئی ہے۔ اس لیے مرزا صاحب بھی اجازت دے دیں گے۔ یہ بھی لکھا کہ اگر تم نہ آسکو تو میں ہی قادیاں میں آجاؤں گا۔ تم نے میرے لیے مکان الگ تجویز کر دینا۔ یہ خط جب مرزا صاحب کے ہاں پیش ہوا تو انہوں نے اس موقع بسا غنیمت سمجھا جھٹ سے اڈیٹر "الحکم" سے بھی خط لکھوایا اور خود بھی لکھا کہ مولوی صاحب آپ ہمارے

مولوی عبدالخالق صاحب قدوسی نے "رسالہ اشاعۃ السنۃ" کو علم و ادب کا بحر بیکراں اور جماعت اہلحدیث کا عظیم سرمایا قرار دیا ہے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص۲، ۱۴ دسمبر ۱۹۷۲ء)

لیسے اور ویسے۔ یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ فوراً تشریف لا دیں۔ یہاں آپ کا سب کام بنوا دیا جائیگا۔ کاپیاں کی تصیح کیا۔ چھاپ بھی دی جائینگی۔ آپ کا ہمارا اختلاف خدانخواستہ کوئی عناد سے نہیں۔ آپ کے والد صاحب بھی ہمارے دوست تھے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء)

اِس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری رقمطراز ہیں۔ کہ

مَیں نے جو سُنا کہ مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب سے مرزا صاحب کی یہ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ تو مَیں خداداد فراست سے قادیانی اسرار نہانی پر مطلع ہوا۔ مَیں نے اسی وقت مولوی صاحب کو اطلاع دی کہ قادیان میں آپ کا جانا ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے آپ کچھ فکر نہ کریں میں اپنا کام چھوڑ کر آپ کا کام کرا دوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب کاپیاں لے کر امرتسر تشریف لائے تو مَیں نے اپنا کاتب اُن کے پاس بمکان جناب مولوی احمد اللہ صاحب بھیج دیا۔ جس نے ان کا سب کام درست کر دیا۔ اس سے بعد مولوی صاحب نے اشاعۃ السنۃ جلد ۲۱ کا سرورق لکھوانا تھا۔ امرتسر میں کسی کاتب نے ذمہ نہ لیا۔ تو مجھے فرمایا کہ تم لکھوا دو۔ مَیں نے قبول کیا۔ مگر اس مضمون کو دیکھا تو بعض فقرات اُس میں بھی ایسے پاتے کہ مرزا صاحب کی تائید اور مولوی صاحب کی تذلیل کے معلوم ہوتے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء ۱۴ ذیلقعد ۱۳۲۵ھ)

صاحب بھی اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ غیر مقلدین وہابیہ کے اکابر مرزا غلام احمد قادیانی کے ممد و معاون اور ایڈووکیٹ تھے۔ مولوی محمد میاں دیوبندی کی اصل عبارت درج کی جاتی ہے۔

ہماری آنکھوں نے دیکھا ہے کہ مرزا غلام احمد آنجہانی نے مذاہب باطلہ کی تردید کے نام پر کتابیں تصنیف کرنی او تجارتی فوائد حاصل کرنے شروع کیے مولوی

ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم ان کے لیے دہنا اور بایاں بازو تھے۔ (دو ضروری مسئلے ص۲ مطبوعہ دیوبند از میاں محمد)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا اقراری بیان

غیر مقلدین وہابی حضرات کے امام العصر اور شیخ الاسلام مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا اقراری بیان ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے لاہور میں ۱۹۴۹ء کو کانفرنس کے صدارتی خطبہ میں فرمایا۔

اس سے پیشتر اسی طرح اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے۔ جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتداء میں مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی۔ اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں زوردار مضامین بھی لکھتے رہے۔ جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ (احتفال الجمہور ص۲۳)

دیوبندی حضرات کے ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے سابق مدیر سعید الرحمٰن علوی اپنی کتاب تقدیم اہلحدیث اور انگریز میں رقمطراز ہیں کہ

دعوے اہلحدیث ہونے کا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ نیچریت، انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فتنوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوتے۔

(تقدیم اہلحدیث اور انگریز ص۳)

اب آپ کے سامنے پاکستان میں اسلام کی ٹھیکیدار نام نہاد جماعت اسلامی اور اس کے بانی مودودی صاحب قادیانیوں سے متعلق کردار پیش کیا جاتا ہے آپ بھی اس قادیانی ٹرین کے گارڈ نظر آئیں گے۔ قادیانیوں کو تحفظ مفکرانہ انداز میں کیا ہے۔ کہ باغیرت مسلمان ڈوب کر مر جاتے۔ بلکہ قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے اس ٹرین میں ان کی سپلائی کا انداز ملاحظہ فرمائیں!

جماعت اسلامی جماعت احمدیہ کی سپلائی لائن ہے

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی ابو سفیان محمد طفیل رشیدی

جماعت اسلامی کے متعلق رقمطراز ہیں۔ کہ

بہر حال یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جماعت احمدیہ اور جماعت اسلامی کے درمیان کس قدر تعاون کی فضا ہے۔ اور جماعت اسلامی کس طرح سے جماعت احمدیہ کیلئے سپلائی لائن کا کام کرتی ہے۔ ان تمام تفصیلات کو سامنے رکھ کر غور کیا جا سکتا ہے کہ انبیاء کی عصمت اور صحابہ کی تنقید سے بالاتر حیثیت سے انکار اور مسلمہ اسلامی نظریات کے مسخ کرنے سے اس کے سوا اور کیا مقصود ہو سکتا ہے کہ اسلام کا سارا نظریاتی و عملی سرمایہ مشکوک بنا کر رکھ دیا جائے۔ اور مسلمان قرآن و حدیث سے منشائے خداوندی کے مطابق رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے عقل کی بنیاد پر اُسے سمجھنے کے عادی بن جائیں۔ یہی روش مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے۔ اور یہی انداز جماعت اسلامی کے ترجمان مودودی کا ہے اور دونوں نے مشترکہ پروگرام کے تحت مسلمانوں کے عقائد برباد کرنے کا بیڑہ اُٹھایا اور فرنگی اور مسیحی سازش کو اپنے کندھوں پروان چڑھایا۔

یہ سب کچھ جماعت اسلامی کے دستور کی غیر اسلامی دفعات کی نشاندہی اور جماعت اسلامی کی اسلامی عقائد سے باغیانہ ذہنیت کی تصویر کشی تھی۔ جس نے فتنۂ قادیانیت کو نظریاتی سہارا دیا۔ جماعت اسلامی نے اپنے دستور میں ایسی مستقل بنیادیں فراہم کر دیں۔ کہ جماعت احمدیہ اور جماعت اسلامی دونوں کا اشتراک بدستور جاری رہے اگر اختلاف ہو بھی تو محض ظاہری طور سے ہو۔ اندرون خانہ جماعت اسلامی کی ہمدردیاں جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ رہیں۔ جماعت اسلامی مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتی۔ اگر کسی وقت جماعت اسلامی برسر اقتدار آجائے تو اُس

کی بننے والی حکومت میں مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کی کفر کی حیثیت ختم ہو جائے گی۔
(تحفظِ ختمِ نبوّت اور جماعت اسلامی صہ ۶۹)

لاہوری مرزائی کی تکفیر صحیح نہیں

ڈاکٹر اسرار احمد کی گواہی

مرزائیوں کے معاملہ میں جماعتِ اسلامی کا کردار دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے ممدوح ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریر سے پیش کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنی کتاب "تحریک جماعتِ اسلامی ایک تحقیقی مطالعہ" میں رقم طراز ہیں۔ کہ

اِس داستان کا المناک ترین باب "مسئلہ قادیانیت" میں جماعتِ اسلامی کا طرزِ عمل ہے۔ اس کے دوران جماعت اور اس کے قائدین نے جس طرح اپنے اُصولوں کی بجائے عوام کے چشم و ابرو کے اشاروں پر حرکت کی ہے۔ اسے دیکھ کر انسان سوچ میں پڑجاتا ہے کہ اتنی قلیل مدّت میں ایک جماعت کا مزاج اس درجہ بھی بدل سکتا ہے۔

اِس مسئلے کے بارے میں چند باتیں بالکل واضح ہیں۔

ایک یہ کہ یہ مسئلہ کوئی آج کی پیداوار نہیں تھا۔ بلکہ گزشتہ صدی کے اواخر ہی سے اِس کے بارے میں مسلمانوں میں بے چینی کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن اپنے تاسیس کے دِن سے لیکر ۵۲ء تک پورے گیارہ بارہ سال جماعت اسلامی نے بحیثیت جماعت یا اس کے اکابرین نے بحیثیتِ افراد اس پر کوئی عملی اقدام کرنا تو کجا، زبان سے ایک حرف تک نہ نکالا۔ بلکہ ایک اصولی اسلامی جماعت کی حیثیت سے اپنے دورِ اوّل میں اُس نے ایسی باتیں کیں کہ جن سے قادیانیوں کی تکفیر کی براہ راست نہ سہی بالواسطہ ضرور ہمّت شکنی ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو تکفیر بغیر اتمامِ حجّت سے متعلق جماعت کا نقطہ نظر صہ ۵۴)

جماعت اسلامی کے اکابرین نے نجی محفلوں میں قادیانیوں اور اُن کے خلاف احرار کی تحریک کے بارے میں کیے گئے سوالات کے مندرجہ ذیل جوابات دیئے۔

۱۔ ختمِ نبوت لازماً جزوِ ایمان ہے۔ اس کا منکر کافر۔ لیکن تکفیر کا کام کسی فرد یا کسی گروہ کے کرنے کا نہیں بلکہ اسلامی ریاست کا کام ہے۔

۲۔ "قادیانیت" مسلمان قوم میں دینِ حق سے لگاؤ میں انحطاط آجانے کی وجہ سے پیدا ہونے والی اور دوسری بہت سی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ دین کی اصل تعلیمات واضح نہیں ہیں۔ اور اس کا علاج منفی طور پر اس کی مخالفت اور بیخ کُنی سے نہ ہوگا۔ بلکہ اس طرح ہوگا کہ دین کی اصل تعلیمات کو واضح اور عام کیا جائے۔

۳۔ قادیانیوں کی مخالفت جس طرز پر ہو رہی ہے۔ وہ ان کو کوئی نقصان پہنچانے کی بجائے ان کی تقویت کا موجب ہو رہی ہے اگر ان کا ابطال کرنا ہی ہے تو چاہیئے کہ سنجیدہ علمی (SCIENTIFIC) طریقے پر ان پر تنقید کی جائے اور عوام کو ان کے غلط اور گمراہ کن عقائد سے خبردار کیا جائے۔

۴۔ قادیانیوں کا معاملہ صاف ہو تو بھی لاہوری احمدیوں کا معاملہ اس قدر صاف نہیں ہے چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو صرف ایک مجدد مانتے ہیں اور اس بناء پر ان کی تکفیر کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

(تحریک جماعت اسلامی صفحہ ۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۰، مصنفہ ڈاکٹر اسرار احمد)

قارئینِ کرام! ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تحریر سے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کا مسئلہ قادیانیت سے متعلق کردار کتنا گھناؤنا ہے۔ لیکن اس جماعت کے مودودی صاحب کو صرف پراپیگنڈہ سے تحریکِ ختمِ نبوت کا ہیرو قرار دے دیا۔ جس مودودی صاحب کی ساری زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کا فکر ہر سال بلکہ ہر ماہ بدلتا نظر آئے گا۔ جس کے فکر کا یہ حال ہے۔ وہ مفکرِ اسلام کیسے ہو سکتا ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

صفحۂ ٹائیٹل

تحریکِ جماعتِ اسلامی

ایک تحقیقی مطالعہ

تالیف

ڈاکٹر اسرار احمد

ایم - اے

ایم - بی - بی - ایس

شائع کردہ

دار الاشاعت الاسلامیہ

بالمقابل ڈاکخانہ، کرشن نگر، لاہور

اور عوامی خواہشات کی پیروی کو قومی تحریک کی لازمی خصوصیت کی حیثیت سے بیان کیا تھا ـــــ یہ اصول اس قدر صحیح اور اٹل ثابت ہُوا کہ خود جماعتِ اسلامی بھی اس کی زد میں آنے سے نہ بچی!۔

جب تک یہ ایک اصولی اسلامی جماعت کی حیثیت سے کام کرتی رہی اس میں حق پرستی اور حق گوئی کی شان بالکل نمایاں رہی، اور "حق گوئی" اور اس میں "بے باکی" کی عظیم الشان مثالیں اس نے پیش کیں اور اس سلسلے میں اس نے کبھی "روباہی" کا ثبوت نہ دیا۔

لیکن جب اس نے ایک قومی جماعت کا روپ دھار لیا تو وہ اصول پرستی اپنی موت آپ مر گئی، تا آنکہ اب بے اصولے پن کی عملی مثالیں ہی نہیں (ان کی تو پھر بھی توجیہ کی جا سکتی ہے) قولاً بھی اس کا اعتراف (اگرچہ ذرا خوشنما الفاظ میں) جماعت کے انتہائی ذمہ دار لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک قومی جماعت کے لیے ملکی اور قومی مسائل میں قومی میلانات و رجحانات ـــــ اور قوم کے احساسات و جذبات کو لازماً ملحوظ رکھنا ہوتا ہے۔ یہی جماعت اسلامی کو بھی کرنا پڑا۔

اس داستان کا المناک ترین باب "مسئلۂ قادیانیت" میں جماعت اسلامی کا طرزِ عمل ہے!۔ اس کے دوران جماعت اور اس کے قائدین نے جس طرح اپنے اصولوں کی بجائے عوام کے چشم و ابرو کے اشاروں پر حرکت کی ہے۔ اسے دیکھ کر انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ ـــــ اتنی قلیل مدت میں ایک جماعت کا مزاج اس درجہ بھی بدل سکتا ہے؟

اس مسئلے کے بارے میں چند باتیں بالکل واضح ہیں:

- ایک یہ کہ یہ مسئلہ کوئی آج کی پیداوار نہیں تھا بلکہ گزشتہ صدی کے اواخر ہی سے اس کے بارے میں مسلمانوں میں بے چینی کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے تھے ـــــ

لیکن اپنے تاسیس کے دن سے لے کر ۱۹۵۲ء تک پورے گیارہ بارہ سال جماعت اسلامی نے بحیثیت جماعت یا اس کے اکابرین نے بحیثیت افراد اس پر کوئی عملی اقدام کرنا تو بجا زبان سے ایک حرف تک نہ نکالا۔ بلکہ ایک اصولی اسلامی جماعت کی حیثیت سے اپنے دور اول میں اس نے ایسی باتیں کہیں کہ جن سے قادیانیوں کی تکفیر کی براہ راست نہ سہی بالواسطہ ضرور ہمت شکنی ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو تکفیر بغیر اتمام حجت سے متعلق جماعت کا نقطہ نظر صفحہ ۵۲)

● پاکستان کے قیام کے بعد کچھ عرصہ خفت اور ندامت کے باعث خاموش رہ کر جب زعماء احرار نے اپنے لیے یہ راہ عمل تجویز کی کہ ایک طرف سیاسی طور پر مسلم لیگ میں مدغم ہو جایا جائے اور دوسری طرف اپنے تشخص کو انٹی قادیانی تحریک اٹھا کر باقی رکھا جائے اور اس پروگرام پر انہوں نے عملدرآمد شروع کر دیا تو جب تک ان کی مساعی ابتدائی دور میں رہیں جماعت اسلامی کے اکابرین نے نجی محفلوں میں قادیانیوں اور ان کے خلاف احرار کی تحریک کے بارے میں کیے گئے سوالات کے مندرجہ ذیل جوابات دیئے۔

۱۔ ختم نبوت لازماً جزو ایمان ہے اور اس کا منکر کافر ــــ لیکن تکفیر کا کام کسی فرد یا کسی گروہ کے کرنے کا نہیں بلکہ اسلامی ریاست کا کام ہے۔

۲۔ "قادیانیت" مسلمان قوم میں دین حق سے لگاؤ میں اختلاط آ جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والی اور دوسری بہت سی گمراہیوں میں سے ایک گمراہی ہے۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ دین کی اصل تعلیمات واضح نہیں ہیں۔ اور اس کا علاج منفی طور پر اس کی مخالفت اور بیخ کنی سے نہ ہو گا بلکہ [illegible] ضرورت ہو گا کہ دین کی اصل تعلیمات کو واضح اور عام کیا جائے۔

۳۔ قادیانیوں کی مخالفت جس طرز پر ہو رہی ہے وہ ان کو کوئی نقصان پہنچانے کی بجائے ان کی تقویت کا موجب ہو رہی ہے۔ اگر ان کا ابطال کرنا ہی ہے تو چاہیئے کہ سنجیدہ

تحریک جماعت اسلامی صفحہ ۱۵ کا اصل فوٹو

علمی اور scientific طریقے پر ان پر تنقید کی جائے اور عوام کو ان کے غلط و گمراہ کن عقاید سے خبردار کیا جائے۔

۴۔ قادیانیوں کا معاملہ صاف ہو تو بھی لاہوری احمدیوں کا معاملہ اس قدر صاف نہیں ہے چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو صرف ایک مجدد مانتے ہیں اور اس بنا پر ان کی تکفیر کسی طرح صحیح نہیں ہے

مطلب یہ کہ قادیانیت "بذاتِ خود" نہ تو سرے سے اس قابل ہے کہ اسے ایک مسئلہ بنایا جائے اور بنا یا جائے تو اس فتنے کے ابطال کا وہ طریقِ کار جو مجلس احرار نے اختیار کیا ہے نہ اصولاً صحیح ہے اور نہ نتائج کے اعتبار سے مفید!

● لیکن جب ۱۹۵۳ء میں زعمائے احرار نے اسے واقعی ایک مسئلہ بنا لیا اور عوام کے جذبات کو مشتعل کر لیا تو اب جب کہ اصول پرستی اور مردانگی کا تقاضا یہ تھا کہ یہی باتیں علی الاعلان کہی جاتیں اور لوگوں کو بتایا جاتا کہ تم خواہ مخواہ مشتعل کیے جا رہے ہو۔ نہ یہ مسئلہ اتنی اہمیت رکھتا ہے اور نہ اس کے حل کی صورت وہ ہے کہ جو اختیار کی جا رہی ہے ——— اور اگر عوام اسے رد کرتے تو کم از کم "رانی بڑی کو" کہہ کر الگ ہو جایا جاتا ——— جماعت اسلامی نے اپنی اصول پسندی اور اصول پرستی کو ذبح کر کے ——— "حق گوئی" سے جی کتراتے اور "روباہی" کا ثبوت دیتے ہوئے جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ "بے اصولے پن" ——— اور "عوام خوفی" کی عملی تصویر ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہشت نکاتی مطالبے میں نویں نکتے کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا، اور مجلسِ عمل کے ساتھ تعاون شروع کر دیا گیا اور ان لوگوں کی قیادت قبول کر لی گئی کہ جن کے پاس بیٹھتے ہوئے بھی بقول "کیے از بزرگان جماعت" جماعت کے زعماء کو گھن آتی تھی"۔ اور جن کے حقیقی ارادوں اور عزائم پر سے بعد میں مولانا مودودی نے "بیانِ حقیقت" میں پردے اٹھائے! (یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے آیا مولانا مودودی صاحب احرار کے عزائم سے کراچی کے مجلسِ عمل کے اجلاس سے پہلے بالکل

مودودی کا تحریک ختم نبوت میں شمولیت سے انکار

مولوی عبیداللہ احرار صدر مجلس احرار اسلام پاکستان نے تقریر کرتے ہوتے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے لائل پور میں ہزاروں کے اجتماع میں فرمایا تھا کہ اللہ گواہ ہے "جب مجلس عمل نے ۵۳ء کی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس وقت مودودی صاحب میرے ہمراہ بیٹھے ہوتے تھے۔ اور بعد میں جسٹس منیر کی عدالت میں تحریک ختم نبوت میں اپنی شمولیت کا انکار کر دیا۔ (ہفت روزہ خدام الدین ص۱۰ ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء)

لاہوری مرزائیوں سے متعلق مودودی صاحب کا فتویٰ

اب مودودی صاحب کا فتویٰ جو کہ ان کے حکم سے ان دست راست غلام علی صاحب نے لکھا۔ جس فتوے پر مودودی صاحب کے دستخط بھی موجود ہیں پڑھیئے!

محترمی و مکرمی ! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اُسکے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے۔ نہ اسکی نبوت کا صاف اقرار کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے۔

ابوالاعلیٰ

خاکسار

غلام علی

معاونِ خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

مودودی صاحب کی تحریر کا عکس

[illegible]

فون نمبر ۴۲۵۰۵

حوالہ [illegible]

جماعت اسلامی پاکستان

۵-اے، ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور

تاریخ ۸.۱.۶۸

محترمی و مکرمی السلام علیکم و رحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفر و اسلام کے درمیان معلق ہے۔ یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہر کرتی ہے کہ اُس کے افراد کو مسلمان قرار دیا جا سکے، نہ اس کی نبوت کا صاف اقرار ہی کرتی ہے کہ اس کی تکفیر کی جا سکے۔

خاکسار

غلام علی

معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے

ابوالاعلیٰ

قادیانی ٹرین مگے مودودی گارڈ کے بعد اب اسی ٹرین کے لکھوی گارڈ نے جس خوش اسلوبی سے مرزا قادیانی کے گھرانے کا خیال رکھا، وہ بھی قابل مطالعہ ہے۔

غیر مقلدین وہابی حضرات کے موجودہ امیر جمعیت اہلحدیث محی الدین لکھوی کا حال

مستند اور معتمد مولوی عبدالقادر حصاری[1] اپنی جماعت کے امیر مولوی محی الدین لکھوی کے عقائد کا انکشاف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "میں (عبدالقادر حصاری) لاہوری جمعیت میں اس لیے شمولیت نہیں ہو سکتی کہ اس کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرایت کر گئی ہے۔ جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ خروج دجال اور ظہور مہدی نہیں ہوگا۔ یہ سب افسانے ہیں اور یہ عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسٰے علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور بخاری و مسلم میں جعلی اور ناقابل اعتبار حدیثیں ہیں۔ مولوی معین الدین اور محی الدین لکھوی ایسے عقائد والے شخص کو کافر نہیں کہتے۔ حالانکہ لکھوی خاندان کے جد بزرگوار عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن مدفون مدینہ منورہ اور دیگر اکابر علماء اہلحدیث کا فتوٰے شائع ہو چکا ہے کہ حیات مسیح کا منکر کافر ہے۔ مگر مولوی محمد علی کے دونوں صاحبزادے صرف اپنے والد کی رعایت کے لیے اپنے خاندان کے بزرگ اعلےٰ کے فتوٰے کا انکار کرتے ہیں۔ اور مولوی محی الدین لکھوی تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے۔

(تنظیم اہلحدیث لاہور ص۶ کالم ۱-۲-۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء)

---

[1] مولوی عبدالقادر حصاری کی یہ تحریر وہابیہ کے موجودہ دور کے معتمد مولوی حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی نے اپنے اخبار تنظیم اہلحدیث لاہور میں شائع کی ہے۔ (فقیر قادری)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا حال

دیوبندی مکتب فکر کے قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی[1] نے بھی مرزا قادیانی پر کفر کا فتوےٰ نہ لگایا۔ اور اُس کے رد میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ جبکہ گنگوہی صاحب ۱۹۰۵ء میں فوت ہوئے اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا۔ مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں دعوےٰ نبوت کیا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک فتوےٰ بھی مرزا قادیانی کے خلاف نہیں۔ ہاں گنگوہی صاحب کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی دیوبندی نے صرف اتنا لکھا ہے۔ کہ

سوال :۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بہ وفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں۔ ظاہر ہے ہمیں اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور اُن کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے ؟

جواب :۔ مرزا قادیانی گمراہ ہے اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے جیسا رافضی۔ خارجی کا جُدا رہنا اچھا ہے ان کی واہیات مت سنو! اگر ہو سکے اس کو جماعت سے خارج کر دو۔ بحث کر کے ساکت کرنا اگر ہو سکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو جواب دو۔ ہرگز فوت ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں۔

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۱۲۰ ج ۱)

گنگوہی دیوبند کے سربراہ اور بانی تھے

دیوبندیوں کے قاری فیوض الرحمٰن رقمطراز ہیں۔ کہ

جب دار العلوم دیوبند کی تحریک شروع ہوئی تو آپ اس کے سرآوردہ رکن تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام (مولانا محمد قاسم) کے مشیر خاص تھے مولینا قاری محمد طیب قاسمی لکھتے ہیں کہ آپ دار العلوم کے بانیوں میں ہیں۔ اور سربراہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(مشاہیر علماء دیوبند صفحہ ۱۸۸ ج ۱)

---

[1] غیر مقلدین حضرات کے سردار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے گنگوہی صاحب کو مجتہد لکھا ہے۔
(اخبار اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۱ — ۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا حال

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الامت ہیں

ان کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سوال وجواب دونوں درج کیے جاتے ہیں۔

سوال :۔ مناکحت باہم ایسے مرد و عورت کی ایک اُن میں سے سُنّی حنفی اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد اور متبع ہوا اور ان کے جملہ دعاوی اور الہامات کی تصدیق کرتا ہو جائز ہے۔ اور اگر یہ دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ ہو تو بولایت والدین جو ایسے ہی مختلف العقیدہ ہوں۔ کیا حکم ہے۔ اُمید ہے کہ تشریح و بسط سے جواب مرحمت ہو۔

الجواب :۔ مرزا کے بعض اقوال حد کفر تک پہنچے ہوتے ہیں۔ مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی معتقد خاص اس کی خبر نہ رکھتا ہو۔ اس لیے مرزا کا معتقد ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ خاص اس کفر کا بھی معتقد ہو۔ پس اگر یہ مرزائی خواہ مرد ہو اور عورت بالخصوص اس قول کفر کا بھی معتقد ہو تو اس کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مرزائی بالغ ہے تو خود اس کا عقیدہ دیکھا جائے گا۔ اور اگر نابالغ ہے تو اس کے ماں باپ کا عقیدہ دیکھا جاوے گا۔ یعنی اگر ماں باپ دونوں مرزائی ہوں گے۔ تو اس نابالغ کو مرزائی قرار دیں گے۔ اور اگر ایک بھی غیر مرزائی ہے۔ تو اس کو غیر مرزائی قرار دے کر یہ حکم مذکور ثابت نہ کریں گے۔ اور اگر یہ مرزائی خاص کسی ایسے امر موجب کُفر کا معتقد نہیں تو مبتدع ہے۔ اور حنفی سُنّی کا دیانت میں کفو نہیں۔ پس اگر یہ عورت ہے تو مرد سُنّی حنفی کا نکاح اس سے درست نہیں ہے۔ اور اگر یہ مرد ہے اور عورت سنیہ حنفیہ ہے تو اگر یہ عورت بالغ ہے اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا ہے تو نکاح ہو گیا۔ اور اسی طرح اگر نابالغ ہے اور باپ دادا نے کر دیا۔ تب بھی ہو گیا۔ اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا یا باپ دادا کچھ شفیق و خیر خواہ

نہیں ہیں تو' دال میں اس کی تصریح ہونے سے جواب دیا جاتے گا۔ (امداد الفتاوی ج۲ ص۱۹۶)
ناظرین کرام! یہ دیوبندیوں کے حکیم الامت کا حال ہے۔ میرے اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کا فرمان ہے۔

مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ

تھانوی صاحب ۱۹۴۳ء میں فوت ہوتے اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا لیکن تھانوی صاحب کے فتوے کو دیوبندی حضرات غور سے پڑھیں۔ اُن کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اب دیوبندی حضرات کے مولوی مرتضے احسن صاحب چاندپوری کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ اسی عبارت کی روشنی میں اکابر دیوبندی اور غیر مقلدین وہابی حضرات' اسلام کی خیر منائیں۔ مولوی مرتضے احسن صاحب چاندپوری لکھتے ہیں کہ

اگر خاں[له] صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خاں صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں۔ چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب ص۱۳ مطبوعہ دیوبند)

مرزائن سے نکاح جائز ہے

قادیانی ٹرین کے گارڈ سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزا قادیانی کے گھرانے کی نام نہاد حور مرزائن عورت سے نکاح بھی جائز قرار دے دیا۔

[له] اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ۔

وہابیو! آپ کے سردار اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے مرزائین کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا ہے۔ اصل فتوے مع سوال و جواب پیشِ خدمت ہے۔

س: باپ بیٹی دونوں مرزائی ہیں لیکن غیر مرزائی مرد سے نکاح پر دونوں رضامند ہیں۔ نکاح جائز ہے یا نہ۔ جبکہ ناکح اور منکوحہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں (شیخ قاسم علی از بہاولپور)

ج: اگر عورت مرزائین ہے تو اور علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ص۱۲ کالم۲، ۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

کوٹلی کے وہابی کی بیوی مرزائن

اسی لیے راقم الحروف کے آبائی قصبہ کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ کی جمعیت کے ایک معزز رکن (جو پہلے امیر جمعیت اہلحدیث بھی رہ چکے ہیں) عبداللہ صاحب شہری نے مرزائن عورت سے نکاح کیا۔ اس سے جو اولاد ہے اس کی مذہبی تقسیم بھی حیران کن ہے۔ ان کے لڑکے مرزائی ہیں۔ اور لڑکیاں اہلحدیث۔

مولوی اسماعیل غزنوی مرزائی ہے

غیر مقلدین وہابی حضرات کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی جماعت کے مولوی اسماعیل غزنوی کو مرزائی سمجھتے تھے۔ جس کا شکوہ وہابیہ کی جمعیت کے سیکرٹری مولوی عبدالعزیز صاحب نے اپنی کتاب فیصلہ مکہ کے ص۳۶ پر کیا ہے۔

اسماعیل غزنوی حکیم نورالدین کا داماد تھا

دیوبندی حضرات کے جانباز مرزا نے غیر مقلدین حضرات کے اسماعیل غزنوی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

مولوی اسماعیل غزنوی مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کا داماد تھا۔

(کاروانِ احرار ص ج ۲)

ناظرین! آخر یہ وہابی مولوی ایسا کیوں کرتے تھے۔ صرف اور صرف اس لیے کہ مرزائیوں کے ساتھ ان کی خوب گٹھ جوڑ تھی جیسا کہ وہابیہ کے غزنوی خاندان کے ایک جلیل المرتبت فرزند اسماعیل غزنوی نے مرزا قادیانی کے سخت پیروکار اور اس کے مشن کے زبردست مبلغ ظہورالدین اکمل کے نام جو خط لکھا اس کی تحریر بتا دیتی ہے۔ اور اسی خط کو امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ وہ مکمل خط درج کیا جاتا ہے۔ پڑھیں اور وہابیت کو مرزائیت کی چوکھٹ پر دریوزہ گری کرنے کی بے غیرتی کا بھی اندازہ لگائیں۔

وہابیہ کے غزنوی خاندان کے قادیانیوں سے تعلقات

وہابیہ نجدیہ کے مشہور خاندان غزنویہ کے مرزائیوں کے ساتھ تعلقات کی شہادت فخر الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ غزنوی خاندان اس لیے میرا مخالف ہے کہ مخالفت کے دورِ جدید میں قادیانی تعلق ہے"۔ (تحفہ نجدیہ از ثناء اللہ امرتسری)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب میں مولوی عبدالواحد غزنوی کے لڑکے مولوی اسماعیل غزنوی کا ایک خط جو کہ انہوں نے مرزائیوں کے اخبار الفضل کے ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کو لکھا۔ اس کا عکس شائع کیا ہے جس سے وہابیوں کے مرزائیوں کے ساتھ احسن تعلقات کا بین ثبوت ملتا ہے۔ نیز وہابیوں کا مرزائیوں کو مسلمان سمجھنا بھی آشکارا ہوتا ہے۔ وہ نقل یہ ہے۔

اسماعیل غزنوی کا خط

مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
قادیان

امرتسر ۱۵.۲.۲۷
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والا کرام ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

گرامی نامے ہر دو ملے۔ میں لاہور تھا۔ فتنۂ ثنائیہ بھی چھپ کر طیار ہے آپ مستری صاحب یا کسی اور کو ہدایت کریں کہ وہ خود آکر ۲۵ فیصلہ مکہ اور پچاس فتنۂ ثنائیہ آکر گھر سے لیجاوے۔ میں اپنی عدیم الفرصتیوں کی وجہ سے قاصر ہوں۔ کہ خود جا کر پہنچاؤں پچھلی دفعہ میں نے چوہدری غلام محمد صاحب کو دے دی تھیں۔

آپ کا اسماعیل[1] (تحفہ نجدیہ)

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والا کافر نہیں ہے

ہر فرقہ کے مولویوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور سب سے پہلے یہ فتوے میرے اعلیحضرت عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے جاری فرمایا۔ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ مگر وہابیہ نجدیہ کا گروہ ایک ایسا گروہ ہے جس کے سردار مولوی ثناء اللہ امرتسری اس کے قائل نہیں جیسا کہ ان کے

---

[1] وہابیوں کی مقتدر شخصیت اسماعیل غزنوی جو کہ داؤد غزنوی کے بھتیجے ہیں، کا مرزائی اخبار کے ایڈیٹر اکمل کو آپ کا لکھنا بین ثبوت ہے کہ اسماعیل غزنوی مرزائیوں کا تھا مسلمانوں کا نہیں تھا۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

فتاویٰ سے اظہر من الشمس ہے۔ فقیر سائل کے سوال اور ثناء اللہ امرتسری کے جواب دونوں تحریر کرتا ہے۔

س ۲۱۳:۔ جالندھر میں ایک رسالہ نکلا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص مرزا اور مرزائیوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج ۲۱۳:۔ مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں ہے!

س ۲۱۴:۔ رسالہ مذکور میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کو کافر نہ کہے اُس کی اقتدار جائز نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج ۲۱۴:۔ یہ قول بھی بلا دلیل بلکہ غلط ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۶ جولائی ۱۹۱۵ء)

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں اُن کا ذبیحہ جائز ہے!

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتوےٰ ملاحظہ فرمائیں!

سوال: جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے۔ یا حرام؟ (المستفتی ۴۶۹ عبداللہ بہاول پور)

جواب ۳۴۹:۔ اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے۔ یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مُرتد ہے اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے[1]

(محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی)

(کفایت المفتی ص ۳۱۳ جلد اوّل مطبوعہ کراچی)

---

[1] کفایت المفتی ص ۳۱۳ جلد اوّل کا اصل فوٹو اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کفایت المفتی

جلد اوّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی قدس سرہ

جامع و مؤلف : حفیظ الرحمٰن واصف

سکندر علی تاجران کتب دستگیر کالونی کراچی ۳۸

کامل نقد [illegible] روپیہ

کفایت المفتی کا ٹائٹل

(۱۷) لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی ص۹۹)

(۱۸) میرا الہام ہے وما ینطق عن الھوی (اربعین ص۳)

(۱۹) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (حقیقۃ الوحی ص۸۲)

(۲۰) انک لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

(۲۱) اتانی ما لم یؤت احدا من العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

(۲۲) اللہ معک یقوم اینما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۷)

(۲۳) مجھے حوض کوثر ملا ہے انا اعطینٰک الکوثر۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۸۵)

(۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت انی ھو فخلقت السمٰوٰت والارض۔ (آئینہ کمالات مرزا ص۵۶۴-۵۶۵)

(۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں (فتاوی احمدیہ ص۷)

جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(۳۴۸) **جواب**۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوال میں نقل کیے گئے ہیں اکثر ان میں سے میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی ہیں۔ پس خود مرزا صاحب اور جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا بھی حرام بتائیں اور غیر احمدی انھیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے ناتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

سوال

جو شخص احمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا آنجہانی کو نبی مانتا ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبوحہ حلال ہے یا حرام؟ المستفتی نمبر ۳۶۹ عبداللہ (بھاولپور)

(۳۴۹) **جواب**۔ اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

کفایت المفتی صفحہ ۳۱۳ کا اصل فوٹو

بجّو کھانا مباح ہے

وہابی مولویوں کے نزدیک بجو کھانا جائز ہے۔
وہابیہ کے امام نواب صدیق حسن بھوپالوی کے لڑکے نور الحسن نے اپنی کتاب عرف الجادی میں لکھا ہے کہ:

"بجو صید است"۔ بجو شکار ہے۔ (عرف الجادی ص۲۴۲)۔

"مباح ہے کھانا بجو کا"۔ (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے بھی اپنے فتاوی میں ایک استفتار اور جواب لکھا ہے۔ جو کہ درج ہے۔

سوال:- ایک شخص بنام مفتی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجو کے متعلق فرمایا ہے کہ بجو حلال ہے۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے۔ اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا شخص بنام محمد کہتا ہے کہ بجو کا کھانا حلال نہیں ہاں شکار جائز ہے۔ اور بجو کے حلال نہ جاننے والے کو منافق و بے دین کہنا جائز نہیں بلکہ تشدد ہے۔ دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟

جواب:- مفتی کا قول صحیح اور موافق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجو گو طبعاً مکروہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔ (فتاوی ستاریہ ص۱۲ ج ۲)

گورخر (جنگلی گدھا) حلال ہے!

وہابیوں کی فقہ کی کتاب فقہ محمدیہ میں ہے۔
"حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا"۔ (فقہ محمدیہ ص۱۲۳ ج ۵)

کچھوا۔ کوکرا۔ گھونگا حلال ہیں!

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے تو کچھوا کوکرا اور گھونگا کو بھی حلال قرار دے دیا۔
استفتاء اور جواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

(س) کچھوا۔ کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال ہیں۔ از روئے قرآن و حدیث جواب ہو؟
(ج) قرآن و حدیث جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ ذروني ما تركتم جب تک شرع تم کو بند نہ کرے۔ تم سوال نہ کیا کرو۔ ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا۔ لہٰذا حلال ہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص۵۵ ج ۱ مطبوعہ بمبئی ص مطبوعہ لاہور)

"کچھوا حلال ہے" (فتاویٰ ثنائیہ ص۵۹ ج ۱ مطبوعہ بمبئی)

کچھوا اور سانڈا حلال ہے

س:۔ کچھوا (سنگ پشت) اور سانڈا (سانڈ) شریعت محمدی میں کھانا جائز ہے؟ یا نہیں۔ جواب بادلیل ہو۔ (از دفتر انجمن اسلامیہ اہلحدیث تیجہ کلاں ضلع گورداسپور)
ج:۔ بحکم لا اجد فیما اوحی الی محرما سانڈا اور سنگ پشت اس آیت کے ماتحت نہیں۔ نہ کوئی حدیث ان کی حرمت کی مجھے یاد ہے۔ اس لیے حلال ہے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۲ ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(اہلحدیث امرتسر ص۱۱ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء)

وہابیوں کے مولوی اور امام عبدالستار دہلوی کی تفسیر کے ضمیمہ میں بھی ہے کہ کچھوا حلال ہے۔ (تفسیر ستاری ص۲۲۶)

قارئین! اکابر وہابیہ نے اپنے معتقدین کے لیے کیسی لذیذ اور عجیب قسم کے جانوروں کو حلال قرار دے کر کھانے کی ترغیب دی ہے۔ اور خصوصاً اس دور کے وہابیوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ مہنگائی کے دور میں جب کہ گوشت بہت ہی زیادہ مہنگا ہے۔ اور ان جانوروں کی تعداد کا خوب اضافہ ہے۔ کیونکہ ان کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ اکابر وہابیہ نے یہ سوچا جس کو کوئی بھی نہیں کھاتا۔ وہابیوں کے لیے حلال قرار دے کر کھلانا شروع کر دیتے ہیں

یہ تو گوہ، بجو، کچھوا، کوا، گھونگا اور جنگلی گدھے اور سانڈے کے حلال کے فتوے تھے وہابیوں کے مجتہد قاضی شوکانی نے تو وہابیوں کے لیے کتا اور خنزیر بھی حلال قرار دے دیا ہے تاکہ وہابیوں کو گوشت کی کمی ہی نہ ہے۔

گوہ حلال ہے

وہابیہ کے امام عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" (تفسیر ستاری ص ۴۲۶)

"مباح ہے کھانا سوسمار یعنی گوہ کا۔" (فقہ محمدیہ ص ۱۲۳ ج ۵)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ

"گوہ تو ماکول اللحم حلال ہے۔" (فتاوی ثنائیہ ص ۱۶۷ ج ۲ مطبوعہ بمبئی)

وہابیوں کے مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی فتوے دیتے ہیں کہ "یہ صحیح ہے کہ ضب حلال ہے۔ اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے۔ مگر ضب کا ترجمہ جو (گوہ) مشہور ہے۔ وہ کتب لغت عرب سے ثابت نہیں ہوتا منجد میں جو لکھا ہے اس سے تو سانڈا معلوم ہوتا ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۶۷ ج ۲)

وہابیوں کے مولوی داؤد راز لکھتے ہیں کہ
"عام اہلِ لغت ضب کا ترجمہ سوسمار (گوہ) ہی لکھتے ہیں۔
(فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۱۷۲ ج ۲)

ناظرین حضرات! وہابی اکابر ضب کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کا کھانا مباح قرار دے رہے ہیں۔ مگر سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے کھانے کو ممنوع قرار دے رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

نَھٰی عَنْ اَکْلِ لَحْمِ الضَّبِّ
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۱ ؛ ابوداؤد صفحہ ۱۷۶ ج ۲)
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

ابنِ ماجہ شریف میں بھی ایک روایت ہے کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا۔

مَا تَقُوْلُ فِی الضَّبُعِ وَمَنْ یَاکُلُ الضَّبُعَ۔ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۴۰)
گوہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ تو فرمایا گوہ کو کون کھاتا ہے۔

نسائی شریف میں حدیث ہے کہ
رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گوہ کھانے کے لیے پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اُمَّۃٌ مُسِخَتْ۔ یہ پہلی اُمتوں سے ایک مسخ شدہ اُمت ہے۔ (نسائی شریف صفحہ ۱۹۸ ج ۲)

کنز العمال شریف میں ہے کہ سرکار رسیدہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

کَانَ یَکْرَہُ اَنْ یَّاکُلَ الضَّبَّ
(کنز العمال صفحہ ۲۱ ج ۴)
نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گوہ کے کھانے کو بُرا سمجھتے تھے۔

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گوہ کھانے سے بیزاری کا اظہار فرمائیں اور وہابی اکابر اس کو مباح جانیں۔ یہ ہے نام نہاد اہلِ حدیث حضرات کا حال۔ ؎ اُف اے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری۔

غیر مسلموں کا صدقہ اور چندہ جائز ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتویٰ دیا ہے کہ:

"ہندو کا دیا ہوا صدقہ یا قرآن مجید یا چندہ جائز ہے"

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص۱۳، ۷ نومبر ۱۹۱۲ء)

"مسجد کی امداد میں مشرکین کی اعانت قبول کرنا منع نہیں ہے"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۱۳، ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء)

"غیر مسلم کی جائز کمائی سے حاصل کیا ہوا مال مسجد پر لگانا جائز ہے۔"

(اخبار اہلحدیث امرتسری ص۸، ۵ مارچ ۱۹۴۳ء)

جواب: ہندو کا دیا ہوا چندہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ جبکہ وہ بہ نیت ثواب دیتا ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۱۸ ج ۳ مطبوعہ دہلی)

نسلی مرزائی کا ذبیحہ جائز ہے

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے فتوےٰ دیا ہے۔ کہ

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں۔ ان کا ذبیحہ جائز ہے۔

(کفایت المفتی ص۳۱۱-۳۱۷ ج ۱ مطبوعہ کراچی)

ناظرین کرام! گیارہویں شریف کو حرام کہنے والوں کا حال دیکھا کہ حلال اور طیب کھانے کو حرام کہنے کی پاداش میں ان کو کیسی کیسی اشیاء کو حلال قرار دینا پڑا۔

قارئین کرام! الحمد للہ رب العالمین رسالہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہ کا جواب باصواب بفضل اللہ و رسولہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جس سے مخالف کا بطلان اور مسلک حق اہلسنت وجماعت کی حقانیت عیاں ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم اور غوث الاعظم شہنشاہِ بغداد سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے فیضان اور سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم خواجہ پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ کے تصرف کا نتیجہ ہے۔

اللہ کریم شرف قبولیت بخشتے ہوئے عامۃ المسلمین کے لیے نافع بنائے آمین! وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

مسلکِ اہلسنّت و جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

ماہِ طیبہ سیالکوٹ

ایڈیٹر

مولانا ابوالحامد "محمد ضیاء اللہ قادری"

فی پرچہ ——— سالانہ چندہ

۱۵ روپے ——— ۱۵۰/- روپے

دفتر ماہنامہ "ماہِ طیبہ" تحصیل بازار سیالکوٹ

قادری کتب خانہ کی دیگر تصانیف

- مولد العروس
- نعمت کبریٰ
- اثباتِ علم الغیب
- انیس الطالبین
- جہان اولیاء
- شانِ رسول ﷺ
- انوار الصدیق
- رسائل مجدد الف ثانی
- شان حبیب الباری من روایات البخاری
- زبان میری ہے بات اُن کی
- تذکرہ مجددین اسلام
- امام اعظم کے عقائد
- خطباتِ مجددیہ
- شان حبیب المنعم من روایات المسلم
- قرآن حکیم کا تصور نبوت و ولایت
- ختم نبوت ندوہ
- چشمہ علم و حکمت

قادری کتب خانہ
تحصیل بازار سیالکوٹ
0524-582831